٧٨٦
٩٢

اشرفِ عالم" جنہیں کہتے ہیں سب ہیں بجائے شاہِ شہباز" ولی

رسائل اشرف

(دینی معلومات کا خزانہ)

از تبرکات

پیر طریقت مرکز عقیدت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

باہتمام

شہبازیہ ادبی کونسل

خانقاہ عالیہ شہبازیہ۔ ملاچک۔ بھاگلپور (بہار)۔ ۸۱۲۰۰۲ ہند

٤٨٦
٩٢

اشرفِ عالم جنہیں کہتے ہیں سب ہیں بجائے شاہِ شہبازِ ولی

رسائل اشرف

(دینی معلومات کا خزانہ)

ازتبرکات

پیر طریقت مرکز عقیدت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

- خیرالکلام
- ذریعۂ نجات
- آداب القران
- مجمع الآداب
- نجات الآخرت
- حفظ الایمان

فضائل تسمیہ (بسم اللہ)
فضائل اخلاص (قل ھو اللہ)
قرآن پاک کے آداب، فضائل اور رموز اوقاف
متفرقہ مسائل زندگی
سکرات موت اور عذاب قبر وغیرہ
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب

تلخیص و تسہیل
خاکپائے بزرگان شہبازی
سید محمد رافق زماں

باہتمام

شہبازیہ ادبی کونسل

خانقاہ عالیہ شہبازیہ۔ ملاچک۔ بھاگلپور (بہار)۔ ٨١٢٠٠٢ ہند

9/2/2000

سال اشاعت	۱۹۹۹ء
قیمت	9-R-2003 Rs. 60/=
تعداد	۱۰۰۰
مصنف	حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ
مترجم	ڈاکٹر سید محمد رافق زماں
اصلاح مسودہ	مولانا رفیق عالم ضیائی و جناب شوکت علی انجم
مسودہ نگار	محمد شمس تبریز خاں
کتابت	مائکرو، بھاگلپور
طباعت	آفسیٹ پریس، پٹنہ
ناشر	مترجم

RESAIL -E- ASHRAF

(Treasure of religious knowledge)

Hz. Moulana Saiyid Shah Ashraf Alam (PBUH)

Translated by

Dr. S.M. Rafique 'Zaman'

Rs. 60/- only

Scanned by CamScanner

نعت شریف (از مصنف قدس سرہ)

اے شافع روز جزا گاہے نظر بر من فگن — وے مالک ہردوسرا گاہے نظر بر من فگن
بارگنہ آوردہ ام روئے سیہ آوردہ ام — اے معدن جود و سخا گاہے نظر بر من فگن
گر تو نہ بودے در جہاں پیدا نہ گشتے انس و جاں — بہر تو شد ارض و سما گاہے نظر بر من فگن
امید از احسان توو ز لطف بے پایان تو — دارم ہمیں صبح و مسا گاہے نظر بر من فگن
اے مظہر ذات احد اے نخل گلزار صمد — اے شمع ایوان ہدیٰ گاہے نظر بر من فگن
در جسم من جانم توئی ہم دین و ایمانم توئی — دارم ز تو یک التجا گاہے نظر بر من فگن
بخشد خدائے دو جہاں جرم و خطائے مومناں — بہر تو در روز جزا گاہے نظر بر من فگن
تو جانی و جانانی و در دو جہاں سلطانئ — بنگر بحال ایں گدا گاہے نظر بر من فگن
اے تاجدار مرسلاں اے باعث امن و اماں — خواہم ز تو عفو خطا گاہے نظر بر من فگن
رفتی چو در خلد بریں از حکم رب العالمین — رضواں بگفتا مرحبا گاہے نظر بر من فگن
سوئے گناہ من مبیں اے رحمۃ للعالمین — از چشم الطاف و عطا گاہے نظر بر من فگن

از جملہ مخلوق خدا وز انبیا و اولیا
اشرف توئی یا مصطفیٰؐ گاہے نظر بر من فگن

(دیگر)

ہمیشہ ذکر پیغمبرؐ محبت کی نشانی ہے — ولائے شافع محشر سعادت کی نشانی ہے
کرو دنیا میں اس شاہ ہدیٰ کی پیروی ہردم — یہی آخر میں ہم سب کی شفاعت کی نشانی ہے
ہوا جو معجزہ ظاہر جہاں میں ذات احمدؐ سے — نیابت کی رسالت کی کرامت کی نشانی ہے
خلاف حکم پیغمبر کرے جو کام دنیا میں — خدا کے سامنے بیشک ضلالت کی نشانی ہے
رہے سر گرم جو کوئی بشر یاد محمدؐ میں — عذاب قبر و دوزخ سے برات کی نشانی ہے
محبت آل و یاران نبیؐ کی سب پہ واجب ہے — بقول مصطفیٰؐ یہ اہل جنت کی نشانی ہے
سنو جب ذکر میلاد نبیؐ تو اشرف عالم — اٹھو تعظیم کو انکی یہ الفت کی نشانی ہے

منظوم ترجمہ (از مترجم عفی عنہ)

اے شافع رو جزاؐ میری طرف ہو اک نظر — اے مالک ہر دوسرا میری طرف ہو اک نظر
بار گنہ لایا ہوں میں روئے سیہ لایا ہوں میں — اے معدن جود و سخا میری طرف ہو اک نظر
گر تو نہ ہوتا کیا جہاں، پیدا نہ ہوتے انس و جاں — تیرے لئے ارض و سما میری طرف ہو اک نظر
بس تیرے ہی احسان پر اور لطیف بے پایان پر — امید ہے صبح و مسا میری طرف ہو اک نظر
اے مظہر ذات خدا، اے نخل گلزار صمد — اے شمع ایوان ہدیٰ میری طرف ہو اک نظر
اس جسم میں تو جان ہے تو دین اور ایمان ہے — تجھ سے یہی اک التجا میری طرف ہو اک نظر
بخشے خدائے دوجہاں مومن کا ہر جرم و خطا — تیرے سبب روز جزا میری طرف ہو اک نظر
تو جان اور جانان جاں بیشک تو سلطان جہاں — بس دیکھ لے سوئے گدا میری طرف ہو اک نظر
اے تاجدار مرسلاںؐ اے باعث امن و اماں — تجھ سے طلب عفو خطا میری طرف ہو اک نظر
خلد بریں میں جب گیا اس رب کل کا حکم تھا — رضواں یہ بولا مرحبا میری طرف ہو اک نظر
میرے گناہوں کو نہ دیکھ اے رحمۃ للعالمینؐ — کر چشم الطاف و عطا میری طرف ہو اک نظر

از جملہ مخلوق خدا اور انبیاء و اولیا
اشرف ہے تو یا مصطفےٰؐ میری طرف ہو اک نظر

عرض مترجم

ناظرین و قارئین کرام سے میں نہایت واضح طور پر یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نہ تو عالم دین ہوں اور نہ ہی عربی کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے ۔ فارسی اور اردو کی معلومات بھی خانوادہ کا فیضان ہے ۔ میں سائنس کے شعبۂ طبیعات (فزکس) کا گرچہ استاذ ہوں مگر ہنوز خود کو طالب العلم ہی سمجھتا ہوں ۔ اسلئے ظاہر ہے کہ جس علم کی میرے پاس باضابطہ سند ہے اور جس میں میرے ماتحت تحقیقات بھی ہو رہی ہیں اس میں اپنی کم علمی کا یہ عالم ہے تو دوسرے علوم و فنون کا ذکر ہی کیا ۔ صرف دل میں ایک شوق ہے کہ اپنے بزرگوں کے حالات ۔ خدمات اور تعلیمات سے لوگوں کو واقف کراؤں اور انکا پیغام آج کی مروج زبانوں میں عام کروں ۔ شائد کہ یہی وسیلۂ نجات بن جائے ورنہ ۔ من آنم کہ من دانم ۔

"رسائل اشرف" میں شامل چند مطبوعہ رسالے مجھے حاصل ہوئے اور انکا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ دینی معلومات شاید اُس دور میں زیادہ تر لوگوں کو حاصل رہی ہونگی چونکہ اُس وقت مذہبیات ، عربیات و فارسیات کا دور دورہ تھا ۔ مگر اب جبکہ اردو داں گھرانوں میں بھی اردو خواں کم ہی ملتے ہیں اور مذہبی معلومات کا فقدان ہر سو نظر آتا ہے تو میرے خیال میں یہ رسالے زیادہ سودمند ثابت ہونگے ۔

- "خیر الکلام" کا موضوع ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" جسے تسمیہ کہتے ہیں کون مسلمان نہیں پڑھتا ؟ مگر شاید بہت لوگ نہیں جانتے ہونگے کہ چار الفاظ اور ۱۹ حروف کے اس کلمہ میں کون کون سے راز پوشیدہ ہیں اور کون کون سے فوائد و برکات اسمیں مضمر ہیں ۔ کتنی دعائیں بسم اللہ پر مبنی ہیں جو آج کے پریشان حالوں کو آسودگی و اطمینان بخش سکتی ہیں ۔
- "ذریعہ نجات" کا عنوان ہے سورہ اخلاص یا قل ھو اللہ جو اکثر و بیشتر مسلمانوں کو ازبر ہوگی مگر اسکے بارے میں بھی وہ اہم معلومات نایاب ہیں جو رسالے میں شامل ہیں اور جو آج کے مسلمان نوجوان شاید جانتے بھی نہ ہوں شاید یہ ایک سورہ ہی انکے بیشتر مسائل اور تکالیف کو دور کرنے کے لئے کافی ہو ۔
- "آداب القرآن" کا موضوع سخن ہے "قرآن کریم" آج اگرچہ یہ عموماً طاق نسیاں پر نظر آتا ہے اور ہماری بربادی کا ایک اہم ترین سبب ہے پھر بھی عموماً آج کے نوجوان ناظرہ پڑھ سکتے ہیں ۔ گرچہ سن رہاں ہوں کہ اب بچوں کے لئے والدین ہندی میں لکھا ہوا قرآن پاک خریدنے پر بھی مجبور ہو چکے ہیں ۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور عربی مصحف پڑھنے کی صلاحیت سے نوازے ۔ اس کتاب میں انہیں قرآن کریم کے آداب نیز اسکی اہم معلومات گویا سمندر کو کوزے میں بند کی ہوئی ملینگی ۔
- "مجمع الآداب" کے مشمولات ہیں روز مرہ کے معاملات سلام و کلام ، سونا ، جاگنا ، کھانا ، پینا ، پہننا ، چھینکنا ، جماہی لینا ، وغیرہ وغیرہ اور انکے اسلامی طریقے ۔ نیز والدین ، بچے ، بچیوں ، ہمسایوں ، زن و شوہر کے حقوق و

احکام اور شریعت کے دیگر احکام حلال و حرام وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں۔

● "نجات الآخرت" کا موضوع ہے عذاب قبر، سکرات موت، وغیرہ کے معاملات، جن سے ہر شخص کو گذرنا ہے اس سے نجات پانے کے کامیاب طریقے اور مُردوں کو ان منزلوں سے نجات دلانے کے طریقے کتنے مفید ہیں اسکو لکھنے اور کہنے کی ضرورت نہیں۔

● "حفظ الایمان" مشتمل ہے ہم سب کے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و حالات پر جنکے سبب ہم حنفی لوگ دین متین کے مختلف احکام شرعیہ سے روشناس ہوئے ہیں اور اسپر عمل پیرا ہوکر اپنی عاقبت روشن کر رہے ہیں

یہ ان تمام رسالوں کا ایک سرسری جائزہ ہے جو "رسائل اشرف" میں شامل ہیں اور جنہیں میں نے سلیس اردو زبان میں منتقل کرنے کی ایک کوشش کی ہے۔ یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہے اور اس سے قارئین کو کتنا فائدہ پہنچتا ہے اسی پر میرا اجر و ثواب منحصر کرتا ہے۔

اگر آپ نے ان رسالوں سے فائدہ اٹھایا اور آپ کو یہ رسالے پسند آئے یا ان میں لکھی باتوں پر عمل پیرا ہوکر آپنے اپنا دین اور اپنی دنیا سنوار لی تو حقیر کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرلیں یہی میرا اجر ہے اور امید ہے کہ اسکے طفیل میری بھی عاقبت سنور جائیگی۔

کتابت ترجمہ یا تحریر میں پائے جانے والی غلطیاں میں اپنے سر لیتا ہوں۔ قارئین اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جائیں۔ مصنف قدس سرہٗ بھی مجھے ان غلطیوں کے لئے معاف فرمادیں تو یقین ہے کہ اللہ عزوجل بھی مجھے معاف فرمادیگا۔ تلخیص کے لئے بھی معذرت خواہ ہوں جو عموماً شعری تخلیقات کے لئے ہی اختصار کے مدنظر کی گئی ہے۔

میں ممنون کرم ہوں ان تمام کرمفرماؤں کا جنکا شکریہ میں اپنی گذشتہ کتابوں میں بہ تفصیل ادا کرتا رہا ہوں جنکے تعاون کے بغیر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں تک نہ پہنچ سکتی۔ ان تمام مخلصین کے لئے میں بھی دعاگو ہوں اور آپ بھی منجملہ دعائے خیر فرمائیں۔ میں اپنے جد امجد مولانا سید شاہ محمد فائق شہبازی، والد محترم سید شاہ محمد حاذق شہبازی، عم محترم سید شاہ محمد شاہق شہبازی اور جواں مرگ برادر عزیز سید شاہ اخلاق عالم صبا (رحمہم اللہ اجمعین) کی دعاؤں کا محتاج ہوں جو جنت الفردوس کے مکیں ہیں۔

عموئے مکرم مرشدی و مولائی حضرت مولانا الحاج سید شاہ صفی العالم دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین اور ولیعہد سجادہ عزیز القدر الحاج سید شاہ اشتیاق عالم ضیا شہبازی کی دعاؤں کا طالب ہوں۔ برادر عموی سید شاہ محمد تائق شہبازی اور برادران نسبتی سید شاہ محمد اعجاز احمد قادری اجھری رزاقی و سید شاہ منہاج الدین اجملی کی نیک خواہشات اور حوصلہ افزائیوں کا ممنون کرم ہوں..

حالات مصنف

فیاض دوراں حضرت مولانا سید شاہ محمد اشرف عالم قدس سرہ (گیارھویں سجادہ نشین

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے — وہ فقر جسمیں ہے بے پردہ روح قرآنی

(علامہ اقبال)

حضرت مصنف قدس سرہٗ کے مختصر حالات و واقعات پیش کرنے کی سعادت میرے لئے سرمایۂ افتخار ہے۔میں نے یہ حالات بزرگوں سے براہ راست یا بالواسطہ یکجا کئے ہیں اور جب انہیں پیش کر رہا ہوں تو میرے ذہن پر یہ شعر ابھرتا ہے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

(سعدی علیہ الرحمہ)

ترجمہ:- احسان نہ جانو کہ تم سلطان کی خدمت کر رہے ہو بلکہ اسکا احسان مانو کہ اسنے تمہیں خدمت کے لئے رکھا۔

اپنی بے بضاعتی علم وادراک کے باوجود اس میدان میں قدم رکھنے کی ہمت کی ہے تو یہ شعر بھی نگاہوں میں رکھتا ہوں

خدا معلوم حد منزل عرفاں کہاں تک ہے — پتہ ہر شخص دیتا ہے پہنچ جس کی جہاں تک ہے

(حضرت فائق شہبازی علیہ الرحمہ)

تاریخیات_ حضرت مصنف قدس سرہٗ کا سن پیدائش ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۵ء جائے ولادت محلہ ملا چک (مولانا چک) بھاگلپور اور سن وصال ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء ہے نیز آپکا مزار پر انوار آستانہ شہبازیہ کے داخلی دروازے کے پورب جانب آہنی جالیوں سے مزین ہے۔ آپکی عمر شریف تقریباً ۷۵ برس ہوئی۔ سن سجادہ نشینی ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۰ء ہے۔ والد ماجد کے وصال (۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۰ء) کے بعد ۴۸ سال تک بصد شوکت و شان سند سجادگی پر متمکن رہے (ہجری و عیسوی کی تبدیلی تخمینا کی گئی ہے)۔ طویل عرصہ سجادگی کی بنا پر ہی شاید آپکو "بوڑھے میاں صاحب" کے پیارے لقب سے بھی جانا جاتا ہے۔ آپکی سجادگی کے دوماہ بعد ہی والد ماجد کا وصال ہوگیا۔

والد ماجد_ آپکے والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ محمد عابد ثانی عرف شاہ نوری قدس سرہٗ ہیں جو اپنے دور کے جلیل القدر بزرگ اور عالم با عمل ہیں۔ اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی ربیقہ بنت حضرت ابوالحسن ہیں۔ انہوں نے اپنی حیات ظاہری میں ہی آپکو مسند سجادگی پر فائز کر کے بقیہ عمر شریف گوشہ نشینی اختیار کی ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۰ء میں آپکا وصال ہوا۔ جسکے قطعات تاریخ ضیاء الدین احمد ضیاؔء نے یوں موزوں کئے ہیں۔ ؎

محمد عابد پیرم کہ باشد قبلۂ پیراں زہے تلقین وارشادش زہے توحید عرفانش
چو دیدش خوش بہ ذکر حق درون کوشک جنت "محمد عابد ذاتی" بگفتا سال رضوانش

۱۲۹۰ھ

باصد آہ وغم دم ماتم ضیاؔ گفت ہاتف "خانہ لبس بے نور شد"

۱۲۹۰ھ

چل بسے خلد کو مولانا محمد عابدؒ فیض ملتا تھا ہر اک شخص کو فی حضرتہ
کہہ اٹھاکر یہ ضیاؔ اب تو سر دست دعا "رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ مرقدہ"

۱۲۹۰ھ

نسب نامہ ـــ حضرت مولانا اشرف عالم بن حضرت مولانا عابد ثانی بن حضرت مولانا صفی ثانی بن حضرت مولانا موحد بن حضرت مولانا عابد اول بن حضرت مولانا عاصم بن حضرت مولانا صفی سیالکوٹی بن حضرت مخدومناو مولانا شاہباز محمد بخاری ثم دیوروی ثم بھاگلپوری قدس اسرار ھم العزیز۔

اساتذہ کرام ـــ بزرگان خانوادہ خصوصاً اپنے والد ماجد سے اکتساب علم وفن کرنے کے علاوہ آپ نے مقتدرو محترم اساتذہ کرام سے بھی کسب علم کیا۔ ابتدا میں آپکے استاذ مولانا حافظ سرفراز علی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنکا وطن خیر آباد صوبہ اودھ تھا اور انتہا میں آپکے استاذ عالی مرتبت مولانا محمد عجیب اللہ پیشاوری رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جنکی جائے ولادت پیشاور اور جائے سکونت رام پور۔ یو۔پی تھی۔

القاب ـــ رسائل اشرف میں شامل مختلف رسالوں کے نثر خاتمہ میں آپکے جو القاب ملتے ہیں ان سے بھی آپکے علوئے مرتبت کا اظہار ہوتا ہے چونکہ القاب کی قبا آپکے پیکر جمیل پر راست آتی ہے۔ میں انہیں یکجا کر کے ترجمہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہاں ہوں۔

● زبدۃ الافاضل (فضیلت والوں میں منتخب) ● محسود المعاصر والاماثل (اپنے ہم عصروں اور ہم مرتبہ لوگوں کے محسود) ● عارف باصفا (پاکیزہ عارف) ● واعظ حق نما (حق کی جانب رہنمائی کرنے والے یا حق کا دیدار کرانے والے واعظ) ● سالک مسالک طرق حقیقت و شریعت (حقیقت و شریعت کے طریقوں کی راہوں کے سالک) ● دانائے رموز حقائق و معرفت (حقائق اور معرفت کے رازوں کے جاننے والے) ● مقتدائے رہروان منازل تحقیق (تحقیق کی منزلوں کا سفر کرنے والوں کے امام) ● پیشوائے عارفان مراحل تدقیق (دقت طلب مرحلوں کے جاننے والوں کے پیشوا) ● کریم ابن کریم (مہربان کے فرزند اور مہربان) ● کرامت انتساب (جن سے کرامات منسوب ہوں) ● ملکی صفات (فرشتوں کی صفت والے) ● حقیقت پناہ (حقیقت کو پناہ دینے والے) ● فضیلت دستگاہ (فضیلت پر دسترس رکھنے والے) ● معدن فضائل (فضائل کی کان) ● مخزن

فواضل (فضیلتوں کے خزانہ) ● مصدر فیوضات (فیضوں کے سرچشمہ) ● منبع حسنات (نیکیوں کے مرکز) ● محقق مسائل شریعت (شریعت کے مسئلوں کی تحقیق کرنے والے) ● حاوی کمالات صوری و معنوی (ظاہری اور باطنی کمالات پر قدرت رکھنے والے) ● متکفل مرام دینی و دینوی (دینی اور دنیاوی مرادوں کی کفالت کرنے والے) ● جامع علم و عمل (علم اور عمل کا سنگم) ● مظہر لطف ازل (اللہ کی مہربانیوں کو ظاہر کرنے والے) ● قبلۂ حاجات (حاجتوں کے قبلہ) ● کعبۂ مرادات (مرادوں کے کعبہ) ● عالی نسب (اعلیٰ نسب والے) ● والا حسب (بہترین حسب والے) ● مقبول بارگاہ خداوندا عظم (اللہ بزرگ و برتر کی بارگاہ کے مقبول) ● عالم باعمل (علم کے ساتھ عمل کرنے والے) ● پیردستگیر (مدد کرنے والے پیر) ● روشن ضمیر (روشن اور تابناک ضمیر والے)۔ سبحان اللہ و بحمدہ

سراپا۔ آپ میانہ قد۔ شکیل و وجیہ۔ گندم گوں رنگت والے تھے۔ ستوان ناک خوبصورت چشم وابرو والے۔ نرم گفتار اور تیز رفتار تھے۔ ریش مبارک گھنی نہ تھی بلکہ سادات بخارا کی مانند ہلکی تھی۔ چہرہ مبارک پر ایک مسا چہرے کا وقار بڑھاتا تھا۔

لباس۔ آپکا لباس سادہ ہوا کرتا۔ آپ کرتا۔ پائجامہ۔ انگرکھا گھر میں زیب تن فرماتے اور آستانہ عالیہ میں خصوصی مواقع پر حسب دستور عبا۔ پیراہن عمامہ اور جامہ سے ملبوس ہوتے۔ آپ بدرجہ اتم جامہ زیب تھے۔

معمولات۔ کثرت عبادت و ریاضت اور اوراد و اذکار کے علاوہ آپ حاجت مندوں کی دینی اور دنیاوی حاجتوں کو پورا کرتے۔ زاہد شب زندہ دار اور صوفئ بلند کردار تھے۔ خانقاہ عالیہ کی جامع مسجد میں عصر، مغرب اور عشا میں امامت فرماتے نیز جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر بھی امامت کے فرائض انجام دیا کرتے۔ تصنیف و تالیف، وعظ و نصیحت، تعلیم و تعلم اور علمی مذاکرات کے ساتھ ساتھ نعتیہ شاعری سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ وعظ و نصیحت اور گفتگو کے دوران اہل اللہ کے اشعار حسب موقعہ استعمال فرماتے جسے عقیدت مندان اکثر لکھ لیا کرتے اور یاد کرلیتے تھے۔ آپنے عقیدت مندوں میں نعت گوئی اور نعت خوانی کا ذوق جگا کر انہیں عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار کردیا۔ نعتیہ دیوانوں میں آپنے برادران حقیقی و عموی نیز دیگر اہل خانوادہ اور عقیدت مندوں کے کلام کو شامل کرکے خورد نوازی اور حوصلہ افزائی کا نمونۂ بے مثل پیش کیا۔ آپ میں عجز وانکسار کا مادہ بے انتہا تھا جو آپکی تصنیفات کے ابتدائیہ کلمات سے اظہر من الشمس ہے۔ "رسائل اشرف" میں شامل رسالوں میں بھی آپنے نعتیہ کلام کو شامل کیا ہے جو بغرض اختصار اسمیں شامل نہیں کئے جاسکے۔ انشاء اللہ القدیر انہیں آئندہ یکجا کیا جائیگا۔

آپ نہایت خوش گلو تھے۔ اور میلاد شریف کی محفلوں میں اپنی مخصوص طرزوں کے ساتھ وجد آفریں انداز میں نعتیہ کلام پڑھکر حاضرین کو سرشار کیا کرتے۔ اہل خانوادہ و مریدین اس سے اکتساب فیض کرتے اور

فیضیاب ہوتے۔

آپ ہاتھ میں عصائے مبارک کو لیکر تیز قدموں سے چلا کرتے تھے اور خادم خاص (سراتی مرحوم) دن کو ہاتھ میں لاٹھی لئے اور رات کو لالٹین لیکر آگے آگے چلا کرتا تھا۔ آخری عمر شریف میں بصارت کی کمی کے باوجود آپ جس تیز رفتاری سے ناہموار راہوں پر چلا کرتے تھے اسمیں بصیرت وکرامت کا جلوہ نظر آتا تھا۔

روزانہ آپ تقریباً گیارہ بجے دن تک ورد و وظائف میں اسقدر مشغول رہتے کہ لبہائے مبارک سوکھ جاتے اور چہرہ انور پر تھکن کے آثار نمودار ہوجاتے۔ اس کے بعد آپ ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے۔ جمعہ اور عیدین کی امامت سے فارغ ہوکر اور نماز عصر، مغرب اور عشا سے فراغت کے بعد آپ مخصوص نشت گاہ(سہ درہ) میں بیٹھ کر وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

شادی و غمی کے موقع پر نیز نماز جمعہ اور عیدین کے بعد آپ خانوادہ شہبازیہ کے تمامی افراد کے مکانات میں قدم رنجہ فرماتے اور سبھوں کی خیریت دریافت کر کے دعاؤں سے شاد کام کرتے اور جیب خاص سے اعانت فرماتے۔ آپکی آمد سے گھروں میں خوشی کے موقعوں پر مسرت کی لہر دوڑ جاتی اور غم کے عالم میں سکون و قرار ملتا۔ لوگ آپکی خدمت بابرکت میں حسب استطاعت اشیائے خورد و نوش پیش کرتے اور بہ صد منت والتماس تناول فرمانے کی درخواست کرتے۔ آپ قلیل مقدار میں نوش فرماتے اور آپ کا الش (بچا ہوا کھانا) سبھی افراد میں تبرکاً تقسیم کیا جاتا۔

گرمی کے دنوں میں آپ کے دولتکدہ کے آنگن میں اور سردی کے موسم میں برآمدے یا کمرے میں پلنگیں بچھائی جاتیں اور نماز عشا اور طعام ماحضر سے فراغت کے بعد آپ وہاں جلوہ بار ہوتے۔ پھر افراد خاندان یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوتے اور مختلف علمی دینی روحانی اور تحقیقی مسائل پر گفتگو ہوتی یا گرما گرم بحثیں چھڑ جاتیں درمیان میں آپ اپنی گراں قدر آرا سے بھی نوازتے اور دوسروں سے بھی انکی رائے دریافت فرماتے۔ حضرت مولانا فائق علیہ الرحمہ سے بھی جو بہت کم عمر تھے ان معاملات میں ان کے نانا جان حضرت حاجی الحرمین مولانا عاسل شہبازی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے دریافت کرتے اور عموماً انکی ہی آرا سے اتفاق فرماتے۔ ؎

شب تاریک دوستان خدائے   می بہ تابد چو روز رخشندہ
ویں سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ :- اللہ کے دوستوں کی تاریک راتیں چمکتے ہوئے دن کی طرح چمکتی ہیں۔ اور یہ سعادت اپنے بازو کی طاقت پر نہیں جبتک کہ بخشنے والا خدا نہ بخشے

آپ کو حقہ نوشی کا بھی شوق تھا جو اس زمانے میں خانقاہوں میں عام طور پر رائج تھی۔

برادران ـــ آپ کے تین برادران حقیقی تھے جو سبھی آپ سے چھوٹے تھے۔ مختصراً ان تمام کا ذکر کرنا عین

مناسب ہوگا چونکہ تینوں حضرات آپ ہی کی آغوش تربیت کے پروردہ تھے اور علم وفضل میں ممتاز ویگانہ۔ آپکے منجھلے بھائی مولانا سید شاہ شریف العالم رحمۃ اللہ علیہ سماجی خدمات اور عدل وانصاف میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور اعزازی مجسٹریٹ کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ آپ سجادہ گان کے دادیہالی سلسلہ اور قاضیان شہبازیہ کے نانہالی سلسلہ کے جدامجد ہیں۔

سنجھلے بھائی حضرت مولانا سید شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو شعروسخن کا بے پناہ ذوق تھا۔ آپ ایک صاحب دیوان شاعر ہیں اور اپنا حلقۂ شاگرداں رکھتے تھے جو آپ سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ آپکا دیوان "اشتیاق نعت" ہے جو ۱۳۳۴ھ میں مطبع فیض احمدی لکھنو سے شائع ہوا۔ دوسرا مجموعہ "گلدستۂ نعت رسول" ہے جو ۱۳۳۷ھ میں مطبع رحمانیہ مونگیر سے شائع ہوا۔ دونوں برادران کے مزارات مبارکہ خانقاہ شریف کے بلند دروازہ سے داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ پر ایک قطار میں ہیں۔

حضرت کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا سید شاہ رئیس العالم قدس سرہٗ ہیں جو بڑے بھائی کے وصال کے بعد ایک سال ۶ ماہ تک منصب سجادگی پر فائز رہے۔ آپ بارہویں سجادہ نشیں ہیں۔ آپکا نعتیہ دیوان "وسیلۂ نجات در نعت سرور کائنات" ۱۳۳۷ھ میں مطبع رحمانیہ مونگیر سے شائع ہوا۔ آپ نرم دل اور خداترس بزرگ ہیں۔ آپکا مزار مبارک صحن مسجد کے دکھن جانب مزارات کے سلسلے میں سہ دری سے متصل ہے۔ یہ تینوں برادران حقیقی عالم باعمل، صوفئ صافی اور فضل وکمال کا پیکر تھے۔ ہنوز آپ حضرات کا فیضان عطا جاری ہے۔ آپ حضرات امورات ومشاغل آستانہ میں ہمہ دم مشغول ومنہمک رہے۔

حضرت مصنف قدس سرہ کی اہلیہ حضرت مولانا حاذق اول رحمۃ اللہ کی صاحبزادی تھیں جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ برادران حقیقی میں سے منجھلے بھائی حضرت مولانا شریف العالم قدس سرہ کے فرزند حضرت مولانا سید شاہ سعید العالم علیہ الرحمۃ تھے جو بلند پایہ عالم اور تقوی شعار تھے مگر نوجوانی میں ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ آپکا مزار اقدس والد ماجد کے قریب ہے۔ پھر آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید شاہ ولی العالم قدس سرہ ۱۹۲۲ء میں تیرھویں زیب سجادہ ہوئے جو حسن ظاہری وباطنی کا پیکر اور علم وعمل کا سنگم تھے۔

آپ کی خوش لباسی خوش گلوئی اور خوش خلقی کا شہرہ آفاق ہوا۔ آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند اور والد ماجد کی صفات وشخصیت کے عکس جمیل موجودہ زیب سجادہ حضرت الحاج سید شاہ صفی العالم صفی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جنکے ولیعہد حضرت مولانا الحاج سید شاہ اشتیاق عالم ضیاء مد فیوضہ خطیب دوراں عالم بلند پایا اور شاعر منفرد و نے بے مثل ہیں۔ موجودہ زیب سجادہ کی علمیت کا ایک زمانہ معترف ہے اور آپکی آستاذانہ شاعری حلقہ شعرا میں بڑی قدر و عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ آپ کے دور میں آستانۂ خانقاہ میں حسین تعمیرات ہورہی ہیں اور آپکی دعاؤں سے نشرو اشاعت کا کام پروان چڑھ رہا ہے اور تحقیقات جاری ہیں۔ میری

یہ کاوشیں بھی انہیں کے فیوض کا ثمرہ ہیں۔

راقم الحروف جس قاضیان شہبازیہ کے خانوادہ کا ایک کمترین فرد ہے اس خانوادے کو بھی حضرت مصنف قدس سرہ کے منجھلے بھائی سے نسبت ہے چونکہ راقم کے جد امجد حضرت مولٰنا سید شاہ محمد فائق رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ (یعنی راقم کی دادی صاحبہ) حضرت مولانا شریف العالم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری صاجزادی تھیں۔ قاضیان شہبازیہ دادیہالی اعتبار سے چھٹے سجادہ نشین حضرت مولانا سید شاہ محمد عاقل قدس سرہ کی اولاد ہیں جو حضرت مخدومنا و مولانا شہباز محمد قدس سرہٗ کے پرپوتے ہیں۔ یہ چند جملے ماضی و حال کو مربوط کرنے کی خاطر قلمبند کر دیئے کہ یہی تسلسل مدار بخشائش و نجات ہے۔ ؎

یہ مانا تو ہے عاصی پر تجھے کیا فکر ہے فائقؔ ۔۔۔ مسلسل سلسلہ تیرا شفیع عاصیاں تک ہے

(حضرت فائق شہبازی رحمۃ اللہ علیہ)

ہدیہ عقیدت:۔ مصنف قدس سرہٗ کی فیض رسانی دور دور تک پہنچی اور اہل عقیدت و محبت نے آپ کو بڑے احترام سے یاد کیا۔ "سیرت الشعیب" کے مصنف حافظ وزیر علی ظہوری وارثی مونگیری نے عرس شہبازیہ کے ذکر کے تحت لکھا ہے کہ

"اس وقت کے ابرار زمانہ حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم صاحب سجادہ نشین مدفیضہ ہیں" تذکرہ صادقہ (الدر المنشور) کے مصنف نے لکھا ہے کہ اسمیں شامل کردہ حالات انہوں نے اپنے عقیدت مند کے ذریعہ حضرت مولانا اشرف عالم قدس سرہٗ ہی سے حاصل کئے تھے۔ محمد شاہ شہرت عظیم آبادی نے آپکے ہی دور میں "حدیقۂ شہبازی" تحریر کی جو حضرت مولانا رافق اول شہبازیؒ اور مولانا ناطق شہبازیؒ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ مؤخر الذکر کی کتاب "سعید الکلام" پہلے مصری ٹائپ میں اور پھر لیتھو میں اسی عہد میں اشاعت پذیر ہوئی۔ گویا حضرت مصنف کا دور خانوادہ شہبازیہ میں تصنیف و تالیف کی اشاعت و طباعت کا سنہری دور ہے۔

حضرت مصنف کی مطبوعہ تصنیفات نثری و شعری درج ذیل ہیں۔

تصنیفات (۱) مجمع الآداب ۱۲۹۶ھ (۲) آداب القرآن ۱۳۰۱ھ (۳) حفظ الایمان ۱۳۱۲ھ (۴) ذریعۂ نجات ۱۳۱۲ھ (۵) نجات الآخرت ۱۳۰۴ھ (۶) خیر الکلام ۱۳۵۲ھ (۷) اشرف الاذکار در نعت سید ابرار ۱۳۲۵ھ (۸) سید الاذکار در نعت سید ابرار ۱۳۱۲ھ ۱۳۲۶ھ فصلی

متذکرہ بالا چھ رسالے اس کتاب میں شامل ہیں۔ نعتیہ مجموعے انشاء اللہ آئندہ یکجا کرنے کی کاوش کرونگا

منظوم خراج عقیدت

حضرت مصنف قدس سرہ کی شان میں چند منظوم خراج عقیدت مطبوعہ رسالوں سے یکجا کر کے پیش کرتا ہوں۔

فارسی

محمد شاہ شہرت عظیم آبادی

وحید الدہر ممدوح زمانہ　　بعالم اشرف عالم سخن داں
بہ علم و فضل ممتاز و یگانہ　　بہ ملک دین مہر برج ایماں
بہ کسب ظاہری و باطنی او　　بہ ارشاد و ہدایت نور عرفاں
ہمہ الفاظ او اسرار معنیٰ　　ہمہ تفسیر او آیات قرآن
نکات نثر او سرّ حقیقت　　رموز نظم او باشد درافشاں

ترجمہ :- زمانے کے یکتا اور تعریف کئے گئے۔ دنیا میں اشرف عالم ایک ایسے سخن داں ہیں۔ علم اور فضل میں ممتاز اور یگانہ (بے مثل) اور دین کے ملک میں ایمان کے برج کے سورج ہیں۔ ظاہری اور باطنی علم کے حاصل کرنے میں اور رہبری اور ہدایت دینے میں عرفان کا نور ہیں۔ انکے سارے الفاظ معنیٰ کے راز ہیں۔ انکی ساری تفسیریں قرآن کی آیتیں ہیں۔ انکی نثر کے نکات حقیقت کے راز ہیں اور نظم کے رمز موتی بکھیرنے والے ہیں۔

حکیم محمد یاور حسین بہرانواں۔ پٹنہ

جناب اشرف عالم نکتہ داں　　بلاد جہاں مرجع خاص و عام
چناں پایہ علم دارد بلند　　کزو شد عیاں نسخہ ہادر انام

ترجمہ :- جناب اشرف عالم جو نکات کو جاننے والے ہیں۔ دنیا کا ایک شہر اور خاص و عام کا مرکز ہیں۔ وہ علم کا پایہ اتنا بلند رکھتے ہیں کہ ان سے کئی نسخے لوگوں میں ظاہر ہوئے۔

محمد اظہر حسین آزاد

حبذا شاہ اشرف عالم　　قابل دید گفتہ اند کتاب
ذات آہ شاہ مغتنم باشد　　مثل وے اندریں زماں نایاب
سالہا گر کسے شود مداح　　کے رسد وہم او بہ وصف جناب
نام ممدوح تا ابد باشد　　حق جزائش دہد بخیر و ثواب

ترجمہ :- مرحبا شاہ اشرف عالمؔ نے قابل دید کتاب لکھی ہے۔ انکی ذات مغتنم ہے اور انکے جیسی ہستی اس زمانے میں نایاب ہے۔ سال در سال اگر کوئی آپکی تعریف کرے تو بھی اس کا خیال آپ کے وصف تک کہاں پہنچ سکتا ہے ممدوح (جنکی میں تعریف کر رہا ہوں) انکا نام ابد تک رہے اور حق تعالیٰ انہیں اسکی جزائے خیر و ثواب دے۔

اردو

محمد شاہ شہرت عظیم آبادی

قطب زماں حضرت والا جناب　　مولوی اشرف عالم علیم
برق تجلی ہے سب انکا کلام　　طور معانی کے ہیں حضرت کلیم

مولوی اشرف عالمؒ کو دلا　　آفتاب فلک اعظم لکھ

حکیم محمد یاور حسین بہرانواں، پٹنہ

زیب سجادہ شاہبازؒ جہاں　　اشرف عالمؒ فصیح بیاں

ہیں جو سجادہ اشرفِ عالمؒ　　صاحب علم و حلم و جود و کرم

اشرفِ عالم انہیں کہتے ہیں سب　　ہیں بجائے شاہ شہباز ولی

مزار متبرکہ:- حضرت مصنف قدس سرہ کا مزار اقدس آستانہ عالیہ شہبازیہ کے داخلی دروازہ کی پورب جانب خوبصورت آہنی جالیوں کے اندر واقع ہے اور مرجع فیض و عطا ہے۔ آپ کا عرس پاک ۱۰/ ذی الحجہ کو بصد شوکت و شان منایا جاتا ہے۔ گل پوشی، چادر پوشی، عطر بیزی، چراغ افروزی کے بعد قرآن خوانی و فاتحہ خوانی ہوا کرتی ہے اور تبرک شیرینی تقسیم ہوتی ہے ___

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

حضرت کی حیات مبارکہ، آپ کے علم و فضل، معمولات و مشغولیات نیز تصنیفات و تالیفات پر یہ مضمون راقم الحروف نے اپنی کمترین معلومات اور صلاحیت کے سہارے ترتیب دیا ہے جسکا مقصد حصول برکت و سعادت کے سوا کچھ نہیں ___

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو　　ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

بہرحال اس مضمون میں جو کمی یا کوتاہی رہ گئی ہو اس کے لئے حضرت والا سے معافی کا خواستگار ہوں اور اہل علم و قلم سے بھی معذرت کرنا چاہتا ہوں۔ اس دعوت کے ساتھ کہ وہ اپنی تمامتر صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اس عظیم المرتبت ہستی پر قلم اٹھائیں۔

خدا معلوم حد منزل عرفاں کہاں تک ہے
پتہ ہر شخص دیتا ہے پہنچ جس کی جہاں تک ہے

(حضرت فائق شہبازی رحمۃ اللہ علیہ)

حرف آخر کے طور پر تمام سجادگان شہبازیہ کی خدمت میں اپنے چند اشعار پیش کر کے دعاؤں کا خواستگار ہوں جو ان کے اسمائے گرامی پر مشتمل ہیں ــــ

خوشا بخت شہبازؒ آمد ولی
چوں عبدالسلامؒ ولطیفؒ و تقیؒ

چناں عاصمؒ و حافظؒ و عاقلےؒ
چوں عابدؒ موحدؒ صفیؒ عابدےؒ

ہماں زینت تخت سجادگی
چوں اشرفؒ رئیسؒ و ولیؒ و صفی

ترجمہ :- یہ خوش قسمتی ہے کہ شہباز رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ولی (نگران و نگہبان) بنکر آئے۔ اور عبدالسلامؒ، لطیفؒ، اور پھر تقیؒ۔ ایسے ہیں ہمارے عاصمؒ، حافظؒ اور عاقلؒ جیسے عابدؒ، موحدؒ، صفیؒ (ثانی) اور عابدؒ۔ سبھی تخت سجادگی کی زینت ہیں جیسے اشرفؒ، رئیسؒ اور ولیؒ (رحمہم اللہ اجمعین) اور صفی دامت برکاتہم العالیہ

اپنے قارئین سے میرا خطاب ہے کہ ــــ

ہاتھ میں ہیں "رسائل اشرف"
کیوں نہ کہلائیں سائل اشرف

دین و دنیا کے کچھ مسائل پر
پڑھ کے دیکھیں دلائل اشرف

دل فضائل پہ ہو گیا مائل
ہو گئے آپ قائل اشرف

———— ★ ————

فہرست مضامین

رسالہ "خیر الکلام"

فصل	عنوان	صفحہ

تسمیہ کے فوائد میں متفرقہ روایات

رسالہ ذریعہ نجات

رسالہ آداب القرآن

مجمع الآداب

رسالہ نجات الآخرۃ

رسالہ حفظ الایمان

فہرست مخفف

(۱)	مشکوٰۃ المصابیح	=	م م
(۲)	شرح مشکوٰۃ المصابیح	=	ش م م
(۳)	عالمگیری	=	ع
(۴)	ظفر جلیل	=	ظ ج
(۵)	لباب الاخبار	=	ل ا
(۶)	ترجمہ کیمیائے سعادت	=	ت ک س
(۷)	بستان ابو اللیث	=	ب ا
(۸)	مشارق الانوار	=	م ا
(۹)	ابراہیم شاہی	=	ا ش
(۱۰)	بلوغ المرام	=	ب م
(۱۱)	کیمیائے سعادت	=	ک س
(۱۲)	ترجمہ مشارق الانور	=	ت م ا
(۱۳)	فتاوائے غرائب	=	ف غ
(۱۴)	کنزالدقائق	=	ک د
(۱۵)	فتاوائے قاضی خاں	=	ف ق خ
(۱۶)	قدوری	=	ق
(۱۷)	غایۃ الاوطار	=	غ ا
(۱۸)	مظاہر الحق	=	م م
(۱۹)	نصاب الاحتساب	=	ن ا
(۲۰)	صلوٰۃ المسعودی	=	ص م
(۲۱)	درالمختار	=	د م
(۲۲)	مرقات شرح مشکوٰۃ	=	م ش م
(۲۳)	سراج المسلمین	=	س م
(۲۴)	درک المآرب	=	د م ب
(۲۵)	ترجمہ مالا بدمنہ	=	ت م م

۷۸۶
۹۲

ہیں جو سجادہ اشرفِ عالم صاحب علم و حلم و جود و کرم

۱

رسالہ خیر الکلام

(فضائل و وظائف تسمیہ یعنی بسم اللہ)

پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

خیر الکلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۱)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین (۲)

امابعد اضعف العباد خادم آستانہ عالیہ قدوۃ العارفین حضرت مولانا شہباز محمد دیوریہ قدس اسرارہ خدمت میں بھائی مسلمان کے عرض کرتا ہے کہ بعد تالیف نسخہ نجات الآخرت ارادہ اس فقیر سراپا تقصیر کا یہ ہوا کہ کوئی رسالہ فضائل تسمیہ میں تحریر کرے تا ہر خاص و عام مسلمین کو اس سے نفع پہنچے مگر کل امر مرھون باوقاتھا (۳) اتفاق سے اس امر کا نہ ہوا۔ الحال بہ توفیق خالق ارض و سماء و بہ برکت روح پاک رسولؐ ہر دوسرا و بہ امداد بزرگان باصدق و صفا کتب معتبرہ تفسیر و حدیث و فقہ و کتب سیر و تواریخ عربی و فارسی و اردو جو کچھ نزدیک اس ناچیز کے موجود تھی اُن میں سے چند احادیث و حکایات متعلق فضائل تسمیہ منتخب کر کے زبان اردو میں بحوالہ اسامی کتاب جمع کیا اور نام اس کا "خیر الکلام" رکھا۔ اُمید ناظرین رسالہ سے ہے کہ اگر اس کو ملاحظہ فرماکر نفع اٹھائیں گے تو اس فقیر کو بہ دعائے خیر یاد فرمائیں اور اگر اس جگہ کوئی عیب یا غلطی پاویں تو اسکی اصلاح میں کوشش کریں ورنہ عیب پوشی کو کام فرماویں۔ اور اس رسالے کو اوپر پانچ فصلوں کے مرتب کیا۔ فصل پہلی بیچ بیان فضائل قرأت تسمیہ فصل دوسری بیچ بیان فضائل کتابت و تعظیم تسمیہ۔ فصل تیسری ان دعاؤں اور منتروں کے فضائل جو مشتمل ساتھ تسمیہ کے ہیں۔ فصل چوتھی بیچ بیان چند معجزات و حالات رسول علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام متعلق فضائل تسمیہ۔ فصل پانچویں بیچ بیان چند حکایات اولیائے کرام متعلق فضائل تسمیہ۔

نوٹ:۔ (۱) یعنی کتاب خود را شروع می کنم بنام پاک اللہ کہ رحمت کنندہ است بر ہمہ بندگان بہ دار دنیا بر رزق و صحت و غیر آں و بخشندہ مومنان است نہ کافران از دار عقبیٰ۔

ترجمہ = یعنی اپنی کتاب کو شروع کرتا ہوں اللہ پاک کے نام سے جو سبھی بندوں پر دنیا میں رحمت کرنے والا ہے رزق اور صحت وغیرہ میں اور عقبیٰ میں مومنوں کو بخشنے والا ہے کافروں کو نہیں۔

(۲) تمام تعریفیں اللہ کے لئے جو جہانوں کا رب ہے اور صلوٰۃ و سلام اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو رسولوں کے سردار ہیں اور ان کے تمام آل و اصحاب پر

(۳) یعنی ہر کار گرو کردہ شدہ است بر اوقات خویش۔

ترجمہ = یعنی ہر کام مرہون (رہن رکھا ہوا ہے) اپنے وقت کا

نوٹ مترجم۔ یہاں تک مصنف کی اصل تحریر کو صرف املا کی ہلکی ترمیم اور اوقاف کے اضافہ کے ساتھ پیش کیا گیا۔ فارسی ترجمہ مصنف کا ہے اور اردو ترجمہ مترجم کا۔

پہلی فصل فضائل قرائت تسمیہ (بسم اللہ) کے بیان میں

اے مسلمانو! تم کو چاہیے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم جو کہ قرآن مجید کی آیتوں میں سے ایک ہے اُسے بہت زیادہ پڑھنے کی عادت رکھو۔ اس کے پڑھنے والوں کو آتش دوزخ سے نجات ملتی ہے۔ جس چیز پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور جس مطلب کے حصول کی نیت سے بندۂ مومن اسکو پڑھے اُسکا وہ مطلب بر آتا ہے جس کام کے آغاز میں بسم اللہ نہ کہی جائے وہ ناتمام و ناقص رہتا ہے یعنی پورا نہیں ہوتا۔ چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلّ امر ذی بال لم یبدء ببسم اللّٰہ فھو ابتر یعنی جو امر ذی شان اللہ پاک کے نام سے نہ شروع کیا جائے وہ ناتمام ہے۔ چنانچہ کسی نے خواص تسمیہ کو نظم میں بیان کیا ہے

نظم

ہر کہ در ابتدائے ہر کارے
(وہ شخص جو ہر کام کے شروع میں)
گویداز راہ صدق بسم اللہ
(سچے دل سے بسم اللہ کہتا ہے)
کارش ایزد بہ آں کند آسان
(اسکا کام اللہ تعالی آسان کر دیتا ہے)
کندش لطف وفضل خود ہمراہ
(اور اپنا لطف اور فضل اسکے ساتھ کرتا ہے)
خیر و نیکی رسد بہ اُوزاں کار
(اس کام سے اسکو بھلائی اور نیکی ملتی ہے)
شر شیطاں شود ازو کوتاہ
(شیطان کا شر اس سے کم ہو جاتا ہے)
ہر کہ را ورد گشت بسم اللہ
(جسکا وظیفہ بسم اللہ ہو گیا)
گردد از سرّ غیب او آگاہ
(وہ غیب کے رازوں سے آگاہ ہو جاتا ہے)

فتاوی مجموعہ خانی میں لکھا ہے کہ نماز کے خارج (باہر) بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم کہنے کی عادت کرے۔ اسلئے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے انیس حروف ہیں اور ملائکہ جو آتش دوزخ پر نگہبان مقرر ہیں وہ بھی انیس ہیں۔ جب بندۂ مومن بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے اللہ اسکو ان ملائکہ آتش سے بچاتا ہے۔ **عینیۃ الطالبین** اور **تفسیر یعقوب چرخی** میں مذکور ہے کہ اول جو چیز کہ قلم نے لوح محفوظ پر لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم تھا اور جو شئے کہ اول حضرت آدم علیہ اسلام پر نازل ہوئی وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم امان ہے اہل آسمان اور زمین کے واسطے۔ اور کلمۂ جو از یعنی بہ برکت اسکے بندۂ مومن پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گذریگا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب

بسم اللہ آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تو ابر آسمان سے دور ہو کر مشرق کی طرف چلا گیا اُور ہوائے سخت اور مخالف ساکن ہوئی۔ دریا جاری ہوا۔ چار پائے منقاد و فرماں بردار ہوئے۔ شیاطین آسمان سے دور کر دئے گئے۔

مجربات دیربی میں ہے کہ جب بسم اللہ شریف نازل ہوئی تو اس کی ہیبت نزول سے پہاڑوں کو لغزش اور لرزش ہوئی حق تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ بندۂ مومن جس شئے پر بسم اللہ کہے گا اس میں برکت ہوگی۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو کوئی جس مطلب کے واسطے پڑھیگا وہ کیسا ہی دشوار ہوگا مگر اس کی حاجت روا ہوگی اور مقصود بر آئیگا۔ **تفسیر یعقوب چرخی** میں ہے کہ علما نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں۔ منجملہ ان ناموں کے ہزار نام فرشتوں کو معلوم ہیں اور کوئی نہیں جانتا اور ہزار نام پیغمبروں کو معلوم ہیں دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ تین سو نام توریت میں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے قرآن شریف میں ہیں ایک نام ایسا ہے کہ جز خدائے تعالیٰ کے کوئی اس سے واقف نہیں۔ بازگشت معنی کا ان تین ہزار ناموں کی طرف اسی تین نام بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ہے۔ پس جو کوئی ان تین ناموں کو جانے اور خدا تعالیٰ کو ان ناموں کے ساتھ یاد کرے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تین ہزار ناموں کے ساتھ اسے یاد کیا **لباب الاخبار** میں حدیث مذکور ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان کو سیّاروں سے آراستہ کیا اور فرشتوں کو جبرئیل سے آراستہ کیا اور بہشت کو حور و قصور سے آراستہ کیا اور پیغمبروں کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آراستہ کیا اور قرآن کو بسم اللہ سے آراستہ کیا۔

● **مجموعہ خانی** میں لکھا ہے کہ جو برکت کہ توریت زبور اور انجیل میں ہے وہ برکت قرآن میں ہے اور جو برکت قرآن میں ہے وہ سورہ فاتحہ میں ہے جو برکت سورہ فاتحہ میں ہے وہ برکت بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ پس جو کوئی بہ اخلاص یعنی صدق دل سے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو توریت زبور انجیل اور قرآن کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حدیث ــ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مامن عبد یقول بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الا امر اللّٰہ للکرام الکاتبین ان یکتبوا فی دیوانہ اربع مائۃ الف درجۃ فی الجنّۃ ومحیٰ عنہ ربع مائہ الف سیّئۃ۔
یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی بندۂ مومن میں سے کہتا ہے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم مگر یہ کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو کہ اسکے نامۂ اعمال میں چار سو ہزار درجہ بہشت میں لکھیں اور دور کریں اس کے نامۂ اعمال سے چار سو ہزار بدی ــ **(لباب الاخبار)**

● روایت ہے کہ کراماً کاتبین جب نامۂ اعمال بندوں کا جناب الٰہیٰ میں لے جاتے ہیں اور اگر اول میں اس نام کے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آخر میں اسکے اللہ کا نام ہوتا ہے تو جو گناہ اس کے نامہ اعمال میں ہے اسکو خدائے تعالیٰ بخش دیتا ہے اور ہر روز دو نامۂ اعمال ہوتا ہے۔ ایک نامہ دن اور ایک رات کا فرشتے لے

جاتے ہیں۔ پس اس حساب سے ہر سال کے سات سو بیس نامۂ اعمال ہوتے ہیں۔ یہ تمام نامۂ اعمال وقت بلوغ (بالغ ہونے) سے بندہ کے وقت مرگ (موت) تک کا خزانۂ الٰہی میں رکھتے ہیں تاکہ قیامت کے دن جزا نیکی اور بدی کی اسکو دیں۔ (ایسا ہی لکھا ہے **مجموعہ خانی** میں **کفایتہ الشعبی** سے)

حدیث روی عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہٗ من قال بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم مرۃ لم یبق من ذنوبہ ذرۃٌ۔

★ یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو کوئی ایک بار کہے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم تو ایک ذرہ اسکے گناہوں سے باقی نہیں رہتا یعنی کل گناہ اسکے بخش دئے جاتے ہیں۔ (**لباب الاخبار**)

حدیث — قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قال بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم غفر اللّٰہ لہ ما تقدم من ذنبہ۔

یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم تو اللہ تعالیٰ اسکے اگلے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (**لباب الاخبار**)

حدیث — روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ان المعلم اذا قال للصبی۔ قل بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم فقال صبیّ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کتب اللّٰہ براءۃ للصبی و براءۃ لابویہ و براءۃ للمعلّم من النار۔

★ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب استاد لڑکے کو کہے کہ کہہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم اور لڑکے نے کہا بسم اللّٰہ تا آخر تو حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ چار شخصوں کے لئے آتش دوزخ سے برأت (چھٹکارا، رہائی) لکھیں۔ ایک بار بسم اللّٰہ کے کہنے کی برکت سے آتش دوزخ سے برأت (رہائی۔ چھٹکارا) لکھیں یعنی اس لڑکے، اسکے ماں باپ اور استاد کے واسطے۔ ایک بار بسم اللّٰہ کہنے کی برکت سے چار شخص دوزخ سے خلاص ہوتے ہیں۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہ (**تفسیر یعقوب چرخی**)

حدیث ۔ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے اذا قال العبد بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یذوب الشیطان کما یذوب الرصاص فی النّار

یعنی جس وقت بندۂ مومن بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو شیطان پگھل جاتا ہے جیسا کہ رانگا آگ میں پگھل جاتا ہے۔ (**انیس الواعظین**)

★ روایت کی گئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو کوئی اپنے گھر میں آتا ہے تو شیطان بھی چاہتا ہے کہ اس کے شامل داخل ہو۔ لیکن جب یہ شخص بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ میرا دخل

(داخل ہونے کی جگہ) اس گھر میں نہیں ہے۔ کھانے اور پینے اور دوسری چیزوں کا بھی یہی حکم ہے۔ سونے کے وقت اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے تو شیطان کہتا ہے کہ میری جگہ اس خوابگاہ میں نہیں۔ اگر مکان میں آنے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا تو شیطان اس کے ساتھ آتا ہے اور کھانے پینے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا تو شیطان اس کے ساتھ کھاتا اور پیتا ہے بلکہ اول شیطان ہی اپنا لب پانی کے کوزے پر رکھتا ہے اسکے بعد یہ شخص۔ شیطان کہتا ہے کہ میں اب ہرگز اس گھر سے باہر نہ جاؤں گا کیونکہ میں نے اس گھر میں اپنا دانہ اور پانی اور خوابگاہ پایا ہے جو کوئی گھر سے نکلنے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ (مجموعہ خانی)

حدیث ۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الرجل من بیتہ و قال بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یقال لہ حینئذ ھدیت و کفیت و رقیت فیتنحی لہ الشیطان ویقول شیطان اخر کیف لہ برجل قد ھدی و کفی و وقی رواہ ابوداؤد

ترجمہ ۔ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے پھر کہے بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ (یعنی میں اللہ کے نام کے ساتھ نکلتا ہوں میں نے اللہ پر بھروسا کیا۔ نہیں پھرتا گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر اللہ کی مدد کے ساتھ) تو کہا جاتا ہے اس کے لئے اُس وقت یعنی ندا کرتا ہے اسکو فرشتہ کہ اللہ کے بندے تو راست دکھایا گیا اور کفایت کیا گیا جمیع مہمات پر اور تو محفوظ رہا سب برائیوں سے پس شیطان اس سے کنارے ہو جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس شیطان کی تسلی کے لئے کہتا ہے کہ مجھکو اس شخص پر تسلط (غلبہ۔ اختیار) اور تعرض کیوں کر میسر ہوگا جو بہ تحقیق ہدایت کیا گیا اور کفایت کیا گیا اور محفوظ رہا سب برائیوں سے۔

(نقل کی یہ ابوداؤد نے **مشکوٰۃ المصابیح**)

★ روایت ہے کہ دو شیطان سے بایک دیگر (ایک دوسرے سے) ملاقات ہوئی اسمیں ایک فربہ اور دوسرا لاغر تھا۔ شیطان فربہ (موٹا تازہ) نے شیطان لاغر (کمزور) سے کہا تو اتنا حد درجہ لاغر کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک ایسے شخص پر موکل ہوں کہ گھر میں آنے کے وقت اور کھانے پینے اور سونے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا کرتا ہے۔ پس ان چیزوں میں سے میرے نصیب میں کچھ نہیں ہے۔ دن رات اس سے بھاگتا پھرتا ہوں۔ پھر شیطان لاغر نے شیطان فربہ سے پوچھا کہ تو اتنا فربہ حد درجہ کا تیار کیوں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں ایسے شخص پر موکل ہوں کہ وہ گھر میں آنے کے وقت اور کھانے پینے اور سونے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہتا ہے پس میں ان چیزوں میں اس کے شریک رہتا ہوں اور وہ جب گھر سے باہر

جاتا ہے تو میں اس کی گردن پر سوار ہو لیتا ہوں اور جہاں کہیں وہ جاتا ہے میں بھی اس کے ہمراہ رہا کرتا ہوں۔

★ قاضی امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب گھر سے باہر نکلے تو سنت ہے کہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَاوِیْ وَآخِرَتِیْ

جو کوئی یہ دعا پڑھ کر گھر سے باہر آتا ہے تو فرشتہ اسکے ساتھ ہوتا ہے اور جمیع آفات سے اسکو نگاہ رکھتا ہے یہاں تک کہ پھر وہ اپنے گھر آئے (مجموعہ خانی)

★ جب ارادہ کرے صحبت کا تو یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ. اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (یعنی اللہ کے نام کے ساتھ میں یہ کام کرتا ہوں یا اللہ دور رکھ ہمکو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو نصیب کرے ہمکو یعنی اولاد) نقل کی یہ حدیث صحاح ستہ میں (حصن حصین) یہ روایت بہت کتابوں میں آئی ہے جس کو دیکھنا منظور ہو دیکھ لے۔ ف۔ اس علاج کو کرنے سے شیطان دور رہتا ہے اور اولاد نیک بخت پیدا ہوتی ہے (طبّ نبویؐ) ف ـ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی صحبت کے وقت یہ دعا پڑھے پھر اگر لڑکا پیدا ہوگا تو شیطان اس کو کبھی ضرر نہیں کریگا یعنی اسکے دین میں مسلط نہ ہوگا اور اسکے حق میں اس کی خرابی ظاہر نہیں ہوگی کذا ذکر العلیٰ ایسا ہی لکھا ہے ظفر جلیل شرح حصن حصین میں

★ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدمی پاخانہ کو جائے تو چاہیئے کہ بسم اللہ کہہ کر جائے تاکہ اسکی شرم گاہ اور جنات کی نظر کے درمیان پردہ واقع ہو۔ پس جب یہ کلمہ اس آدمی اور اس کے دشمنان دنیوی کے درمیان پردہ ہوا تو امید ہے کہ اس آدمی اور عذاب عقبیٰ کے درمیان البتہ پردہ ہوگا۔

(انتہی کذا فی مظاہر الحق)

★ اگر کوئی صدق دل سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے اور زہر کھائے تو اس کی ایسی برکت ہے کہ کچھ مضر (نقصان) اسکو نہ پہونچے۔ چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ ابو مسلم جولانی رحمۃ اللہ علیہ ضعیف ہوگئے تھے اور لونڈی ان کی جوان تھی وہ بارہا ان کو زہر دیا کرتی تھی تاکہ وہ مرجائیں۔ وہ زہر کھا جایا کرتے تھے لیکن مرتے نہ تھے۔ جب اس طور پر ایک مدّت گزری تب اس لونڈی نے ابو مسلم جولانیؒ سے کہا کہ میں مدّت سے تم کو زہر دیتی ہوں مگر اس کا کچھ اثر تم پر ظاہر نہیں ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے۔ اس مرد نے کہا کہ کیوں تو مجھ کو زہر دیتی ہے؟ اس کنیزک نے جواب دیا تم ضعیف ہوئے اور میری غرض تم سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اس مرد نے یہ سنکر فوراً اس کو آزاد کر دیا اور کہا اے کنیزک جب کھانا کھاتا ہوں تو اس دعا کو پڑھ لیا کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(یعنی اللہ کے نام کے ساتھ کہ بہتر ناموں کا ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ کہ رب زمین اور آسمان کا ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ کہ ضرر نہیں پہنچائے اسکے نام کے ساتھ کوئی چیز جو کہ زمین اور آسمان میں ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) برکت سے اس دعا کی زہر مجھ پر اثر نہیں کرتا ہے۔

★ نقل ہے کہ خلافت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کافروں نے ایک مسلمان کو لڑائی کے بیچ پکڑا اور بہت اس پر سختی کی اور اذیت پہنچائی تاکہ وہ مرتد ہو جائے لیکن وہ مرتد نہیں ہوا۔ آخر ان کافروں نے روغن کو آگ پر خوب گرم کیا۔ جب گرم ہوا اور جوش کھایا تب انہوں نے اس مسلمان کو زندہ اسمیں ڈال دیا۔ اسوقت اس مسلمان نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اسکے کہتے ہی فوراً روغن سرد ہو گیا اور وہ مسلمان صحیح و سالم اس سے باہر نکل آیا (مجموعہ خانی)

★ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اٹھو تو کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ تاکہ لوگ تمہاری غیبت نہ کریں اور فرشتے غیبت کرنے سے مانع ہوں۔ اور جب مجلس میں بیٹھو تو یہی کلمہ کہو تو بہ برکت تسمیہ کے حق تعالیٰ فرشتہ مقرر کرتا ہے تاکہ منع کرے لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے۔

(لباب الاخبار)

★ لکھا ہے کہ جو کوئی شب کو سونے کے وقت اکیس بار بسم اللہ پڑھے تو حق تعالیٰ اس رات اسکو شر شیطان اور گزند سرقہ (چوری کے نقصان) اور مرگ ناگہانی (اچانک موت) سے محفوظ رکھے گا۔ اور ہر بلا و آفت کو اس سے دور رکھے گا۔ جس درد و آزار پر سو مرتبہ تین روز برابر بسم اللہ پڑھی جائے تو وہ انشاء اللہ دفع ہو جائے جو کوئی بسم اللہ کو سات سو چھیاسی بار جو کہ عدد بسم اللہ کے ہیں کوزہ آب پر پڑھے اور جسکو چاہے پلوادے تو اسکو محبت شدید ہو گی اور یہی پانی جس پر بسم اللہ پڑھی جائے اگر اسکو بلید فہم (کم عقل) کند ذہن سات روز کی مدت تک طلوع آفتاب کے وقت پیا کرے تو اسکی بلادت و کند ذہنی دور ہو جائے اور بہ اذن خدا (اللہ کے حکم سے) جو کچھ سنے وہ یاد ہو جائے۔ (مجربات دیربی)

★ خبر میں آیا ہے کہ جو کوئی کشتی میں سوار ہونے کے وقت کہے بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَ مُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ (یعنی اللہ کے نام کے ساتھ ہے اسکا جاری ہونا اور پھرنا تحقیق کہ رب میرا البتہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے) تو کشتی غرق ہونے سے امن میں رہے۔ (انیس الواعظین)

★ مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مفسرین نے کہا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام جب کشتی پر سوار ہوئے تو خوف غرق سے ہراساں تھے۔ غرق سے نجات پانے کے واسطے بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا کہا کشتی ان کی غرق ہونے سے سالم رہی۔ پس جب بہ سبب اس آدھے کلمے کے نجات حاصل ہوئی تو جو کوئی تمام اس کلمے کو یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تمام عمر ابتدائے کار کے بیچ

مواظبت (ہمیشہ ورد) کریگا کیوں کر محروم نجات سے ہوگا؟ (مظاہر الحق)

★ فتاوی مجموعہ خانی میں لکھا ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا کے پڑھنے کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں عطا کیں۔ ایک ظفر دشمنوں کے اوپر دوسری سلامتی تیسری برکت دی ان کی اولاد میں۔ پس جو کوئی بسم اللہ کہے خدا تعالیٰ اسکو یہ تین چیزیں عنایت کرتا ہے۔ اور سلیمان علیہ السلام پر جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی تو اس کی برکت سے تین چیزیں اللہ نے انکو بھی دیں۔ ایک یہ کہ انکی حاجت بر آئی کہ بلقیس مسلمان ہوئی اور ان کے نکاح میں در آئی۔ دوسری مال و مملکت پایا کہ یہ مشہور ہے تیسری یہ کہ اللہ جل شانہ کا یہ حکم ہوا کہ اگر یہ مال تم کسی کو نہ دوگے تو تم پر اس کا کچھ گناہ نہیں ہے اور روز قیامت میں تم سے اسکا محاسبہ (حساب و کتاب) نہیں ہوگا۔

پس حق تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سورہ پر بسم اللہ دیا کہ جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اسکو محترم گردانے اور شیطان اس سے دور ہووے۔ ہر سورہ کے ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے سوائے سورہ برأت (سورہ توبہ) کے تفسیر بیضاوی و تفسیر مدارک و جلالین وغیرہ تفاسیر میں مذکور ہے کہ سورہ برأت میں ترک تسمیہ (بسم اللہ نہ ہونے) کی وجہ یہ ہے کہ بسم اللہ سبب امان ہے اور یہ سورہ رفع امانی کے واسطے نازل ہوئی ہے۔

★ مظاہر الحق میں لکھا ہے علما نے کہ سورہ برأت کو جو کہ مشتمل ہے قتل کفار کے حکم پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے خالی رکھا اور وقت ذبح کے بھی مقرر فرمایا کہ بسم اللہ اللہُ اکبر کہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ کہیں۔ اسلئے کہ صورتِ ذبح صورت قہر کی ہے اور رحمت مقتضیٰ اس کی نہیں ہے۔ (یعنی رحمت کا یہ تقاضہ نہیں ہے)۔

★ روایت ہے کہ کسی وقت میں ایک نصرانی اور مسلمان سے ملاقات ہوئی مسلمان نے نصرانی سے کہا کہ دین میرا حق ہے اور دین تمہارا باطل۔ اور نصرانی نے کہا دین میرا حق ہے اور دین تمہارا باطل۔ تب مسلمان نے کہا اگر میں کوئی دلیل اپنے دین کے سچے ہونے پر لاؤں تو تو مسلمان ہوگا؟ اسنے کہا کہ ہاں جب تم کوئی دلیل اپنے دین کے سچے ہونے کی لاؤ گے تو البتہ میں مسلمان ہو جاؤنگا۔ پس اس مسلمان نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھکر اپنا ہاتھ جلتی ہوئی آگ کے اندر رکھ دیا اور آگ کا کچھ صدمہ اسکے ہاتھ کو نہ پہنچا اور اتنی دیر تک ہاتھ اس میں رکھا کہ آخر اس نصرانی نے کہا کہ اب اپنا ہاتھ آگ سے نکالو اور فی الحقیقت دین تمہارا برحق ہے یہ کہہ کر فی الحال کلمہ أشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله زبان پر لایا اور مسلمان ہوا۔

(مجموعہ خانی)

★ خبر میں آیا ہے کہ جو کوئی اپنی مدت عمر میں سو ہزار بار کہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حق سبحانہ تعالیٰ

اسپر آتش دوزخ کو حرام کرتا ہے۔

★ حکایت ۔ایک فاسق کو بعد مرنے کے کسی نے خواب میں دیکھا۔اس سے پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو **بخش** دیا اسلئے کہ ایک روز ایک مکتب خانے میں گیا تو میرے کان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی آواز آئی۔اس کے سننے سے میرے دل میں نامِ پاک اللہ جل شانہ کی حلاوت ہوئی۔ غیب سے آواز آئی " میں دو چیزیں تیرے اوپر جمع نہیں کرونگا۔ حلاوت نامِ خدائے تعالیٰ اور تلخی جان کندنی " (جان نکلنے کی تلخی یا کڑواہٹ)

★ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے جو کوئی ایک مرتبہ کہے بسم اللہ لا الہ الا اللہ تو گناہ پانچ سالہ کو اسکے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔اور اگر زیادہ کہے تو زیادہ کی آمرزش (بخشایش) ہوتی ہے۔

★ خبر میں ہے کہ جو کوئی مکان میں آنے کہ وقت بسم اللہ کہے اسکے گھر میں برکت ہوتی ہے اور اسکے ساتھ قل ھو اللہ احد کہے تو غنی ہو (**انیس الواعظین**)۔اور لکھا ہے **تحفۃ الحرمین** میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی اپنے گھر میں آئے پس چاہیے کہ کہے ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا (یعنی اے اللہ بہ تحقیق میں سوال کرتا ہوں گھر میں آنے کی بھلائی کا اور باہر نکلنے کی بھلائی کا اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوئے ہم اور اللہ کے نام کے ساتھ نکلے ہم اللہ کے بھروسے پر جو کہ رب ہمارا ہے اس پر بھروسہ کیا ہمنے) پھر سلام کرے اپنے گھر والوں پر۔

(نقل کی یہ ابوداؤد نے)

★ فرمایا جب شام ہو جائے پس تم اپنے لڑکوں کو باہر نکلنے سے منع کرو یعنی گھر کے باہر نکلنے اور کوچوں کے پھرنے سے۔پس شیاطین اس وقت پھیل جاتے ہیں۔پس جب ایک ساعت رات گزری پس چھوڑ دو انکو اور جب اپنا دروازہ بند کرو تو خدا کا نام یاد کرو یعنی بسم اللہ کہو بند کرتے وقت اور اپنا چراغ بسم اللہ کہہ کر بجھاؤ اور اپنے مشک کا منھ بسم اللہ کہہ کر باندھو اور اگر چہ چوڑاؤ میں رکھے (یعنی اگر چوڑا منھ ہو تو) تو اس پر کچھ یعنی لکڑی وغیرہ برتن پر رکھدو اگر ڈھکنا نہ ہو۔(نقل کی یہ **صحاح ستہ** میں)۔

★ بخاری شریف کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ شیطان اس بند دروازے کو نہیں کھولتا ہے جسے بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اس سے معلوم ہوا کہ اگر بسم اللہ نہ کہہ کر بند کیا جائے تو شیطان کھول سکتا ہے۔

(کذا فی خلیل البخاری)

★ **ترجمہ مشارق الانوار** میں لکھا ہے کہ مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بند رکھا کرو برتن کو اور دہانہ بند کرو مشک کا اس واسطے کہ تمام سال میں ایک ایسی رات ہے کہ اس میں وبا اترتی ہے۔ جس برتن اور مشک کو کھلا پاتی ہے اسکے اندر وہ گھس جاتی ہے۔

★ روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں گئے۔ وہاں ایک قبر دیکھی کہ بیچ اس قبر کے ایک آدمی پر بہت سخت عذاب ہو رہا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین ہوئے پس جبرئیل علیہ السلام آسمان پر سے نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ اگر دس مرتبہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس مردے کی روح کو بخشیں تو گناہ اس کے معاف ہو جائیں گے۔ جب حضرتؐ نے بسم اللّٰہ کو پڑھا اور اسکی روح کو بخشا تو قبر اس مردے کی شق ہو گئی اور فی الحال دس حور بہشتی اسکی قبر میں داخل کی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن حوران بہشتی سے پوچھا کہ کس طرح آئی ہو۔ اُن حوروں نے کہا کہ یا رسول اللہ بہ برکت بسم اللہ کے اس شخص کے واسطے نازل کی گئی ہوں۔ قیامت تک اسکے ساتھ ہم رہیں گے اور قیامت کے دن پل صراط کے اوپر اسکے ہمراہ جنت میں جائیں گے۔ اور چشمۂ حیات سے اسکا بدن دھوویں گے اور اپنے بالوں سے اسکے بدن کو جھاڑینگے۔ اُن بالوں سے جو پانی کا قطرہ ٹپکے گا ہر قطرہ پانی سے ایک حور پیدا ہوگی وہ سب حوریں اسکے واسطے ہو جائیں گی۔

★ روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے واسطے میں کیا عمل کروں فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بہت پڑھا کریں۔ **(ارشاد الطالبین)**

★ روایت میں آیا ہے کہ بہشت میں جو چار چشمہ ایک پانی۔ دوسرا دودھ۔ تیسرا شربت بہشتی۔ چوتھا شہد کا جاری ہے اصل ان چشموں کی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔

★ **تفسیر یعقوب چرخی** میں لکھا ہے کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ساق عرش کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔ چشمہ پانی کا میم سے بسم کی اور چشمہ دودھ کا ھا سے اللہ کے اور چشمہ شراب (طہور) کا میم سے الرحمن کی اور چشمہ شہد کا میم سے الرحیم کے جاری ہے۔ اور **خلاصۃ القرآن** میں مذکور ہے کہ قرآن شریف میں کوئی ایسا کلمہ نہیں کہ جسمیں تسمیہ کے حروف میں سے کوئی حرف اسمیں نہ ہو مگر صرف کلمہ فقد صغت کہ جسمیں حروف تسمیہ میں سے کوئی حرف نہیں ہے۔ اور فرمایا پیغمبر علیہ اسلام نے کہ جو کوئی ہر روز پڑھے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لاحول و لاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم حق تعالے اسکی سو حاجتیں برلاتا ہے۔ اسّی آخرت میں اور بیس دنیا میں۔ **(انیس الواعظین)**

★ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روز و شب کی چوبیس ساعتیں پیدا کی ہیں۔ جب بندۂ مسلم پانچ وقت کی نماز فریضہ ادا کرتا ہے تو پانچ ساعتوں کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔ **(مجموعہ خانی)**

★ **فتاوائے غرائب** میں ہے کہ قبر پر بسم اللّٰہ و علیٰ ملۃ رسول اللّٰہ کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ صاحب قبر سے عذاب اور تنگی اور تاریکی گور چالیس برس تک اٹھالیتا ہے۔ اور **غنیۃ الطالبین** میں لکھا ہے۔

حدیث :- وقد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یرد دعاء اولہ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

★ یعنی تحقیق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دعا رد نہیں ہوتی ہے جسکے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو۔ یعنی جس دعا کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہی جاتی ہے وہ دعا رَد نہیں ہوتی ہے۔

دوسری فصل فضائل کتابت و تعظیم تسمیہ کے بیان میں

اے بھائی مسلمانو (برادران اسلام) جانو اور آگاہ ہو کہ جس طرح بسم اللہ کے پڑھنے کے فضائل اور ثواب بے حد و بے حساب کتب تفسیر و احادیث وغیرہ میں مذکور ہیں اس طرح سے اسکے لکھنے اور تعظیم کرنے کا بھی بڑا ثواب اور نفع ہے۔ چنانچہ فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جو کوئی لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کورنہ کرے ہا اور میم کو یعنی اللہ کی ہا اور حلقۂ میم کو چشم دار اور کشادہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے ہزار ہزار نیکی لکھاتا ہے اور ہزار ہزار بدی دور کرتا ہے اور اسکے لئے ہزار ہزار درجہ بہشت میں بلند کرتا ہے

(انیس الواعظین)

ح۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من کتب بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم فجودہ تعظیما للّٰہ غفر اللّٰہ ماتقدم من ذنوبہ و ماتاخر۔

★ یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو خوب اور پاکیزہ لکھے اور حلقۂ میم کو چشم دار اور کشادہ کرے اور حرف با کو آراستہ کر کے لکھے بہ جہت تعظیم نام خدائے عزوجل کے تو اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے گناہوں کو اسکے بخش دیتا ہے **(لباب الاخبار)**۔

★ فرمایا پیغمبر علیہ اسلام نے اذا کتب احدکم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لیکتب الرحمٰن طولا یعنی جب کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو لکھے تو چاہیئے کہ الرحمن کو دراز کھینچے **(لباب الاخبار)**

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکتبوھا فی کتبکم و فاذا کتبتموھا فتکلموبھا یعنی لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اپنی کتابوں میں اور جس وقت تم اسکو لکھو تو تم اسکو پڑھو ایسا ہی لکھا ہے **غنیتہ الطالبین** میں ذکر فضائل تسمیہ کے درمیان۔

★ **مجربات دیربی** میں مذکور ہے کہ بعض صالحین سے مروی ہے کہ جو کوئی بسم اللہ چھ سو پچیس بار لکھ کر پاس رکھے تو حق تعالیٰ اسکو جامۂ ہیبت و عظمت پہنا دیگا یعنی وہ عزیز و عظیم القدر ہوگا۔ اور کوئی اس بات پر قادر نہ ہوگا کہ اسکو بدی اور برائی پہنچائے اور یہ امر مجرب و صحیح ہے والحمد للہ۔ اور بعض خواص سے اسکے یہ ہے جیسا بعض رواۃ نے لکھا ہے۔

(۱) اگر کوئی بسم اللہ کو پہلی تاریخ محرم کی ایک ورق میں ایک سو تیرہ بار لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اسکو مدت عمر میں کسی طرح کا امر مکروہ درپیش نہ ہوگا۔

(۲) اگر بسم اللہ اکسٹھ بار یعنی اسقدر عدد لکھی جائے اور عورت کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ ان جملہ (تمام) بسم اللہ کو جو ایک کاغذ پر لکھی ہے اپنے پاس بطور تعویذ رکھے تو اولاد اسکی زندہ رہیگی۔ اور یہ امر آزمودہ اور صحیح ہے اور حق تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص بسم اللہ کو ایک کاغذ پر ایک سو ایک بار لکھ کر اپنے کھیت میں دفن کر دے تو زراعت (کھیتی) کی سرسبزی اور غلے کی زیادتی ہوگی اور سارے آفات سے حفاظت اور حصول برکت کا باعث ہوگا۔

(۴) جو شخص الرحمن الرحیم کاغذ کے ورق میں پانچ سو بار لکھے اور اس پر ایک سو پچاس مرتبہ بسم اللہ تلاوت کرے اور اسکو اپنے پاس لیکر کسی بادشاہ یا کسی زبردست جفاکار کے سامنے جائے تو اسکے شر سے ایمن ہوگا اور اس سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔

(۵) جو کوئی صرف رحیم کو ایک ورق میں ایک سو ننانوے بار لکھ کر اپنے پاس رکھے اور جنگ میں جائے تو اسپر کوئی سلاح (اسلحہ) اثر و ضرر نہ کرے گا۔

(۶) کوئی شخص اگر بسم اللہ ایک ورق کاغذ پر اکیس بار لکھ کر درد سر والے کی گردن یا سر میں لٹکا دے تو اسکو نفع دیگا۔

★ در **مختار** اور **ابراہیم شاہی فقہ** کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اگر میت کی پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دے تو اسکی بخشائش ہوتی ہے اور عذاب قبر اسپر نہیں ہوتا۔

★ **فتاویٰ مجموعہ خانی** میں ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی پارہ کاغذ کو جسمیں بسم اللہ لکھی ہوئی ہو زمین سے اٹھا دے تو اسکو خدا کے دوستوں میں سے لکھتے ہیں اور عذاب کی تخفیف (کمی) ہوتی ہے اسکے ماں اور باپ سے اگر چہ وہ کافر مرے ہوں۔ چنانچہ **غنیۃ الطالبین** میں مذکور ہے۔

حدیث ◄ عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من رفع قرطاسا من الارض فیہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم اجلا لا للّٰہ ان یداس کتب عندہ من الصدیقین و خففت عن والدیہ وان کانا مشرکین یعنی العذاب

ترجمہ روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے کہ کہا فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص زمین سے وہ کاغذ اٹھائے جسمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہے اللہ جل شانہ کو بزرگ جاننے کے سبب سے تاکہ یہ کاغذ پاؤں تلے نہ پڑے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین میں اسے لکھا جاتا ہے اور اسکے ماں اور باپ کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے اگر چہ وہ دونوں مشرک ہوں۔

★ نقل ہے بشر حافی رضی اللہ عنہ کی کہ ہمیشہ نشہ میں سرشار اور شراب و کباب میں گرفتار رہتے تھے اور بارہ شراب خانے رات دن جاری تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ راہ میں ایک کاغذ بسم اللہ لکھا ہوا پڑا دیکھا۔ جلد سے

بہ کمال تعظیم اور تکریم اسکو اٹھالیا چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ کہا کہ یہ نام نامی اور اسم گرامی میرے مالک محسن کریم اور رحیم کا ہے۔ مشک خالص سے معطر کر کے عمدہ کپڑے میں نہایت تکلف سے لپیٹ کر جائے بلند محفوظ میں رکھ دیا۔ یہ کام اس ناکام کا اللہ کریم کو پسند آگیا اور اسکو پسند کر لیا۔ پھر حسن بصری رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کہ جلد جاؤ اور بشر حافی کو مژدہ سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی اور گرد و غبار سے صاف کر کے عمدہ مقام میں رکھ دیا۔ ہمنے تجھکو گرد و غبار گناہ سے پاک و صاف کر دیا ہے۔ اور فرش سے عرش تک تیرا نام بلند کر دیا۔ حسن بصریؒ جلدی سے بشرؒ کے پاس گئے۔ وہ سنتے ہی تھرا گئے کہ خدا خیر کرے ایسے عظیم ولی اللہ کا یہاں آنا گویا قہر الٰہی نازل ہونا ہے۔ پھر آپ نے انکو بہ کمالِ محبّت بلا کر وہ سب مژدہ سنایا۔ سنتے ہی زمین پر لوٹتے تھے۔ چیخیں مارتے تھے۔ یوں نفس پر ملامت کرتے تھے کہ ہائے افسوس میں تیرے دم میں آکر اس دم تک گنہگاری جناب باری میں رہا اور اسکے اس قدر انعام و اکرام سے مطلع نہ تھا۔ پھر زار زار روتے تھے۔ یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا اٹھ کر چلے اور سب سامان اسباب کھڑے کھڑے لٹا دیا اور سب کپڑے پھاڑ کر پھینک دئے اور لباس فقیری پہن لیا اور ننگے پاؤں ہو گئے۔ کسی نے کہا آپ ننگے پاؤں کیوں پھرتے ہیں۔ کہا اللہ تعالیٰ ۲۹ ویں پارہ سورہ نوح میں فرمایا ہے۔ واللہ جعل لکم الارض بساطاً۔ یعنی زمین کو ہم نے بچھونا بنایا تمہارے آرام کے واسطے۔ پس اللہ تعالیٰ کے بچھونے پر کیونکر جوتا رکھوں؟ پھر ہر شہر اور دیار اور کوچہ و بازار میں ننگے پاؤں پھرتے اور زندہ مردہ اولیاء کی زیارت کرتے تھے۔ جانوروں نے کوچۂ بازار میں گندگی کرنا چھوڑ دیا کہ مبادا پاؤں بشر حافیؒ کا نہ پڑ جائے۔ اور اسی سبب سے بشر حافی کہلاتے ہیں کیوں کہ حافی ننگے پاؤں والے کو کہتے ہیں۔ ورنہ پہلے انکا نام صرف بشر تھا۔ چنانچہ ایک بار کسی نے کسی کوچے میں گوبر پڑا دیکھا تو کہا کہ بشر حافی نے رحلت فرمائی بعد اسکے دریافت کیا تو حقیقت میں اسی وقت انتقال فرمایا تھا۔ بعد توبہ کے چالیس حج کئے۔ چالیس لڑائی کفار سے لڑے۔ بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سبز گھوڑے پر سوار ہوا میں اڑتے ہیں۔ (**حکایات الصالحین باب ۶**)

حاشیہ:۔ (ترجمہ) بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ انکی کنیت ابو نصر اور انکے والد کا نام حارث بن عبد الرحمان بن عطا بن ہامان بن عبد اللہ ہے۔ ان کی اصل مرو سے ہے۔ قدیم مشائخ صوفیہ میں سے ہیں جو بلند مقامات اور اعلیٰ کرامات والے ہیں۔ عراق کے اوتاد ہیں جو بغداد میں مقیم تھے۔ تاریخ وصال سن ۲۲۷ ھجری ہے

تیسری فصل اُن دعاؤں اور منتروں کے فضائل میں جو تسمیہ کے ساتھ مشتمل ہیں

مسلمان بھائیوں پر مخفی (پوشیدہ) نہ رہے کہ تسمیہ پر مشتمل وہ دعا اور منتر جسکی برکت سے گناہوں کی بخشائش ہوتی ہے اور مریض اسکے استعمال سے شفا پاتے ہیں اور علت نظر و سحر وغیرہ دور ہو جاتے ہیں (وہ دعائیں اور منتر) اس ناچیز نے کتب معتبرہ (معتبر کتابوں) احادیث و سیر و کتب اوراد و وظائف بزرگان سلف سے جیسے

حصن حصین و طب نبوی و مشکوٰۃ شریف و مجربات دیربی میں صحیح مسلم و بخاری شریف و جامع ترمذی و سنت ابی داؤد و اوراد حسانی و ترجمہ مدارج النبوۃ وغیرہ کتابوں سے بہ تحقیق و صحت تمام انتخاب کر کے ہر خاص و عام مسلمین کے نفع کے واسطے اس فصل میں تحریر کیا ہے

بیان اسناد دعا شش قفل

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس خدائے دو جہاں کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اسکے قبضہ قدرت میں ہے جو کوئی ہر رات کو چھ قفل پڑھے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے تو ان چھ قفل کو رکھنے والا مرگ ناگہاں (ناگہانی موت) اور بیم سلطان (سلطان کا خوف) اور آتش سوزاں (جلانے والی آگ) اور تیغ و تبر (تلوار۔ بھالا) اور شر دیو و پری (دیو پری کے شر) اور شر گزندگان (کاٹنے والے کے شر) اور سحر ساحران و جادوگراں اور تشنگی اور گرسنگی (بھوک پیاس) اور تمام بلاؤں اور بیماریوں سے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

- ★ جس کسی کے فرزند نہیں ہوتا ہے اور اگر ہو تو زندہ نہیں رہتا ہے یہ شش قفل شیرینی کے اوپر پڑھ کر کھائے فرزند شائستہ خداوند تعالیٰ کرامت فرمائے۔
- ★ جو عورت درد زہ کار کھتی ہو یہ شش قفل اسکے اوپر پڑھے تو آسانی سے وضع حمل ہو۔
- ★ جو کسی کا کچھ چوری گیا ہو اسکو آگ کے اوپر پڑھے اور پانی میں ڈالے راستہ پیدا ہو
- ★ جو کسی کو دیو پری نے پکڑا ہو اسکو اسکے کان میں پڑھے اچھا ہو جائے۔
- ★ اگر قرآن فراموش کیا ہو اور یاد نہ کر سکے یہ شش قفل آہستہ اسکے کان میں پڑھے یاد ہو جائے۔
- ★ جو کوئی چاہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے یہ شش قفل باوضو پڑھے البتہ انحضرتؐ کو خواب میں دیکھے
- ★ جو کوئی ہمیشہ اسکو اپنے پاس رکھے اور جو دعا کرے تو اسکی دعا مستجاب (قبول) ہو اور مخلوق کی نظر میں عزیز رہے اور کسی چیز سے درماندہ نہ رہے۔

قفل اوّل ◄ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَّ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

قفل دوم ◄ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْخَلَّاقِ الْعَلِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَّ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ

قفل سوم ◄ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ الْبَصِيْرِ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَّ هُوَ الْعَلِيْمُ الْبَصِيْرُ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَّ هُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ

قفل چہارم ◄ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَّ هُوَ الْغَنِيُّ

الْقَدِيْرُ۔

قفل پنجم ◄ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ

قفل ششم ◄ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ الْحَكِيْمُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا الْكَرِيْمُ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔

دعا حصول مغفرت

بعد ہر نماز کے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھنا موجب مغفرت کا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْمَغْفِرَةَ اَنْتَ الْغَفَّارُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

ایضاً ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہر روز دس بار پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو بخش دیگا اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائیگا جیسا ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا تھا اور شدید بلاؤں سے دنیا کی جیسے جذام اور برص اور جنون اور رنج وغیرہ سے محفوظ رہیگا

ایضاً ۔ ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی کہ ابان ابن عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (بنام خدا۔ ایسا خدا کہ اس کے نام کے ساتھ ضرر نہیں کرتی کوئی چیز نہ زمین اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) تین بار شام کے وقت پڑھیگا اس کو اللہ تعالیٰ بلائے ناگہانی سے صبح تک محفوظ رکھے گا اور اگر صبح کے وقت تین بار پڑھیگا تو بلائے ناگہانی سے شام تک محفوظ رہیگا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ابان بن عثمان کو فالج ہوا اور اس شخص نے جو ابانؓ سے بات سنی تھی تعجب اور انکار سے ابانؓ کی طرف دیکھا تو ابانؓ نے اس سے کہا قسم خدا کی تجھ سے جھوٹ نہیں کہا اور عثمان رضی اللہ عنہ پر بہتان نہیں کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت نہیں کی لیکن مجھ کو جو فالج ہوا اسکا یہ سبب ہے کہ میں اس دعا کو پڑھنا بھول گیا تھا۔ اور اسکو نہیں پڑھا۔

ایضاً ۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا اور اس نے کہا کہ ہر وقت بلا اور آفت مجھ کو گھیرے رہتی ہے آپ نے فرمایا ہر صبح کو یہ دعا پڑھا کر بسم اللہ علیٰ نفسی و اھلی و مالی

دعا دفع تپ

مشکوٰۃ وغیرہ میں آیا ہے کہ جسکو بخار آئے وہ یہ دعا اسپر پڑھ کر دم کرے یا وہ خود پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ

وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ (یعنی شروع کرتا ہوں اللہ بزرگ و برتر کے نام سے۔ پناہ پکڑتا ہوں اللہ بزرگ کی جوش مارنے والی ہر رگ کی برائی سے اور آگ کی گرمی کی برائی سے) (طب نبوی)

ف ۔ نقل کی یہ حدیث ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ نہیں پہچانی جاتی مگر اسماعیل کے بیٹے ابراہیم سے جو حدیث میں ضعیف گنے جاتے ہیں (ایسا ہی ہے مشکوٰۃ میں) جوش مارنے والی رگ سے یعنی خون جو رگ میں جوش مارے اس سے پناہ چاہیے اس لئے کہ جب خون غالب ہوتا ہے تو ایذا دیتا ہے کہ تپ اور امراض پیدا ہوتے ہیں۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن سنی اور حاکم نے روایت کی اور اس کی تصحیح کی ہے بیہقی نے دعوات میں ایسا ہی لکھا ہے مظاہر الحق میں مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری سے۔

دعا درد بدن

صحیح مسلم میں عثمان ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ جس وقت سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے اب تک میرے بدن میں درد ہوتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ جہاں تیرے بدن میں درد ہے اس جگہ ہاتھ اپنا رکھ اور تین بار بسم اللہ پڑھ بعد اس کے سات مرتبہ پڑھ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ (یعنی میں اللہ اور اسکی قدرت کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں اب پاتا ہوں اور اسکی زیادتی سے آئندہ کے لئے ڈرتا ہوں)

ایضاً ۔ صاحب الہدے نے لکھا ہے کہ باری کے تپ کے واسطے باریک کاغذ کے تین ٹکڑے پر ان تین لفظوں کو یعنی بِسْمِ اللّٰہِ فَرَّتْ بِسْمِ اللّٰہِ مَرَّتْ بِسْمِ اللّٰہِ قَلَّتْ لکھے۔ ہر روز ایک پرزہ لیکر بیمار کے منہ میں ڈال کر پانی کے ساتھ نگل جائے۔ ابن الحاجؒ نے مدخل میں نقل کیا ہے کہ شیخ ابو محمد مرجانی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اس دعا کو کاغذ کے پرزوں پر لکھ کر دروازے کی دہلیز پر رکھ دیتے تھے کہ جو کوئی بیمار تپ والا اور بیماری والا آتا ان پرزوں کو لے جاکر استعمال میں لاتا اور فضل الٰہی سے شفا پاتا تھا

ایضاً **مجربات دیربی** میں لکھا ہے کہ بعض ان چیزوں سے جو تپ کے لئے آزمودہ ہے یہ ہے کہ ایک پرچہ کاغذ پر یہ لکھا جائے بِسْمِ اللّٰہِ اَبْرَاسُوْمَا وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ یَا اَللّٰہُ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سُقْمًا۔ چنانچہ اس پرچہ کا فلیتہ بناکر دھونی دیں تو انشاء اللہ اسکو صحت ہوگی (ابراسوما اسم سریانی ہے اور بعد ازاں ترجمہ آیت کا یہ ہے۔ اور ہم نکال لیں گے یعنی دور کر دینگے جو کچھ اُن اہل جنت کے دلوں میں کھوٹ ہونگے یعنی ان کے دلوں کو صاف کر دیں گے اب ہے مگر شفا تیری ہے یا اللہ وہ شفا دے جو بیماری کو باقی نہیں چھوڑتی ہے)

دعا دفع درد سر

جب کسی کے سر میں درد ہو تو کوئی شخص اپنا ہاتھ اسکے سر پر درد کی جگہ رکھے اور یہ دعا پڑھے ۔ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ اِسْمُہٗ بَرَکَۃٌ وَّ شِفَاءٌ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہِ الشِّفَاءُ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ سَمٌّ وَّلَا دَاءٌ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ (یعنی میں شروع کرتا ہوں بنام اس خدا کے جس کا نام بہترین ہے ناموں سے ۔ شروع کرتا ہوں بنام اس خداوند کے جو پروردگار زمین و آسمان کا ہے ۔ شروع کرتا ہوں میں بنام اس خدا کے جسکا اسم برکت و شفا ہے ۔ شروع کرتا ہوں بنام اس خدا کے جس کے اسم کے ساتھ کوئی اسم آزار و ضرر نہیں کرتا ۔ شروع کرتا ہوں میں بنام خداوند کے جسکے اسم کے ساتھ نہ کوئی چیز آسمانی ضرر پہنچاتی ہے اور نہ کوئی چیز زمین کی ضرر پہنچاتی ہے)

اور اس دعا کی تکرار تین بار یا سات بار کرے کہ وہ مریض صحت پائیگا

دعا دفع درد دندان

جزری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جس کسی کے دانتوں میں کہیں درد ہو تو اسکو چاہیئے کہ درد کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھے اور اس دعا کو سات بار پڑھے اور ہر بار پڑھکر ہاتھ کو اٹھالے ۔
بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَّجَعِیْ ھٰذَا (یعنی شروع کرتا ہوں میں خدا کے نام کے ساتھ ۔ پناہ پکڑتا ہوں میں خدا کے غلبہ کے ساتھ اور اس کی قدرت کی ، اس چیز کی برائی سے جو کہ اپنے اس درد سے پاتا ہوں)

دعا دفع جراحات و قروح کے لئے

جس کسی کے پھوڑا یا پھنسی یا کوئی طرح کا زخم ہو تو اسکو چاہیئے کہ اول شہادت کی انگلی میں تھوک لگا کر زمین پر رکھے اور پھر اٹھا کر پھوڑے پر رکھے یا زخم پر اور اس دعا کو پڑھے ۔ بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا (یعنی برکت ڈھونڈتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ کہ یہ مٹی ہماری زمین کی ملی ہوئی ہے ہمارے کچھ تھوک کے ساتھ ۔ ہم نے یہ عمل کیا تاکہ شفا دیا جائے ہمارا بیمار ہمارے رب کے حکم سے) ہر روز اسی طرح کیا کرے اللہ کے حکم سے آخر کو اچھا ہو جائیگا ۔ چنانچہ مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ۔ کرمانی نے امام نبوی سے نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی پر لعاب مبارک لگا کر زمین پر رکھتے تھے کہ خاک انکی انگلی شریف سے چپک جاتی ۔ پھر اسکو اٹھا کر زخم پر پھیرتے تھے اور کلمات دعا کے اس وقت پڑھتے جاتے تھے ۔ یہاں بھی اکثر شارحین نے یہی مراد لکھی ہے کذا ذکرا الفجر (ظفر جلیل شرح حصن حصین)

دعا حصول مطالب دنیاوی

خواجہ عماد الدین یونس سجاوندی قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو کوئی مہم یا حاجت دنیوی در پیش ہو تو چاہیئے کہ اس دعا کو گیارہ بار لکھے اور رواں دریا کے اندر ڈال دے اس ہفتہ میں اسکی مراد پوری ہوگی۔ یا اسکو گیارہ روز تک کرے تو کہا ہے حضرت علیہ الرحمۃ نے کہ گیارہ روز نہ گزرینگے کہ مرادا سکی حاصل ہوگی وہ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِکِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِیْلِ وَ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

عمل عریضہ

جس مطلب کے واسطے سات روز عمل کرے ضرور مطلب بر آئے۔ یعنی اس دعا کو لکھ کر آب رواں میں ڈال دیا کرے اور اگر ایسا مقام میسر آئے کہ پانی قبلہ کی طرف جاری ہو تو نہایت خوب ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ اِلٰی رَبِّیَا الْجَلِیْلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

ایضاً ۔حاجات سے بر آنے کے واسطے جس مطلب اور حاجات کے واسطے چاہے مداومت کرے (اکثر یا لگاتار پڑھے) بہت مجرب ہے فَجَاتَ مِنْکَ سَیِّدَ الْکَرِیْمِ خَلِّصْنَا بِحَقِّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

دعا دفع شرّ بازار

جاننا چاہیئے کہ بازار میں طرح طرح کی برائی ہوا کرتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ بازار میں نہ نکلیں جب تک کہ جو علاج حضرتؐ نے فرمایا ہے اسکو نہ کر لیں۔ جزری نے روایت کی ہے کہ جو کوئی بازار جائے تو پہلے اسکو کہہ لیا کرے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ هٰذَا الْیَوْمِ وَ خَیْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَ خَیْرَ مَا فِیْهَا وَ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْهَا یَمِیْنًا فَاجِرَةً وَّ صَفْقَةً خَاسِرَةً۔ (یعنی اللہ کے نام کے ساتھ۔ یا اللہ تحقیق میں سوال کرتا ہوں آج کے دن کی بھلائی کا اور اس بازار کی بھلائی کا اور اسکی بھلائی کا جو اس میں ہے اور میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں اسمیں قسم جھوٹنے یا ٹوٹنے کے معاملہ کو پہنچوں)

دعا آسانی دردزہ

بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس عورت کے بچہ نہ ہوتا ہو

اور وہ بہت درد کے سبب حیران ہو تو چاہیے کہ ان کلمات کو لکھ کر اسکو دھو کر پلائے وہ کلمات یہ ہیں ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ تَعَالٰی رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۱) کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰھَا (۲) کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ بَلَاغٌ فَھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ ۔ ((۱) اس اللہ کے نام کے ساتھ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے ۔ بردبار ۔ بخشندہ ۔ منزہ اور پاک ہے خدا اور برتر پروردگار عرش بزرگ کا ۔ شکر اور سپاس اس خدا کو کہ پروردگار ہے تمام عالم کا ۔ (۲) یہ آیت ۲۳ ویں پارے سورہ والنازعات کی ہے ۔ ترجمہ ۔ یعنی جس روز عرصہ قیامت کو دیکھیں گے تو معلوم کریں گے گویا وہ لوگ دنیا میں کچھ نہ ٹھہرے تھے مگر آخر روز یا اول روز تک ۔ (۳) یہ آیت ۲۶ ویں پارے سورہ احقاف کی ہے ۔ ترجمہ ۔ یعنی جس روز اس امر کو دیکھیں گے جس کا وعدہ دیئے گئے تھے تو معلوم کریں گے گویا وہ لوگ دنیا میں کچھ نہ ٹھہرے تھے مگر روز کے ساعات میں سے ایک ساعت ۔ پہنچانا ہے پیغام کا پس نہیں ہلاک کئے جائیں گے مگر قوم فاسق)

دعا گم شدہ ملنے کی

کسی کی کوئی چیز جاتی رہے یا غلام، لونڈی یا جانور بھاگ جائے تو چاہیئے کہ وضو کر لے پھر دو رکعت نماز ادا کرے اور بعد نماز کے یہ دعا پڑھے (حصن حصین) بِسْمِ اللّٰہِ یَا ھَادِیَ الضَّالِّ وَرَادَّ الضَّالَّۃِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ بِعِزَّتِکَ وَسُلْطَانِکَ فَاِنَّھَا مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ ۔ (یعنی شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ ۔ اے راہ بتانے والے گمراہ کے اور پھیرنے والے گم ہوئی چیز کے ۔ پھیر لا مجھ پر میری گم ہوئی چیز کو ۔ اپنے غلبہ اور اپنی قوت سے ۔ تحقیق وہ چیز تیری بخشش سے ہے اور تیرے فضل سے ۔ نقل کی یہ حدیث موقوفاً ابن ابی شیبہ نے (ظفر جلیل شرح حصن حصین)

دعا زیادہ فہم و حافظہ کی

مجربات دیربی میں مذکور ہے کہ جب تو سارے آدمیوں سے زیادہ تر حافظ و از بر دارندہ (یاد کرنے والا) ہونے کا ارادہ کرے تو پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھا کر بِسْمِ اللّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ عَدَدَ کُلِّ حَرْفٍ کُتِبَ وَ یُکْتَبُ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ وَدَھْرَ الدَّاھِرِیْنَ

دعا دفع نظر بد

جس کسی کو نظر لگ جائے تو اسکو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے ۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حَرَّھَا وَبَرْدَھَا وَوَصَبَھَا (یعنی منتر پڑھتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ ۔ یا اللہ دور کر گرمی نظر کی اور اسکی سردی اور اسکا رنج) نقل کی یہ حدیث نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور طبرانی نے اور حصن حصین میں مذکور ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کے بعد

کہے قم باذن اللہ ۔ لیکن علماء نے کہا ہے کہ یہ کہنا حضرتؑ کو ہی درست تھا دوسروں کو نہ چاہیے مگر یہ کہ کہنے والا ولی ہو تو مضائقہ نہیں ایسا ہی لکھا ہے ظفر جلیل شرح حصن حصین میں ۔ ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ العین حق یعنی نظر بد کی تاثیر حق ہے۔ نقل کی یہ حدیث مسلم نے مشکوٰۃ المصابیح ۔ وَلَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْہُ الْعَیْنُ یعنی دنیا میں اگر کوئی چیز ایسی ہوتی جو تقدیر الٰہی سے سبقت کرتی تو البتہ نظر ہوتی ۔ (نقل کی یہ حدیث احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ مشکوٰۃ المصابیح) اس واسطے کہ اسکی تاثیر بہت زبردست ہے

(بستان تفاسیر)

نقل ـ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں سفر میں تھا اور میرا اونٹ بہت تیز اور چالاک تھا۔ اتفاقاً ایک جگہ پر جو اترا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ ایسی جگہ ایک شخص نظر لگانے میں مشہور ہے اور تمہارا شتر (اونٹ) بہت خوب ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں وہ نظر لگا جائے اور تمہارا اونٹ ضائع ہو جائے۔ میں نے کہا کہ میرے اونٹ پر اسکی نظر نہیں لگنے کی ۔ یہ خبر اسکو جو پہنچی تو اسنے اسی وقت آکر میرے اونٹ کو نگاہ بھر کر دیکھا۔ اسکے دیکھتے ہی اونٹ گر پڑا اور مضطر ہونے لگا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ فلاں شخص تمہارے اونٹ کو نظر لگا گیا ہے۔ میں نے بلا کر اپنے روبرو اسکو بٹھایا اور یہ منتر پڑھا ـ بِسْمِ اللّٰہِ حَبْسٌ حَابِسٌ وَشَجَرٌ یَابِسٌ وَشِھَابٌ قَابِسٌ رَدَدْتُ عَیْنَ الْعَائِنِ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیْہِ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیْرٌ ۔ (یعنی خدا کے نام کے ساتھ ہے بند کرنا بند کرنے والے کا اور درخت خشک کرنا اور سارے چمکنے والے کا ۔ رد کیا میں نے چشم زخم نظر لگانے والے کا اس کے اوپر اور اوپر دوست ترین مردوں کی طرف اس کے ۔ پس پھرا آنکھ کو آیا دیکھتا ہے تو شگاف سے پس پھیرا آنکھ کو دوبارہ اونٹ سے ۔ پھری تیری طرف آنکھ اس حال میں کہ ذلیل ہے وہ اور وہ منقطع ہے حال کے دیکھنے سے ۔ نقل کی یہ حدیث احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے مشکوٰۃ المصابیح) پس جس وقت میں نے اس منتر کو پڑھا اسی وقت اسکی آنکھ نکل پڑی اور اونٹ اچھا ہو گیا۔ غرض اس نقل سے یہ ہے کہ منتر بھی نظر کو بہت فائدہ کرتا ہے اگر چہ وہ عائن یعنی نظر لگانے والا سامنے نہ ہو۔ کیونکہ حق تعالیٰ کے نام میں بڑی تاثیر ہے جب جادو غائب پر اور دور رہنے والے پر اثر کرے تو خدا کا نام کیوں کر اثر نہ کرے گا۔

منتر برائے دفع جملہ امراض

بعضے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو جبرئیل اس رقہ کو یعنی اس منتر کو پڑھا کرتے (طب نبوی) بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ وَ مِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ اَوْ حَاسِدٍ ۔ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اُرْقِیْکَ۔

ف ـ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ میں ایک روز دن نکلے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ درد کے سبب سے بہت بیتاب ہیں۔ پھر اسی دن تھوڑے دن رہے آپکی خبر کو گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کو صحت حاصل ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ ایسی جلدی صحت حاصل ہونے کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ افسوں یعنی منتر پڑھ کر میرے اوپر پھونکا (بستان تفاسیر) بِسْمِ اللّٰهِ اُرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ یعنی (اللہ کے نام سے) پھونکتا ہوں میں تجھکو ہر ایذا دینے والی اور ہر آنکھ حسد کرنے والی سے اللہ شفا دے تجھ کو۔

منتر بچھو کے کاٹنے کا

بعضے حدیث میں آیا کہ صحابی نے عرض کیا کہ مجھکو بچھو کا منتر آتا ہے۔ حضرتؐ نے اس کو سن کر فرمایا کہ اسکو کیا کرو اور لوگوں کو نفع پہنچایا کرو اور وہ منتر یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرْنِيَّةٌ مِلْحَةٌ بَحْرٍ قَفَقَطَا کئی بار اسکو پڑھ کر اس پر پھونک دیں۔ نقل کی یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں حصن حصین۔ ف۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اس منتر کے معنی معلوم نہیں فقط پڑھے جاتے ہیں۔ اس سوا اور منتر کسی زبان کا ہندی ہو یا ترکی یا عربی جب تک معنی اس کے معلوم نہ ہو پڑھنا درست نہیں کہ شاید لفظ کفر کے نہ ہوں۔ کذا ذکر العلیٰ اور قہستانی نے کہا ہے کہ ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ اس میں سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ بھی زیادہ کر لیا جائے کہ سانپ اور بچھو نے حضرت نوح علیہ السلام سے طوفان کے وقت عرض کیا تھا کہ ہمیں کشتی میں بٹھالیجئے ہم عہد کرتے ہیں کہ جو تمہارا نام یاد کریگا تو ہم اس کو ضرر نہیں پہنچائیں گے (ذکر الفخر۔ ظفر الجلیل)

ف۔ جاننا چاہئے کہ اگر چہ اس منتر کے معنی ہمکو معلوم نہیں ہیں مگر جب حضرتؐ نے سن کر جائز رکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ اگر اس میں شرک ہوتا تو حضرتؐ اس منتر کو پڑھنے کی اجازت نہ دیتے۔ (ایسا ہی لکھا ہے طب نبوی میں)

ترجمہ مدارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر بلا کے دفع ہونے کے لئے افسون منقول ہے مگر تین چیزوں کے واسطے افسون پڑھنے میں بہت تاکید ہے۔

(۱) نظر بد (۲) پھوڑے کے واسطے جو آدمی کے پہلو (بغل) میں نکلتا ہے اور اس کو عربی میں نملہ کہتے ہیں (۳) بچھو اور سانپ وغیرہ کے زہر کے لئے۔ سوائے اس کے اور مرضوں کے واسطے افسون پڑھنا درست ہے جیسے تپ و لرزہ۔ سر کا درد اور دانتوں کا درد۔

حدیث مسلم میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ عوفؓ نے کہا کہ انھوں نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت میں افسون پڑھتے تھے آپؐ اس باب میں کیا فرماتے ہیں۔ آں سرورؐ نے فرمایا کہ ان افسونوں کو میرے روبرو پڑھو۔ اگر اس میں شرک نہ ہو تو کچھ مضائقہ

نہیں۔ پڑھا کرو پس اس حدیث میں عوف بن مالکؓ کو معلوم ہوا کہ جس افسون میں شرک ہو اسکا پڑھنا درست نہیں۔

دفع نظر بد

★ اگر کوئی شخص بد نظر ہو تو اس کو چاہیئے کہ جب کسی چیز کو دیکھے تو اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ پڑھے کہ نظر بد اس کی دفع ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بدن بہت خوبصورت تھا ایک روز عامر بن ربیع رضی اللہ عنہ نے ان کو غسل کرتے دیکھا اور انکی خوبصورتی سے بہت تعجب کیا اور کہا کہ سہل بن حنیفؓ کا بدن کیا خوشنما ہے میں نے کسی مرد کسی عورت کا بدن ایسا خوب خوب اور خوش اسلوب نہیں دیکھا اس وقت سہل زمین پر گر پڑے اور یہ خبر آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا گمان ہے کہ اس نے سہل کو نظر لگائی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ عامر نے ان کے بدن کو دیکھا اور تعریف کی تب حضرتؐ نے عامرؓ کو بلایا اور ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ جس وقت تو نے سہل کو دیکھا او وہ تجھ کو اچھا معلوم ہوا تب تو نے اللھم بارک علیہ کیوں نہ کہا بعد اس کے عامر کو فرمایا کہ اپنے بدن کو دھوؤ عامرؓ نے بموجب ارشاد کے منھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیاں اور دونوں ران اور دونوں پاؤں اور شرمگاہ کو دھویا پھر وہ پانی ایک برتن میں جمع کر کے سر پر سہلؓ کے ڈالا خدا کے فضل سے سہلؓ اچھے ہوگئے اور اپنے لوگوں کے ساتھ گھر کو گئے۔

★ چنانچہ بستان تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو نظر کی علامت معلوم ہو تو چاہیئے کہ جسکی نظر لگی ہے وہ اس کو کہے کہ وضو کے اعضا اور اپنے استنجے کی جگہ پانی سے دھو کر دے اور اس پانی سے جس پر نظر لگی ہے وہ نہا ڈالے تو شفا حاصل ہوگی۔ عائن کو یعنی نظر لگانے والے کو چاہیئے کہ اپنے اعضاء پانی سے دھو دینے میں کچھ تکرار اور ننگ و عار نہ کرے۔

ترجمہ **مدارج النبوۃ** میں یہ بھی مذکور ہے کہ نظر بد کے دفع ہونے کے واسطے سیاہ نقطہ بچّے کی ٹھڈی پر لگانا جائز ہے۔ بغوی نے شرح میں السنہ کی لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر اسکے ماں باپ سے کہا اس لڑکے کی ٹھڈی پر سیاہ نقطہ لگاؤ تاکہ اس کو نظر بد نہ ہو۔

منتر نملہ کے دور ہونے کا

جاننا چاہیئے کہ نملہ ایک طرح کا نام ہے جو آدمی کے پہلو (بغل) میں ہوا کرتا ہے اور آدمی محسوس کرتا ہے گویا اس میں چونٹیاں پھر رہی ہیں اسکا علاج یہ ہے۔ ابو داؤد میں شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی۔ پس فرمایا کہ تو اس کو (حفصہؓ کو) نملہ کا منتر کیوں نہیں سکھاتی جیسے

تو نے اسکو لکھنا سکھایا۔ غرض منتر یہ ہے۔ (بِسْمِ اللّٰہِ صَلَّتْ حَتّٰی تَعُوْدَ مِنْ اَفْوَاهِهَا اَللّٰهُمَّ اَكْشِفِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ) ترکیب اسکی یہ ہے کہ اس دعا کو کسی لکڑی پر پڑھے پھر ایک پتھر پر اس لکڑی کو تھوڑے سرکہ میں گھس کر اس پھوڑے پر لیپ کر دے۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ کی عورتوں کو لکھنا سکھانا مکروہ نہ تھا لیکن انکے سوا اور عورتوں کو مکروہ ہے واللہ اعلم (طب نبوی)

چوتھی فصل فضائل تسمیہ سے متعلق چند معجزات و حالات رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں۔

معجزہ (۱) انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا کے پاس تشریف لائے۔ فاطمہ زہراؓ نے آپؐ سے بھوک اور پیاس کی شکایت فرمائی کہ تین روز سے کچھ کھانا نصیب نہیں ہوا۔ یہ دونوں بچے لخت جگر حسن اور حسین رضی اللہ عنہما مارے بھوک پیاس کے میرا منہ تکتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ بلکتے ہیں۔ آپؐ نے جامہ شکم مبارک سے اُٹھایا۔ چار پتھر آپ کے پیٹ پر بندھے تھے۔ اس واسطے کہ چار دنوں سے آپ نے کچھ کھانا نہ کھایا تھا خاطر نازنین کو لخت جگر ان کی بھوک کے سبب نہایت غم ہوا۔ اسی وقت میدان کا قصد فرمایا۔ میدان میں ایک اعرابی کو دیکھا کہ اونٹوں کو پانی پلا رہا ہے۔ پوچھا اے اعرابی کچھ کام بھی رکھتا ہے کہ میں اس کام کو کروں اور جو مزدوری ٹھہر جائے تو مجھے دے۔ کہا ہاں کنویں سے پانی نکالو اور پلاؤ۔ فرمایا بھلا کیا دو گے؟ کہا ڈول پیچھے تین خرمے۔ فرمایا بہت اچھا۔ جب ایک ڈول آپنے کھینچا اعرابی نے تین خرمے دئے۔ آپؐ بھوک کی شدت کے سبب کھا گئے اور کئی ڈول اور کھینچے۔ نویں ڈول کے کھینچنے میں رسی ٹوٹ گئی۔ ڈول کنویں میں گرا۔ حضرتؐ حیرت میں کھڑے تھے کہ اعرابی آیا۔ ڈول کا حال سن کر غصہ میں ایک طمانچہ نادانستگی سے پیشانی مبارک پر مارا اور ۲۴ خرمے دئے۔ سبحان اللہ آپؐ نے دم بھی نہ مارا اور اپنا ہاتھ کنویں میں ڈالا اور ڈول کو نکالا اور اعرابی کو دیا۔ اعرابی نے جب یہ معجزہ آپؐ کا دیکھا اپنے فعل ناپسندیدہ سے بہت ہی ملول اور شرمندہ ہوا۔ عجیب حالت اس پر طاری رہی۔ آخر حقیقت نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دل پر کھل گئی۔ فوراً ساق موزہ سے چھری نکالی اور ہاتھ کی کلائی کاٹ ڈالی۔ اپنے فعل ناپسندیدہ سے نہایت شرمندہ ہو کر غایت اندوہ سے ایک نعرہ مارا اور مدہوش ہو گیا۔ ایک قافلہ کہیں جاتا تھا اعرابی کو مدہوش دیکھ کر اسکے منہ پر پانی چھڑکا جب اعرابی ہوش میں آیا تو لوگوں نے حال پوچھا۔ اعرابی نے کہہ سنایا۔ وہ قافلہ حسرت و افسوس کر کے چلا گیا۔ اعرابی نے اپنا کٹا ہوا ہاتھ اٹھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں چلا۔ آخر گرتا پڑتا روتا مسجد نبوی میں پہنچا۔ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمان رضی اللہ عنہم ملے ان سے آپ کا حال پوچھا۔ اُن

صحابہ ؓ نے فرمایا اے اعرابی! حضرت ؐ کو تو کس واسطے تلاش کرتا ہے ؟ کہا کیا کہوں ایک بڑی حاجت رکھتا ہوں۔ آپ ؐ اس وقت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور نور بصر امام حسن رضی اللہ عنہ کو داہنی ران اور لخت جگر حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں ران پر بیٹھائے ہوئے وہی خرمے کھلا رہے تھے سلمان فارسی ؓ نے اعرابی کا ہاتھ پکڑا اور حجرہ فاطمہ ؓ کے در پر پہنچا۔ اعرابی نے پکارا ــ یا محمد صلی اللہ علیک ۔ حضرت ؐ نے فاطمہ زہرا ؓ سے فرمایا دیکھو تو کون ہے۔ کہا یارسول اللہ ایک اعرابی داہنا ہاتھ کٹا ہوا بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے کھڑا ہے اور اس سے خون جاری ہے اور ایک عجیب حالات اس پر طاری ہے۔ آپ ؐ باہر تشریف لائے۔ اعرابی پیروں پر گرا عذر کرنے لگا۔ آپ ؐ نے فرمایا تیرا ہاتھ کیوں کر کٹا ؟ اس نے سب حال آپ ؐ سے کہا اور عرض کیا کہ میں سراپا گناہ ہوں مگر اب عذر خواہ ہوں۔ مگر آپ ؐ نے فرمایا اے اعرابی! اسلم تسلم ایمان لاؤ اور اپنے آپ کو آتش دوزخ سے بچاؤ۔ اسنے کہا اگر آپ پیغمبر بر حق ہیں تو میرا ہاتھ جیسا تھا ویسا کر دیں تاکہ ہم آپ پر ایمان لائیں۔ آپ ؐ نے اس کے دست بریدہ (کٹے ہوئے ہاتھ) کو اسکی اپنی جگہ پر رکھ کر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس پر دم مارا اور اپنا دست مبارک اس پر پھیرا۔ اسکا ہاتھ ایسا مل گیا کہ گویا کبھی کٹا ہی نہ تھا۔ اعرابی نے جب یہ معجزہ دیکھا تو فوراً کلمۂ توحید زبان پر لایا ــ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اسکی ماں بھی ساتھ تھی وہ بھی دولت ایمان سے مشرف ہوئی **(انوار ناصری معارج النبوۃ)**۔

معجزہ (۲) حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا اور دعا کی کہ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ برکت دے اللہ تجھ کو اس وقت سے جب کسی کا منہ ورم کرتا ہے یا کسی کی بکری کا تھن آماس (سوجن) کر جاتا ہے تو میں اپنا ہاتھ دم کر کے اپنے سر پر رکھ کے یہ کہتا ہوں بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پھر اپنا ہاتھ ورم والے کے ورم کی جگہ پر ملتا ہوں فوراً ورم اور درد دفع ہو جاتا ہے **(انوار ناصری و معارج النبوۃ)**

معجزہ (۳) ابو القاسم بغوی رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خندق میں تھے تو میرے بھائی نے اپنا گھوڑا خندق میں اتارا۔ ان کی پاؤں پر خندق کی دیوار سے صدمہ پہونچا۔ انکا پاؤں نہایت چکی ہو گیا۔ وہ آپ ؐ کے حضور میں آئے اور گھوڑے پر سے نہ اتر سکے۔ آپ ؐ نے انکے چوٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا بسم اللہ ــ فوراً انکی چوٹ اچھی ہو گئی اور کچھ بھی تکلیف باقی نہ رہی **(انوار ناصری)**

معجزہ (۴) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک یہودی بکری کے گوشت کا کباب بنا کر اس میں زہر ہلاہل ملا کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور کہا یا حضرت یہ کباب آپ کے واسطے لایا ہوں آپ تناول کیجئے جب

رسول خدا نے کھانے کا ارادہ کیا تب وہ گوشت بولا یا رسول اللہؐ آپ نہ کھائیں کیونکہ مجھ میں زہر قاتل ملایا ہے۔ تب آں حضرتؐ نے کہا اے یہود تو نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔ یہودی نے کہا یہ سچ ہے لیکن آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا اسی گوشت نے۔ اس پر یہود نے کہا اگر آپ نبیؐ بر حق ہیں تو اسی گوشت کو کھائیں۔ اگر زہر آپؐ کو اثر نہ کرے تب ہم جانیں کہ آپ نبیؐ بر حق ہیں۔ حضرتؐ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ٹکڑا اس میں سے کھایا اور باقی یاروں کو تقسیم کر دیا سب بسم اللہ کہہ کر کھا گئے۔ کسی کو زہر نے اثر نہ کیا۔ پس اکثر یہودیوں نے اس معجزہ سے دین اسلام قبول کیا **(قصص الانبیاء)**

معجزہ (۵)__ روایت ہے کہ ایک روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم عیسوی کے چند لوگوں کو اسلام کی دعوت دی انلوگوں نے کہا کہ ہمارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام مٹی کی چڑیا بنا کر پھونک مارتے تھے تو خدا کے حکم سے وہ زندہ ہو کر اڑ جاتی تھی۔ اگر آپ ویسا معجزہ ہم لوگوں کو دکھا سکیں تو ہم آپ پر ایمان لائیں تب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سے خاک اٹھا کر چڑیا کی صورت بنا کر بسم اللہ پڑھ کے اس میں پھونک دی خدا کے حکم سے وہ زندہ ہو کر اڑ گئی **(قصص الانبیاء)**

معجزہ (۶):- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفقاء کے ساتھ ایک دن خیمہ ام معبد پر پہنچے۔ ام معبد شرفائے عرب میں ایک عورت تھی اسکا خیمہ راہ مدینہ میں واقع تھا۔ آپؐ نے ام معبد سے گوشت اور چھوہارے طلب کئے اس کے پاس نہ ملے۔ ایک بکری آپؐ نے خیمہ کے گوشہ میں دیکھی۔ آپ نے ام معبد سے کہا اجازت دو تو اس بکری کا دودھ دوہ لیں۔ ام معبد نے کہا اس بکری کو مطلق دودھ نہیں ہے۔ مدت گزری کہ یہ جنی نہیں ہے۔ اور لاغر ہونے کے سبب چرنے کے لئے جنگل بھی نہیں جا سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ کیسی بھی ہو تم دوھنے کی اجازت تو دو ام معبد نے اجازت دی۔ آپؐ نے ایک بڑا برتن جس میں آٹھ سے نو آدمی سیر ہو کے پی لیں اسے بھر دیا۔ پہلے آپ نے ام معبد کو پلایا۔ اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپؐ کے ساتھ کے آدمیوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپؐ نے پیا۔ پھر دودھ کے برتن کو بھر دیا اور روانہ ہوئے۔ شام کو ام معبد کے شوہر ابو معبد آئے تو وہ دودھ دیکھ کر نہایت متعجب ہوئے۔ ام معبد نے کہا کہ یہ برکت ایک مہمان عزیز کی ہے۔ اور آپؐ کا حال بیان گیا۔ ابو معبد اور ام معبد بعد ازیں مشرف بہ اسلام ہوئے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ وہ بکری جسے ام معبد کے گھر میں آپؐ نے دوہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک جیتی رہی اور دودھ دیتی رہی۔ یہاں تک کہ زمانۂ رماوہ میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک بڑا قحط ہوا تھا صبح و شام دودھ دیتی تھی اور پردہ زمین میں ذرہ بھی دودھ نہ تھا **(تواریخ حبیب اللہ)**

حال:- (۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام میں بہت کوشش کرتے تھے۔ مگر کفار مکہ بہت تکلیفیں دیتے تھے اور راہ راست پر نہیں آتے تھے۔ ایک بار آپؐ طائف کو تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے لوگوں کو

اسلام کی طرف دعوت دی۔ تین شخص وہاں سردار تھے عبدلیل، مسعود اور حبیب ان سے اور وہاں کے سب شرفاء سے اسلام لانے کے لئے کہا۔ انہوں نے قبول نہ کیا۔ بلکہ وہاں کے سفلہ لوگوں کو بہکا کے آپؐ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ آپؐ وہاں سے بہت ملول ہوکر لوٹ آئے۔ مکہ اور طائف کی راہ میں عتبہ اور شیبہ کا ایک باغ تھا جو سردار قریش میں سے تھے۔ آپ جب وہاں پہنچے تو درختوں کے سائے میں ٹھہرے۔ اس وقت عتبہ اور شیبہ بھی اپنے باغ میں تھے۔ انہوں نے اپنے غلام کے ہاتھ جسکا نام عداس تھا قرابت کی بنا پر رحم کھاکر انگور بھیجے۔ آپؐ نے کھانے سے پہلے کہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس نے کہا کہ اس بستی میں تو یہ نام کبھی نہیں سنا۔ آپؐ نے پوچھا کہ تو کہاں رہتا ہے تو اس نے کہا کہ نینوی میں۔ آپؐ نے کہا میرے بھائی یونسؑ کی بستی میں۔ عداس نے پوچھا کہ یونس تمہارے بھائی کیسے ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا یونسؑ پیغمبر تھے میں بھی پیغمبر ہوں۔ عداس نے آپ کا نام پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ عداس نے کہا میں نے تمہارا وصف انجیل اور توریت میں پایا ہے۔ مدت سے تمہارا مبعوث ہونے کا منتظر تھا۔ یہ کہ کر مسلمان ہوگیا اور ہاتھ پاؤں آپکے چومے۔ جب عتبہ اور شیبہ کے پاس پہنچا جنہوں نے ہاتھ پاؤں چومنا اس کا دور سے دیکھا تھا جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے تجھے فریب دیا۔ اس نے کہا کہ وہ پیغمبر ہیں ساری زمین پر ان سے کوئی بہتر نہیں۔

جب آپ وطن نخلہ میں پہنچے جو کہ مکہ سے ایک دن کی راہ پر ہے تو رات کو وہاں رہ گئے۔ آپؐ قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ نینوی کے سات یا نو جن وہاں پہنچے اور کلام اللہ سن کر ٹھہر گئے۔ جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو وہ ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وہ سب بے توقف مسلمان ہوگئے اور انہوں نے اپنی قوم کو جا کے اسلام کی دعوت دی۔ سورہء احقاف میں آیت و اذا صرفنا الیک نفرا من الجن اسی قصے کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپؐ مکہ کو تشریف لے گئے اور بدستور خلق اللہ کی ہدایت اور دعوت اسلام میں مشغول ہوئے (**تواریخ حبیب اللہ** اور **تاریخ طبری**)

حال:- (۲) **مواہب لدنیہ** کے مصنف نے طبری سے **ریاض النبوۃ** میں حدیث ذکر کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)، تو نہیں جانتا کہ میں وہ شخص ہوں کہ قیامت کے دن اول بلایا جاؤں گا اور عرش کے سایہ میں سیدھی طرف کھڑا ہونگا اور بہشت کا سبز لباس مجھے پہنائیں گے۔ میرے بعد سب پیغمبر بلائے جائیں گے اور دروازے پر بائیں طرف کھڑے رہیں گے پھر سبز لباس جنت کا انکو پہنایا جائیگا اور آگاہ ہو کہ میری امت کا حساب وکتاب قیامت کے دن سب امتوں سے اول ہوگا۔ میں تجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ تو پہلے بلایا جائیگا اور تیرے ہاتھ میں نشان جو کہ لواء الحمد ہے دیا جائیگا۔ آدم علیہ السلام اور تمام خلق خدا قیامت کے روز اس کے سائے میں آئیں گے اور درازی اس نشان کی ایک ہزار چھ سو

برس کی مسافت ہے۔ اور سنان اس کی یاقوت کی اور قبضہ اسکا روپے (چاندی) کا اور جڑاؤ اسکی سبز مروارید سے
ہوگی اور اس کے تین گیسو نور کے ہیں۔ ایک تو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا دنیا کے درمیان رہے
گا۔ اور اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہونگی۔ پہلی سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوسری سطر الحمد للہ رب
العالمین اور تیسری سطر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہوگی۔ ہر ایک سطر کی درازی ایک ہزار برس کی
مسافت اور چوڑائی بدستور ہوگی۔ پھر تو اے علیؓ اُس لوا (جھنڈے) کو لئے ہوئے سیر کریگا اور داہنی طرف
تیرے حسنؓ اور بائیں طرف حسین رضی اللہ عنہ ہونگے یہاں تک کہ میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان
عرش کے سائے میں تو کھڑا ہوگا اور بہشت کا لباس تجھے پہنایا جائے گا۔

(ترجمہ مدارج النبوۃ اور دقائق الحق)

تسمیہ کے فوائد میں متفرقہ روایات کا بیان

روایت ـ حدیث میں آیا ہے کہ جب ملک الموت قبض روح کا ارادہ کرتا ہے تب وہ روح کہتی ہے کہ ہم
تیری فرماں برداری نہیں کریں گے۔ جب تک اس امر پر حکم الٰہی نہیں ہوگا۔ پھر ملک الموت کہتا ہے ہمکو اللہ ہی
نے حکم دیا ہے۔ تب وہ روح نشان اور دلیل مانگتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ کو میرے رب نے پیدا کیا اور میرے
قالب میں داخل کیا تب تو کہاں تھا جو اَب مجھے پکڑنا چاہتا ہے۔ یہ سنکر ملک الموت حضور اقدس الٰہی میں پھر جاتا
ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صادق ہے میرے بندے کی روح اے ملک الموت تو جنت میں جا اور وہاں
سے ایک سیب یا انگور لے اور میرے بندے کو دکھا۔ تب ملک الموت ایک سیب جس پر بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم لکھا ہوتا ہے اسے لیکر اس روح کو دکھاتا ہے پھر دیکھتے ہی وہ روح بشاشت کے قالب ساتھ سے نکل پڑتی ہے۔

روایت ـ حدیث میں آیا ہے کہ گور (قبر) پکارتی ہے۔ ہر روز تین بار کہتی ہے میں وحشت کا مکان ہوں میں
تاریکی کا مکان ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ قبر ماتم کرتی ہے دن میں پانچ بار اور کہتی ہے میں تنہائی
کا مکان ہوں پس قرآن کی قرأت کو میرا رفیق بنا۔ اور میں گھر ہوں تاریکی کا رات کی نماز سے مجھے روشن کر۔ میں
مکان ہوں خاک کا نیک عمل سے میرا بچھونا بنا۔ میں گھر ہوں سانپ کا میرے زہر کی دوا کر بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم اور آنسو بہانے کو (اختیار کر کے) اور میں ہوں جگہ منکر نکیر کے سوال کا تو اکثر میری پیٹھ پر کلمۂ طیبہ کا
ذکر کیا کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

روایت ـ خبر میں آیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خلق کھڑی ہوگی اور انکو سخت پیاس ہوگی اور بہت
پسینہ نکلے گا تب وہ متحیر ہونگے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھیجے گا

اور کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تیری امت کون ہے جو ہمکو دنیا میں سختی کے وقت میرا نام لیکر بلاتی تھی۔ تب فرقۂ محمدیہ اسی نام کے ساتھ اپنی زبان سے پکاریں گے اور کہیں گے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تب اسوقت اللہ تعالیٰ سب امتوں سے کہے گا کہ اگر فرقہ محمدیہ ہمکو یاد نہ کرتے تو ہم تم پر حکم کو ہزار برس میں تمام کرتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ وحشیوں، چارپایوں اور سنگھ والے جانوروں پر حکم کریگا۔ جو شخص خوف خدا وندی سے رووے گا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام کریگا اور اسے بخشے گا اور اس کو نار سے نجات دیگا۔ اور اگر اتنا رودیگا کہ ایک بال تر ہو تو اللہ اس کے بال کی برکت سے آمرزش کریگا۔ پھر پکارنے والا پکارے گا کہ فلاں ابن فلاں نے ایک بال کی برکت سے نجات پائی۔ اس کرامت کی توفیق حق سبحانہ سب کو دے

(دقائق الحقائق)

پانچویں فصل تسمیہ کے فضائل کے متعلق اولیائے کرام کی چند حکایات کے بیان میں

حکایت ۱۔ نقل ہے کہ شیخ ابو سعید عبداللہ بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری منکوحہ دل جو یہ جسکا نام فاطمہ تھا گھر کی چھت سے غائب ہوگئی۔ فی الفور میں بیقراری کی حالت میں بحضور محبوب پروردگار غوث الثقلین قطب الکونین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے حاضر ہوا اور حال زار بہ دیدہ اشکبار (رورو کر) عرض کیا۔ فرمایا کہ آج رات جنگل میں جاکر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لینا اور دائرے میں بیٹھ کر کہنا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اُحۡضُرُوۡا یَا بَنِیَّ الۡجَانِّ بِاِسۡمِ عَبۡدِالۡقَادِرِ۔ بہت سی مخلوق تیرے پاس حاضر ہوگی۔ جب صبح کے قریب انکا بادشاہ تیرے پاس آئے گا اس سے اپنا حال کہنا۔ غرض راوی نے حسب الارشاد تعمیل کی۔ ہزار در ہزار جنات حاضر ہوئے۔ کسی سے میں ہم کلام نہ ہوا۔ جب شاہ جنات آیا تو دائرہ سے باہر بہ آداب بیٹھ گیا اور عرض کی کہ اے محبوب سبحانیؒ کے خادم فرماؤ کہ تم نے کس واسطے ہمکو طلب کیا ہے۔ اس سے میں نے اپنا حال بیان کیا۔ اس نے اپنے ہمراہیوں کو بہ تاکید حکم دیا کہ فی الفور اسکی عورت جہاں ہو مع مجرم حاضر کرو۔ کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ میری عورت ایک دیو کے ساتھ حاضر ہوئی جس کی قید میں وہ تھی۔ شاہ جنات عورت کو میرے حوالے کر کے بولا کہ یہ دیو چین کے دیو میں سے ہے اسکو قرار واقع سزا دی جائیگی۔ ہمارا سلام بحضور محبوب سبحانیؒ پہنچانا۔ راوی اپنے گم شدہ کو لے کر آیا اور سر نیاز بہ جناب محبوب سبحانیؒ جھکایا اور بہ طفیل آں حضرتؒ اپنے طفیل کو پایا۔ **(گلدستۂ کرامات)**

حاشیہ:۔ واضح رہے کہ اسم شریف آنحضرت کا شیخ عبدالقادر اور لقب مبارک محی الدین ابو محمد اور مولد شریف شہر گیلان تھا اور مزار پرانوار بمقام اشرف البلاد بغداد ہے اور تولد آپ کا سن ۴۷۱ ھجری اقدس میں واقع ہوا کہ لفظ "عاشق" سے اخذ کیا گیا ہے اور وفات شریف آنحضرت کی سن ۵۶۲ ھجری میں وقوع میں آئی کہ لفظ "معشوق الٰہی"

سے عیاں ہے اور عمر شریف ۹۱ برس کی تھی کہ لفظ "کامل" سے ظاہر ہوتی ہے۔ (گلدستہ کرامات)

حکایت ۲۔ سعید بن لیث رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ حرم محترم میں بیٹھا تھا اور مقام ابراہیم پر کوئی آدمی جناب باری سے دعا مانگتا تھا کہ الٰہی کھانے پینے سے بہت عاجز ہوں۔ اپنے فضل و کرم سے جلد یہ حاجت رفع کر میں بھی اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ ناگاہ ایک خوان آسمان سے اترا اسمیں چھوہارے اور عمدہ پوشاک تھے میں نے کہا میں بھی اسمیں شریک ہوں۔ اسنے کہا کیونکر؟ میں نے کہا تم نے دعا کی میں نے آمین کہی۔ بولا سبحان اللہ روزہ کوئی رکھے اور عید کوئی کرے۔ تو کچھ متقی نہیں ہے ورنہ میری دعا میں شریک نہ ہوتا۔ خیر تو بھی کھا۔ کھلانے میں کچھ عذر نہیں۔ مگر یہ انداز کچھ پسند نہیں۔ میں نے بسم اللہ کہہ کے اسکے ساتھ کھانا شروع کیا۔ اللہ اللہ وہ حلوہ بے دودھ تھا یا شہد سراپا سُود کہ جی جان کو شیریں کر دیا اور گٹھلی کا نام نہ تھا۔ دونوں نے بخوبی سیر ہو کر کھایا اور خوان ویسا ہی بھرا تھا۔ پھر پوشاک بھی مجھ کو دینے لگے میں نے کہا اس کی مجھے حاجت نہیں۔ پھر وہ پہن کر چلے گئے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون تھے۔ کہا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پھر میں بہت پچھتایا کہ میں نے وہ پوشاک کیوں نہ لی موجب برکت کا ہوتا۔

حکایت ۳۔ نقل ہے کہ ایک حق پرست ایک مرتبہ لونڈی خریدنے کو بازار گئے۔ دیکھا کہ ایک بد شکل چھوکری بہت ارزاں ہے اور کوئی اس کا خریدار نہیں۔ اس کے پاس گئے اور کہا کہ ہمارے پاس رہنے کو راضی ہو؟ اس نے ہنس دیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ خریدار نے جی میں کہا کہ یہ چھوکری کچھ باؤلی سی ہے۔ وہ بولی میں تو باؤلی نہیں ہوں مگر محبت الٰہی میں میرا جی باؤلا ہے۔ یہ حیرت میں تھے کہ یا الٰہی جی کی بات بتانا اسکو کس نے بتا دیا بولی سبحان اللہ آپ کے اس اچنبھے پر اچنبھا ہے کہ جی کی بات بتانے والا اور سکھانے والا سوائے راز دان حقیقی کہ کوئی اور بھی ہے جو متعجب ہوئے۔ پھر بہت خوش ہو کر اس کو خرید کے گھر لائے کہ یہ تو عجب نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی۔ پھر وہ بولی اے آقا کچھ قرآن مجید پڑھو کہ بلاشک کلام الٰہی مردہ دلوں کو زندہ دل کرتا ہے۔ اور دل کی سیاہی کو روشنائی سے بدل دیتا ہے اور روشن دلوں کو زیادہ جلا (چمک) دیتا ہے۔ پھر آقا نے بسم اللہ شروع کی۔ پس بسم اللہ کے پڑھتے ہی وہ چیخ مار کر ایسی بے حوش ہو گئی گویا مر گئی۔ جب کچھ افاقہ ہوا کہا اے آقا سبحان اللہ کیا پیارا نام ہے اللہ پیارے کا سنتے ہی جی جان ہاتھ سے جاتا ہے۔ اللہ اللہ لذت گفتار تو اس درجہ ہے کہ میرے جی کو جلا دیتی ہے۔ کیفیت دیدار واللہ اعلم کس درجہ ہوگی؟ اور کیا کیفیت دکھاتی ہوگی؟ اے خدا برائے خدا وہ دولت دیدار خوش گوار بھی عین عنایت سے عنایت کر۔

چوں ابر و مئے ولالہ و گل حسن فیض تست
(جب بادل شراب، لالہ اور گل تیرے حسن کا فیض ہے

اے ابر لطف بر من خاکی بیار ہم
تو اے مہربانی کے بادل مجھ خاکی پر بھی برس)

چوں کائنات جملہ بہ بوئے تو زندہ اند
اے آفتاب سایہ زمن بر مدار ہم

(جب ساری کائنات تیری ہی خوشبو سے زندہ ہے تو اے آفتاب مجھ پر سے بھی اپنا سایہ نہ ہٹا)

جب رات ہوئی تو آقا نے کہا اپنا بستر لا اور میرا بچھونا بچھا۔ بولی اے آقا راحت جنت میں ہے اور آرام باغ ارم میں۔ دنیا مقام مشقت اور محنت ہے نہ کہ جائے راحت و فرصت۔ موت سر پر کھڑی ہے۔ زندگی بھی گھڑی دو گھڑی ہے۔ یہاں قیام مسافرانہ ہے۔ گھڑی ساعت میں اس عالم اسباب سے اسباب اٹھانا ہے اور اٹھنے والے مکان سے جی پہلے اٹھاتے ہیں اور ساماں پیچھے۔ جو سویا سو کھویا۔ قبر میں نیند بھر تا قیامت سونا ہے۔ بیت

سُونے لگتے ہیں یہ نظروں میں محل سونے کے اب چلے آتے ہیں دن گور میں چل سونے کے

آقا نے کہا تھوڑا بہت سونا تو بہت ضروریات میں سے ہے۔ بولی اے آقا محل انصاف اور جائے غور ہے کہ جس کا مالک جاگے وہ کیوں کر پاؤں پھیلا کر سوئے۔ جو آقا ہر دم ناظر ہو اس کا غلام کیسے غیر حاضر ہو۔ طالب مولیٰ کہیں سوتے ہیں عمر عزیزہ کو خواب خرگوش میں مفت کھوتے ہیں۔ عشاق کو نیند حرام اور جاگنا حلال ہے۔ اگر چہ نیند کے غلبہ سے حلال ہو مگر خدا سے الگ اور جدا نہ ہوں۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں۔

راسخاں در تاب انوار خدا نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا

(راسخ یعنی پکے عقیدے والے لوگ اللہ کے انوار کی تابندگی (چمک) میں اس طرح ہیں کہ نہ ایک دوسرے میں پیوستہ یعنی حلول کئے ہوئے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے سے جدا ہیں)

ایک مرتبہ مجھکو بھی نیند نے بہت تنگ کیا۔ میں نے کہا ایسے جینے کو سلام ہے جو رات بھر سوئے اور دن بھر کھائے **(حکایت الصالحین باب ۱۵)**

(نوٹ:۔ یہ اعلیٰ ترین منزلوں کی باتیں ہیں پھر بھی بندہ کو چاہیئے کہ اپنے معبود کی عبادت اور اسکا ذکر راتوں کو جاگ کر کرے جہاں تک مقدور ہو۔ رافق)

حکایت ۴۔ نقل ہے کہ ایک روز بغداد کے نخاس بازار میں (جہاں غلام اور گھوڑے اور دوسرے جانور فروخت ہوتے ہیں) آگ لگی بہت سے لوگ اس آگ میں جلے۔ غلام روحی کے دو لڑکے جو بہت خوبصورت تھے اُنکے چاروں طرف ایسی آگ گھر گئی کہ اس سے انکا نکلنا دشوار تھا۔ نخاسی دور سے فریاد کرتا تھا کہ کوئی انکو آگ سے نکالے۔ ان غلاموں کا مالک کہتا تھا کہ جو کوئی ان غلاموں کو نکالے گا اسکو دو ہزار دینار مغربی دونگا۔ اس وقت کسی کی یہ طاقت اور جرات نہ تھی کہ اُس شعلہ انگیز آگ کے گرد جائے۔ ناگاہ شیخ ابوالحسن نوری نور اللہ مرقدہ اس جگہ پہنچے اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پاؤں اپنا اس دہکتی آگ میں رکھ کر ان دونوں کو صحیح و سالم باہر نکال لائے۔ مالک نے دو ہزار دینار حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا یہ دینار نہ لونگا مجھکو مال دنیا سے کچھ غرض اور مطلب نہیں کیونکہ میں مال دنیا کو نہ لینے کی وجہ سے اس منزلت کو پہنچا

(خزینۃ الاصفیا جلد دوم)

حاشیہ:۔ انکا نام احمد بن محمد یا دوسرے قول کے مطابق محمد بن محمد ہے۔ ابن البغشوری سے مشہور ہیں انکے والد بغشور سے ہیں جو ہرات اور مرو کے درمیان واقع ہے۔ انکا مولد و منشا بغداد ہے۔ امیرالقلوب کی حیثیت سے مشائخ میں امتیاز رکھتے تھے۔ اور قمرالصوفیہ بھی کہتے تھے۔ خرقہ ارادت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے رکھتے تھے اور شیخ احمد حواری کی صحبت سے بھی مشرف ہوئے اور جنید رحمتہ اللہ علیہ کے اقران میں تھے۔ طریقت میں مجتہد اور صاحب مذاہب تھے۔ طریقت نوریہ کے امام ہیں اور نوری اس لئے کہتے ہیں کہ جب تاریک رات میں بات کرتے تو دہن سے نور نکلتا اور تمام گھر روشن ہو جاتا وصال کی تاریخ سن ۲۹۵ ھجری ہے (خزینتہ الاصفیا)

حکایت ۵۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص میاں میر بالا پیر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوا اور اپنے بیمار لڑکے کی شفا پانے کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے ایک کوزہ پانی پر کچھ دم کر کے دیا کہ یہ پانی اس مریض کو جا کر پلائے۔ انشاء اللہ صحت ہو جائیگی۔ جب وہ پانی بیمار نے پیا فی الحال صحیح اور تندرست ہو گیا۔ اسی طرح کسی شخص نے اپنے گونگے لڑکے کو آپکے روبرو لایا اور کہا کہ یہ لڑکا میرا گونگا ہے کچھ بولتا نہیں ایسی توجہ اس کے حال پر فرمائیے کہ گویا ہو۔ آں حضرتؒ نے اس لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کہہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فی الحال اس لڑکے نے کہا بسم اللہ اور گویا ہو گیا (بولنے لگا) اور تھوڑے زمانے میں حافظ قرآن ہوا (خزینتہ الاصفیا جلد دوم)

حکایت ۶۔ نقل ہے کہ جب خواجہ ابو محمد رحمتہ اللہ علیہ (اولیائے کبار مشائخ نامدار اور مقتدائے روزگار ہیں۔ انکا لقب ناصح الدین اور مادر زاد ولی تھے۔ تاریخ ولادت سن ۳۳۱ ھجری اور وصال ۴۱۱ ھجری ہے) شب اول عاشورہ سن تین سو اکیس (ہجری) میں پیدا ہوئے۔ انکے والد نے اسی رات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے ابو احمدؒ اپنے لڑکے کو میرے نام کے ساتھ موسوم کر چنانچہ بنام محمدؒ موسوم ہوئے۔ جب وہ پیدا ہوئے ہنوز دایہ کے ہاتھ ہی میں تھے کہ سات بار کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان پر لایا اور عاشورے کے دس روز تک دن کو آپ نے دودھ نہ پیا اور روزہ دار رہے۔ جب آپ کی عمر دو برس چھ مہینے کی ہوئی تو کم کھاتے اور کم سوتے اور جب چار برس چھ ماہ کے ہوئے تو مکتب خانے میں لے گئے۔ تختی مشق کرنے کی انکے آگے رکھی۔ اس تختی پر غیب سے یہ کلمات لکھے گئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الرحمٰن علم القران رب یسر ولا تعسر رب زدنی علما۔ بس تھوڑی مدت میں آپ نے قرآن ختم کیا اور سات برس کی عمر میں نماز باجماعت ادا کرتے اور خلوت اختیار کرتے اور جو کچھ کسی کے حق میں فرماتے اس کے مطابق وقوع میں آتا۔ جب آپ کا سن شریف چوبیس برس کا ہوا تو آپ کے والد بزرگ نے اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمایا اور بجائے ان کے یہ جانشیں ہوئے۔ اکثر کنویں میں نماز معکوس پڑھا کرتے اور کبھی اپنا پہلوئے مبارک خواب کے واسطے زمین پر نہ رکھتے۔ بعد سات روز کے ایک خرما اور ایک جرعہ (جسم کی تینوں

حرکتوں سے یعنی زبر زیر پیش بمعنی ایک بار پینا ۔ اور جیم پر پیش سے چیز کی وہ مقدار جو ایک بار پی جائے ۔ غیاث اللغات) سے آپ افطار فرماتے ۔ ان کے علوم ظاہری و باطنی کے استاد حضرت خضر علیہ السلام تھے

(خزینتہ الاصفیا جلد اول)

حکایت ۷. ۔ صاحبِ اخبار الاخیار فرماتے ہیں کہ شیخ محمد مینا رحمۃ اللہ علیہ (دیار لکھنو کے صاحب ولایت ہیں تاریخ وصال ۸۷۰ ھجری) مادر زاد ولی تھے ۔ جب ان کی عمر پانچ برس کی ہوئی تو استاد کی خدمت میں لے گئے ۔ استاد نے کہا کہ کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ آپ نے بسم اللہ کہا ۔ پھر کہا کہ کہو الف جب الف کہا تو پھر استاد نے کہا کہ کہو ب تب آپ نے فرمایا کہ جب میں نے الف پڑھا تو ب کے پڑھنے کی حاجت میں نہیں رکھتا کیونکہ مجھکو صرف الف الٰہی کی کافی ہے اور الف کے ذکر میں حقائق کے چند معانی آپ نے بیان فرمائے

(خزینتہ الاصفیا جلد اول)

حکایت ۸. ۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک ہزار چار سو فقرا سنیاسی ہندو دائرہ شریف میراں سید بھیکہ رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ و جاں نشین راستین شاہ ابو لمعانی چشتی کے ہیں تاریخ ولادت ۱۰۴۶ ھجری اور تاریخ وصال ۱۱۳۱ ھجری ہے ۔ خزینۃ الاصفیا) میں مہمان آئے ۔ چونکہ آپکا لنگر تمام ہندو اور مسلمان و گبرو ترسا کے لئے جاری تھا ۔ کارپردازوں نے عرض کیا کہ دائرہ شریف میں سوائے ایک من آٹے کے اور نہیں ہے اور کئی سو من غلہ موجود ہے ۔ ایسی حالت میں آپ سے کیا ارشاد ہوتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ آٹے اور شکر وغیرہ کے برتنوں کو میرے سامنے لاؤ ۔ جب وہ برتن لائے گئے آپ نے اپنا دست مبارک ان برتنوں پر رکھا اور فرمایا کہ آپ فی کس فقیر کو دو دو سیر پختہ آٹا اور ایک پاؤ شکر اور ایک پاؤ روغن دو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر شروع کرو خدا برکت دیگا ۔ خادموں نے تقسیم شروع کی ۔ بہ برکت بسم اللہ کے ایک ہزار چار سو فقیروں کو برابر حصہ دیا لیکن ہنوز وہ اجناس ختم نہ ہوئے اور جتنا بھی تھا اسی قدر باقی رہا (خزینتہ الاصفیا جلد اول)

حکایت ۹. ۔ نقل ہے کہ خواجہ علاء الدین ابری رحمۃ اللہ علیہ (انکا نام محمد بن موقف اور مولد قصبہ ابر ہے جو قصبہ کوہستان کا دیہی علاقہ ہے ۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے احباب کبار اور اجل اصحاب میں سے تھے ۔ تاریخ وصال ۸۹۲ ھجری) نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوا اور اتنا ضعف مجھ پر غالب ہوا کہ میں نقش بستر ہو گیا تھا ۔ دوستان اور قرابتان (رشتہ دار) میری زیست سے ناامید ہوئے ایک روز دل میں تصور خواجہ سعید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری کا میں نے کیا اور مراقب ہوا ۔ جب حضوری حاصل ہوئی تو اپنے مرض کی شفا کے واسطے عرض کیا ۔ آپ نے فرمایا پڑھ بِسْمِ اللّٰهِ حَسْبِیَ اللّٰهُ رَبِّیَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ جب میں فارغ ہوا تو یہ کلمات مجھ کو یاد تھے میں نے ان کلمات پر مداومت کی اور علت مرض سے شفا پائی ۔ (خزینتہ الاصفیا جلد اول)

حکایت ۱۰ ۔ نقل ہے کہ ایک روز بوقت نصف شب ستر آدمی جاہل ایک مجلس میں موجود تھے ۔ اتفاقاً اس مجلس میں تذکرہ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی کرامت کا درمیان میں آیا ۔ پس ان جاہلوں نے کہا کہ ہم لوگ اسی وقت خواجہ عثمانؒ کے نزدیک جاتے ہیں اور انکو آزماتے ہیں ۔ اگر خاطر خواہ ہم سب کے سامنے ظاہر ہوگا تو ہم لوگ مرید ہو جائیں گے ۔ پس ہر شخص اپنے دل میں کھانے کی چیزوں میں سے ایک ایک چیز علحدہ علحدہ ایسی جو اس وقت آدھی رات کو نہ مل سکے ٹھہرا کر خدمت میں حاضر ہوئے ۔ خواجہ نے انکو دیکھا اور فرمایا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم (یعنی ۔ اور اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف) اور اپنے روبرو اُن سب کو بٹھایا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا ۔ فی الحال ایک خوان کھانا کہ جسمیں ستر قسم کا کھانا موجود تھا غیب سے حاضر ہوا ۔ پس ہر ایک شخص کو جدا جدا حسب خواہش کے انہوں نے تقسیم فرمایا ۔ ان ستر جاہلوں نے جب یہ کرامت آپکی دیکھی دل و جان سے معتقد ہو کر مرید ہوئے اور کمالات ظاہری اور باطنی کو پہنچے (خزینۃ الاصفیا جلد اول)

حکایت ۱۱ ۔ صاحب مناقب ادمیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ (شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خلفاء اور پرانے ساتھیوں میں سے ہیں تاریخ وصال ۱۰۸۶ ھجری خزینۃ الاصفیا) کے خاندان میں سے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کے مکان میں آج روغن نہیں ہے ۔ فرمایا کہ روغن کا برتن میرے آگے لا ۔ جب برتن آیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اسمیں نظر کیا فی الحال وہ برتن روغن سے بھر گیا اور ارشاد کیا کہ برابر اس سے روغن خرچ کیا کر لیکن کسی سے یہ امر ظاہر نہ کرنا ۔ پس خادم نے بموجب ارشاد کئی سال تک اس برتن سے روغن خرچ کیا اور کبھی کم نہ ہوا برتن ویسا ہی بھرا رہتا تھا ۔ آخر ایک لونڈی نے اس امر کا اظہار کسی ہمسایہ عورت کے نزدیک کیا پس وہ برکت جاتی رہی ۔ روغن کل خرچ ہو گیا ۔ (خزینۃ الاصفیا جلد اول)

حکایت ۱۲ ۔ نقل ہے کہ ایک شخص منافق تھا ۔ اسکی عورت جب کوئی کام کرتی تو بسم اللہ کہا کرتی اسکی اس عادت سے اس کا شوہر نہایت ناخوش اور رنجیدہ رہتا تھا ۔ ایک روز اسکے شوہر نے کہا کہ اب میں ضرور کوئی کام ایسا کرونگا جس سے یہ عورت نادم اور پریشان ہو کر اپنی اس عادت سے باز آئے ۔ یہ سوچ کر ایک تھیلی اس عورت نیک بخت کو لا کر دیا اور کہا کہ اس تھیلی کو تو بحفاظت اپنے پاس رکھ ۔ اسنے تھیلی کو ایک جائے محفوظ میں رکھ کر کسی چیز سے چھپا دیا ۔ اس مرد منافق نے جب اپنی عورت کو غافل پایا چپکے سے وہ تھیلی اور جو شئے کہ اسمیں تھی سب لا کر اپنے گھر کے کنویں کے اندر پھینک دیا ۔ اسکے بعد اس سے تھیلی طلب کیا اور کہا کہ تو میری تھیلی مجھ کو دے ۔ وہ بے چاری تھیلی لانے گئی اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ تم اس تھیلی کو کنویں سے نکال کر اسی جگہ لا کر رکھ دو ۔ جب یہ عورت اس مقام پر تھیلی لانے گئی حسب عادت

بسم اللہ کہہ کر اپنا ہاتھ رکھا تو تھیلی ویسی ہی اپنی جگہ پر موجود تھی اٹھائی اور اپنے شوہر کے حوالے کیا اس امر سے وہ مرد ناموافق شناس نہایت متعجب ہوا اور نادم و پشیمان ہو کر توبہ و استغفار کیا۔ (قلیوبی)

قطعہ تاریخ

مصرع تاریخ اب ایسا لکھوں　　ہو سن ہجری و فصلی مشتمل
یک بیک عالم یہی بولے ملک　　نسخہ لاثانی ہے مرغوب دل

۱۲۹۷ء　　۱۳۰۷ھ

نثر خاتمہ نسخۂ خیر الکلام مع مادۂ تاریخ رسالہ

ہذا از احقر العباد ضیاء الدین احمد متخلص بہ ضیاؔ

الحمد للہ والمنہ کہ آغاز کتاب انجام کو پہنچا۔ یہ نسخۂ نادرہ موسوم بہ خیر الکلام تمام ہوا۔ اس کا تاریخی نام رسالۂ اعظم قرار پایا۔ خوب ہے مرغوب ہے۔ دوائے دردمنداں۔ شفائے مریضاں۔ فرحت بخش دل مغموم ہے کیوں نہ ہو کہ فضائل تسمیہ اس میں مرقوم ہے۔ یہ رسالۂ معتبر کہ منبع فیض عام ہے خیر الکلام مفید انام ہے۔ تالیف اچھی ہے جناب مؤلف صاحب نے بسم اللہ کی تعریف کی ہے۔ داد فیض بخشی دی ہے۔ عربی سے ترجمہ کیا کس قدر آسانی ہوئی کہ دس کتاب سے ایک رسالہ بنایا۔ خیر الناس مع ینفع الناس۔ جو بات ہے اسناد و دلائل کے ساتھ ہے۔ اس مختصر میں جو جو نکات ہیں معتبر کتابوں کے حوالات ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لیوے۔ شک و شبہ کو اپنے دل سے دور کرے۔ اگر تحقیق مدنی کا مدعا ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ حضرت مولف صاحب کی حسن ذاتی و صفاتی و علوئے خاندانی اور فضل و کمال کے مفصل احوال سابق رسالوں میں مثل مجمع الاداب و آداب القرآن وغیرہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ مطبوع ہو کر مشہور ہو چکے ہیں۔ اب تکرار بیان کی ضرورت نہیں بار بار اظہار کی حاجت* نہیں　مصرع　　آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ست

خداوند کریم بہ برکت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہ اول آیت قرآنی و تاج فرقانی ہے۔ حضرت مولف صاحب و راقم و کاتب و ذاکرین و سامعین سبھوں کے حال پر رحمت کرے اور بہ طفیل اپنے حبیب و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں میں انکو توفیق نیک بخشے ۔ آمین ثم آمین

تاریخ

مولوی شاہ اشرف عالم　　دوستدار خدا فرشتہ شیم
کرد تالیف نسخۂ نادر　　یعنی خیر الکلام کرد رقم

فکر شد چوں ضیاپۓ تاریخ　گشت موزوں "رسالۂ اعظم"

تاریخ

(خواجہ محمد شاہ شہرت عظیم آبادی)

فکر جو تاریخ کی شہرت　ہوئی　کان میں ہاتف نے کہا اے فہیم
ہے یہی تاریخ کہ پڑھ "روز و شب"　"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

۵۲۱ + ۷۸۶ = ۱۳۰۷ھ

بوصف سال طبعش گفت شہرت　"نکات تاج قرآں پاک آواں"

۱۳۰۷ھ

طبع کا سال بھی تو اے شہرت　"جدولِ منتخب العالم" لکھ

۱۳۰۷ھ

عیسوی بھی سال یہ شہرت لکھو　"فرد جہاں نسخۂ خیرالکلام"

۱۸۹۰ء

تاریخ

(حکیم محمد یاور حسین بھرانواں)

بہ یاور چو فرمود بہر سنش　کہ ترقیم سازد بفور تمام
سرا ہتمامش بر آورد گفت　"رسیدہ بانجام خیرالکلام"

۱۳۰۷ھ

کہی یاور نے اسکی یہ تاریخ　ہے زہے شرح آیت قرآں

۱۳۰۷ھ

تاریخ

(حضرت مولانا شاہ عالم۔ برادر مؤلف)

مصرع تاریخ اب ایسا لکھوں　ہو سن ہجری و فصلی مشتمل
یک بیک عالم یہی بولے ملک　"نسخۂ لاثانی" ہے "مرغوب دل"

۱۳۰۷ھ　۱۲۹۷ھ

٧٨٦
٩٢

قطبِ زماں حضرتِ والاجناب مولوئ اشرفِ عالم علیم

۲

رسالہ ذریعۂ نجات

(سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ کے فضائل و برکات)

پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

ذریعہ نجات

(سورہ اخلاص کے فضائل و برکات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

امابعد اضعف العباد خادم الطلبہ محمد اشرف عالم شہبازی بھاگلپوری ابن حضرت مولانا محمد عابد عرف شاہ نوری قدس اللہ سرہ العزیز کا خدمت میں برادران مسلمین کے التماس یہ ہے کہ چونکہ سورہ اخلاص یعنی قل ھواللہ احد یہ ایک ایسی سورۃ ہے جسکے پڑھنے کے فضائل و ثواب کثیرہ احادیث صحیحہ میں وارد ہیں۔ اور بھی بہ اقوال بزرگان دین ثابت ہے کہ حصول حاجات و حل مشکلات کے لئے یہ سورہ خاصیت اکسیر کی رکھتی ہے۔ اور اس کا پڑھنا باعث حصول برکت اور سبب نجات آخرت ہے۔ اور جو شخص اس کے ساتھ محبت رکھے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ لہذا منجملہ فضائل و خواص اس سورہ کے تھوڑا سا کتب معتبرہ تفسیر و احادیث وغیرہ سے منتخب کر کے زبان اردو میں بہ امید نفع اپنے اور تمام مسلمانوں کے بعون اللہ و توفیقہ و بہ برکت روح پاک جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رسالۂ ہذا میں تحریر کیا اور نام اسکا "ذریعہ نجات" رکھا۔ اب امید ناظرین رسالۂ ہذا سے یہ ہے کہ اگر اسمیں کسی جگہ کوئی عیب اور غلطی پاویں تو اسکی اصلاح میں کوشش فرمادیں۔ اور اس رسالے کو اوپر تین فصلوں کے مرتب کیا (اصل تحریر مصنف)

نوٹ :۔ آگے کی تحریر مترجم کی ہے جو اصل تحریر کا سلیس اردو میں ترجمہ ہے۔

پہلی فصل سورہ اخلاص کے شان نزول اور اسکے معنیٰ اور فضیلتوں کے بیان میں

تفسیر فتح العزیز میں لکھاہے کہ یہ سورہ مکی ہے۔ اسمیں چار آیتیں اور پندرہ کلمے اور سینتالیس حروف ہیں۔ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ کافروں کے سرداروں کی ایک جماعت نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر سوال کیا کہ تم ہمارے خداؤں کو برا کہتے ہو اور ان کی عاجزی و ناتوانی بیان کرتے ہو بھلا کہو تو تمہارا خدا کیا صفت رکھتاہے اور کس چیز سے پیدا ہے؟ اور اس سے کیا چیز پیدا ہوئی؟ اصل اور فرع اسکی کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام یہ سورۃ لائے۔ بعضے روایتوں میں یوں بھی آیاہے کہ کافروں کے سوال میں یہ بھی تھاکہ کیا چیز ہے اور کیا کھاتاہے اور کیا پیتاہے اور اسکی خدائی کس سے میراث میں ملی ہے اور اسکی میراث کون لیگا اور مشیر اور معاون اسکا کارخانۂ خدائی میں کون ہے؟

اس سورہ کا نام سورۂ اخلاص اس واسطے ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کو حق کی معرفت کے واسطے اور اس کی ذات اور صفات کے دریافت کے لئے خالص کرتی ہے۔ سورہ اخلاص یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

• قل ھو اللہ احد • اللہ الصمد • لم یلد • ولم یولد • ولم یکن لہ کفوا احد •

ترجمہ:۔ فرمائیے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جواب میں ان لوگوں کے جو آپؐ سے خدا کی صفت پوچھتے ہیں۔ کہ وہ خدا یگانہ ہے اپنی ذات اور صفات میں۔ اسکا کوئی شریک نہیں نہ خدا کی ذات کی سی کسی کی ذات ہے۔ نہ اسکی صفت کی سی کسی کی صفت ہے۔ وہ بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں اسکے سب محتاج ہیں۔ وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اور ہمیشہ اپنی ذات سے قائم ہے اسکو کبھی فنا اور زوال نہیں۔ نہ جنا اس نے کسی کو جیسا کہ یہود اپنی نادانی سے کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور نصارا کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور نہ وہ جنا گیا کسی سے۔ وہ پاک پروردگار کسی کا بیٹا نہیں۔ کسی نے اس کو جنا نہیں۔ وہ سب عیب و نقصان سے پاک ہے وہ سب کا خالق ہے اور سب اس کے مخلوق اور بندے ہیں۔ اسکا کوئی کفو اور برابر نہیں وہ بے ہمتا اور بے مانند ہے

تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ یہ رد ہے ان مشرکین عرب کا جو اہرمن اور بتوں کو خدا کا کفو کہتے ہیں۔ اب جاننا چاہیئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ قل ہو اللہ کو تہائی قرآن فرمایا ہے۔ یعنی اس کے ایک مرتبہ پڑھنے سے تہائی تلاوت قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ جیسا کہ **حصن حصین** میں مروی ہے۔

والذی نفسی بیدہ انھا لتعدل ثلث القران

یعنی ـ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے تحقیق قل ہو اللہ البتہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ نقل کی یہ ابوداؤد و نسائی نے۔

روایت ہے کہ ابی درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایعجز احدکم ان یقرأ فی لیلۃ ثلث القران قالوا کیف یقرأ ثلث القران قال قل ھو اللہ احد یعدل ثلث القران رواہ مسلم و رواہ البخاری عن سعید

یعنی کیا ہر کوئی تم میں سے عاجز ہے اس سے کہ تہائی قرآن پاک ایک رات میں پڑھے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیونکر پڑھے تہائی قرآن یعنی تہائی قرآن ہر رات کو پڑھنا کس سے ہو سکے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قل ہو اللہ احد ثواب اور فضلیت میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔ نقل کی یہ حدیث مسلم نے اور نقل کی بخاری نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقرأ قل ھو اللہ احد فقال وجبت قلت وما وجبت قال الجنتہ رواہ مالک والترمذی والنسائی

یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص کو کہ

قل ہواللہ احد پڑھتا ہے پس آپ نے فرمایا واجب ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا جنت۔ نقل کی یہ حدیث مالک اور ترمذی اور نسائی نے وعن انس قال ان رجلا قال یارسول اللّٰہ انی احب ھذہ السورۃ قل ھواللّٰہ احد قال ان حبک ایاھاادخلک الجنۃ رواہ الترمیزی و روی البخاری معناہ یعنی روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ایک شخص نے کہ یارسول اللہ تحقیق میں دوست رکھتا ہوں اس سورہ قل ہواللہ احد کو۔ آپؐ نے فرمایا تحقیق تیرا اسکو دوست رکھنا تجھکو جنت میں داخل کریگا۔ نقل کی یہ حدیث ترمذی نے اور نقل کیا معنیٰ اسکے بخاری نے۔ عن عایشہؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعث رجلا علی سریۃ و کان یقرألا صحابہ فی صلاتھم فیختم بقل ھو اللّٰہ احد فلما رجعو اذکر و اذالک للنبی صلعم فقال سلوہ لای شیء یصنع ذلک فسالوہ فقال لانھا صفۃ الرحمن و انا احب ان اقراءھا فقال النبی صلعم اخبروہ ان اللّٰہ یحبہ متفق علیہ۔

یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک لشکر پر امیر کر کے بھیجا اور وہ نماز میں اپنے رفیقوں کی امامت کرتا تھا اور قل ہواللہ کے ساتھ ختم کرتا۔ پس جب لوگ لوٹے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ کس سبب یہ کام کرتا ہے پس اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اسمیں رحمٰن کی صفت ہے اور میں اسکے پڑھنے کو دوست رکھتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو خبر دو کہ تحقیق اللہ اسکو دوست رکھتا ہے۔ یعنی اس سورہ کو دوست رکھنے کا سبب اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔ نقل کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے۔

ف۔ قل ہو اللّٰہ کے ساتھ ختم کرتا یعنی اس کی عادت تھی کہ فاتحہ کے بعد قل ہو اللّٰہ احد پڑھتا تھا۔ کذا قال الطیبی (ایسا ہی کہا ہے طیبی نے) اور ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں فاتحہ اور سورہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھا کرتا تھا اور صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد فاتحہ قل ہو اللّٰہ احد پڑھتا تھا اس کے بعد سورہ پڑھتا تھا۔ ایسا ہی لکھا ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے **شرح مشکوٰۃ** میں۔

عن سعید بن مصیب مرسلا عن النبی صلعم قال من قراء قل ھو اللّٰہ احد عشر مرات بنی لہ بھا قصر فی الجنۃ و من قراء عشرین مرۃ بنی لہ بھا قصران فی الجنۃ و من قراھا ثلثین مرۃ بنی بھا ثلثۃ قصور فی الجنۃ فقال عمر بن الخطاب و اللّٰہ یارسول اللّٰہ اذالنکثرن قصورنا فقال رسول اللّٰہ صلعم اللّٰہ اوسع من ذالک رواہ الدارمی

مروی ہے سعید بن مصیب رضی اللہ عنہ سے بہ طریق ارسال کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا۔ جس نے قل ہواللہ احد دس مرتبہ پڑھا اس کے واسطے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا۔ اور جس نے بیس مرتبہ پڑھا اسکے واسطے دو محل جنت میں بنایا جائے گا اور جس نے تیس مرتبہ پڑھا اسکے لئے تین محل جنت میں بنایا جائے گا۔ پس

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے خدا کی یا رسول اللہؐ اب ہم بہت محل اپنے لئے جنت میں بنائیں گے ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بہت اوسع ہے اس سے یعنی قدرت ، رحمت اور فضل اس کا بہت وسیع ہے پس تعجب نہ کرو ۔ اور اسکی قدرت سے اسکو بعید نہ جانو ۔ نقل کی یہ حدیث داری نے

روایت ہے القیع بن عبدالکلائی رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای سورۃ من القران اعظم کون سی سورہ قرآن کی بزرگ تر ہے ۔ فرمایا قل ھو اللہ احد ۔ (**مشکوٰۃ المصابیح**)

ترجمہ **مجربات دیربی** میں لکھا ہے کہ جو کوئی قل ہو اللہ احد یازدہ (گیارہ) بار پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ اسکے لئے جنت میں ایک مکان بنواتا ۔ اور جو کوئی قل ہو اللہ احد اکیس بار پڑھیگا حق تعالیٰ اس کے لئے باغ جنت میں ایک قصر تیار کرائیگا اور جو شخص سورہ قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھیگا حق تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دے گا ۔ اور جو کوئی قل ہو اللہ احد ایک سو مرتبہ پڑھیگا چاہے نماز میں چاہے غیر نماز میں تو حق تعالیٰ اسکے لئے برأت و آزادی لکھ دے گا جہنم سے اور جو کوئی قل ہو اللہ احد دو سو مرتبہ تلاوت کریگا حق تعالیٰ اسکے گناہ صد سالہ بخش دے گا ۔ ایک شخص صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے اپنی ہر رکعت نماز میں سورہ اخلاص کا اکثار (کثرت) کیا کرتے تھے یعنی اسکو بہت کثرت سے ہر رکعت میں پڑھا کرتے تھے ۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب میں عرض کی کہ میں اس سورہ سے بہت محبت رکھتا ہوں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری محبت اس سے تجھ کو جنت میں داخل کریگی ۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرے میں ذکر کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ قل ہو اللہ احد اپنے مرض میں پڑھے اور وہ اسی مرض میں مریگا تو فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا اور ضغطہ یعنی فشار قبر سے امن پائیگا ۔ اور ملائکہ اسکو اپنے بازو پر اٹھاکر صراط پر سے گزار کر جنت میں پہنچادیں گے ۔ بعض علما نے کہا کہ جو شخص سورہ قل ہو اللہ احد کی تلاوت پر مواظبت (ہمیشگی) کریگا تو جمیع خیر کو پہنچے گا اور تمام شرافت و کرامات دنیا و آخرت کی اسکے حق میں کافی ہوگی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اور جو کوئی شخص اس سورہ کو ایک ہزار ایک بار مغرب اور عشا کے درمیان تلاوت کریگا بعد ازاں حق تعالیٰ سے اپنا مطلب سوال کرے تو وہ اسکو حاصل ہوگا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ **حصن حصین** میں حدیث مروی ہے

من اراد ان ینام علی فراشہ فنام علی یمینہ ثم قرأ مائۃ مرۃ قل ھو اللہ احد اذا کان یوم القیامۃ یقول الرب یاعبدی ادخل علی یمینک الجنۃ

یعنی جو کوئی اپنے بچھونے پر سونے کا ارادہ کرے پس لیٹے اپنی داہنی کروٹ پر اور سو بار قل ہو اللہ احد پڑھے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو پروردگار فرمائیگا اے میرے بندے اپنی داہنی طرف سے بہشت میں داخل ہو نقل کی یہ ترمذی نے ۔ اور لکھا ہے جو کوئی ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھیگا قید سے رہائی پائے ۔

ہر کہ خواند ہزار بار اخلاص　　شود از فضل حق ز بند خلاص

(جو کوئی ہزار بار اخلاص پڑھتا ہے　　اللہ کے فضل سے قید سے رہائی پاتا ہے)

وانکہ ایں سورہ ورد خود ساز　　شود از بندگان خاص الخاص

(اور وہ جو کہ اس سورہ کو اپنا ورد بناتا ہے　　وہ خاص الخاص بندوں میں سے ہو جاتا ہے)

(ایسا ہی لکھا ہے **خواص سورہ** میں)

ابو محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو کوئی مقابر میں قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھکر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اسکو بعد دمردگان (مردوں کی تعداد کے مطابق) ثواب ملے گا **(تذکرۃ الموتیٰ و القبور)**

مجموعہ خانی میں نقل کیا **فتاوی حجتہ** سے کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے جو کوئی بعد نماز فریضہ کے ایک بار قل ہو اللہ احد پڑھے وہ میرا یار ہوگا بہشت میں۔ اور اسی کتاب میں نقل کیا ریاحین سے کہ روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو کوئی ماہ رجب میں ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھے تو پچاس برس کے گناہوں کو اسکے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ سلطان المشائخ یعنی حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ نے فرمایا کہ درویش کو چاہیے کہ ہر شب ماہ رجب کو ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے تاکہ حق تعالیٰ اسکو مع انکے تمامی اقربا اور احبا کے مغفور کرادے **(مطلوب الطالبین)**

اور جس نے اس کو پڑھا اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت تو اس سے فقر دور ہوتا ہے۔ ایسا ہی مذکور ہے **مظاہر الحق** میں ــــ

دوسری فصل دیگر قرآنی سورتوں کے شامل سورہ اخلاص کی قرأت کے بیان میں

حصن حصین میں مروی ہے اذا وضعت جنبک علی الفراش و قرأت فاتحۃ الکتاب و قل ھو اللہ احد فقد امنت من کل شیء الا الموت

یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تو اپنا پہلو بچھونے پر رکھے اور سورہ فاتحہ اور اخلاص پڑھے پس تحقیق تو ہر بلا سے امن میں ہوا سوائے موت کے۔ نقل کی یہ بزار نے اور صبح و شام تین تین مرتبہ سورہ اخلاص اور معوذتین کا پڑھنا ہر بلا و آفت کو دور کرتا ہے۔

عن عبداللہ بن خبیب قال خرجنا فی لیلۃ مطر و ظلمۃ شدیدۃ نطلب رسول اللہ صلعم فادر کناہ فقال قل قلت ما اقول قال قل ھو اللہ احد و المعوذتین حین تصبح و حین تمسی ثلث مرات تکفیک من کل

شیء رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی

روایت ہے عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ ہم ایک رات پانی اور سخت تاریکی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکلے۔ پس ہم نے آپ کو پایا تو آپ نے فرمایا کہ کہو میں نے عرض کیا کہ کیا کہوں فرمایا قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس صبح اور شام تین بار تجھکو ہر شے سے کفایت کریں گے یعنی ہر آفت اور بلا کے دفع کے لئے کافی ہے۔ نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے

عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذااوی الی فراشہ کل لیلة جمع کفیہ ثم نفث فیھما فقرأفیھماقل ھو اللہ احد و قل اعوذبرب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بھما ما استطاع من جسدہ یبدأبھما علی راسہ ووجھہ وما اقبل من جسد۔ یفصل ذلک ثلث مرات متفق علیہ

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب کو جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاتے پھر دونوں ہاتھوں کو دم کرتے اور ان میں قل ھو اللہ احد اور قل اعوذبرب الفلق اور قل اعوذبرب الناس پڑھتے اور جہاں تک ہوسکتا اپنے ہاتھوں کو بدن پر رکھتے اور سر سے شروع کرتے اور منہ پر اور آگے کے تمام بدن پر پھرتے اور تین مرتبہ ایسا کرتے ــ بخاری اور مسلم نے یہ حدیث نقل کی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے تو اللہ اس کو دوسرے جمعہ تک برائی سے پناہ میں رکھتا ہے **(مظاہر الحق)**

ترجمہ کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو تو الحمد للہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے۔ اس واسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان سورتوں کا پڑھنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک پناہ دیگا۔ اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ بِفَضْلِکَ عَنْ مَّنْ سِوَاکَ (اے اللہ (میرے) اے بے نیاز ــ اے بڑائی کئے گئے ــ اے پیدا کرنے والے ــ اے پھیرنے والے ــ اے رحم کرنے والے ــ اے دوست رکھنے والے بے پرواکردے مجھکو اپنے حلال کی بدولت اپنے حرام اور اپنے کرم کی طفیل اپنے ماسوا سے)

بزرگوں نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرے تو جہاں سے اسکے خیال میں بھی نہ ہو وہاں سے اسکی روزی اور اسکا رزق پہنچے گا اور خلق سے بے پرواہ ہو جائیگا۔ ایسا مذکور ہے فتاویٰ برہنہ اور بزرگان دین کی دیگر کتب اوراد میں۔ لیکن ان کتابوں میں اس دعا کو اسطرح لکھا ہے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ بِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اس دعا کو ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ پڑھے۔

مجموعہ خانی میں ہے کہ جو شخص ماہ رجب میں ہر شب سونے کے وقت سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک بار پڑھے گا تو خدائے تعالیٰ عذاب گور اور سختی روز قیامت کو اس سے اٹھالیگا۔

روایت ہے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ پس حضرت نے فرمایا کہ دعا مانگی اسنے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے ساتھ ایسا اسم اعظم کہ جب اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگا جاتا ہے تو دیتا ہے اور جب اسکے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو قبول کرتا ہے۔

(ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی)

مشکوٰۃ المصابیح اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کسی کو وسوسہ آئے تو اسکو چاہئے کہ یہ کہا کرے اٰمنتُ باللّٰہ و رُسُلہ۔ اور بعضے روایت میں آیا ہے کہ کہے اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ **(طب نبوی)**

بعض خواص سورہ اخلاص سے برائے قضائے حاجات ہے ۔ چنانچہ بعض علما نے کہا ہے کہ اس سورہ کو ہزار بار تلاوت کرے اور بعد ازاں یہ دعا پڑھے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا فَرْدُ یَا صَمَدُ مَنْ لَّمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا یَا مَنْ لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ اَسْمَائِکَ الْعِظَامِ وَاَنْبِیَائِکَ الْکِرَامِ اَنْ تُسَخِّرَلِیْ خُدَّامَ هٰذِهِ السُّوْرَةِ الْعَظِیْمَةِ عَبْدَکَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَ عَبْدَکَ عَبْدَ الصَّمَدِ وَ عَبْدَکَ عَبْدَ الْوَاحِدِ یَکُوْنُوْنَ لِیْ عَوْنًا عَلٰی قَضَاءِ حَوَائِجِیْ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلسَّاعَةَ اَلسَّاعَةَ بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکُمْ وَ عَلَیْکُمْ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمْ۔

اے میرے خداوند میں تجھ سے سائل ہوں یا واحد ایک اکیلا۔ یا احد تنہا۔ یا فرد یکتا۔ یا صمد بے نیاز۔ تو ایسا ہے کہ نہ کسی کو نسواں سے زوجیت میں لیا نہ انسان سے کسی کو ولدیت میں اختیار کیا۔ اے وہ خداوند کہ نہ وہ کسی کا ولد ہے نہ کوئی اس کا مولود ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بوسیلہ تیرے اسمائے معظم کے اور تیرے انبیائے کرام کے۔ سوال یہ ہے کہ تو میرے بس میں کر دے اس سورہ عظیمہ کے خادمان اور موکلان کو جو تیرے بندے پرستندگان (پوجنے والے) موکلان اسم رحمن کے ہیں اور وہ بندے جو پرستندگان اسم صمد کے ہیں اور وہ بندے تیرے جو پرستاران اسم واحد کے ہیں۔ سو وہ سب میرے معاون و مددگار ہوں میری حاجات روائی میں بہت جلد بہت جلد اور فوراً فوراً اور ابھی اسی وقت۔ حق تعالیٰ تمہارے حق

میں اور تمہارے اوپر برکت نازل کرے اور حق تعالیٰ درود و سلام بھیجے ہمارے سید محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل اہلبیت اور اصحاب پر۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رب العزت کو خواب میں ننانوے مرتبہ دیکھا سو میں نے دل میں کہا کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو ابکی مرتبہ پھر دیکھوں کہ سیکڑہ پورا ہو تو میں اس سے سوال کروں کہ بروز قیامت خلائق اسکے عذاب سے کس چیز سے نجات پائیں گے؟ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ آخر میں اس کو پوری سو کے مرتبہ میں جو دیکھا تو میں نے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار بر تر ہے تری پناہ دہی اور بزرگ ہے ستائش تیری اور مقدس ہیں نام تیرے تو کس بات کے سبب اپنے بندوں کو بروز قیامت اپنے عذاب سے نجات دیگا۔ تب حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی صبح و شام ان کلمات کو کہا کرے گا وہ میرے عذاب سے نجات میں رہے گا۔ سُبْحَانَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَاءِ بِغَیْرِ عَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلَی الْمَاءِ فَجَمَدَ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاھُمْ عَدَدًا سُبْحَانَ مَنْ قَسَّمَ الْاَرْزَاقَ وَلَمْ یَنْسَ (لَمْ یَنْسَ) اَحَدًا سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

(سزاوار تسبیح ہے وہ جو ابدی و سرمدی ہے۔ سزاوار تسبیح ہے وہ جو تنہا و یکتا ہے۔ سزاوار تسبیح ہے وہ جو فرد اور بے نیاز ہے۔ سزاوار تسبیح ہے جو آسمان کو بغیر ستون کے بلند کرنے والا ہے۔ سزاوار تسبیح ہے وہ خداوند جسنے بسیط و گسترده کیا ہے زمین کو پانی پر کہ پھر وہ برروئے آب سنجیدہ ہوگئی یعنی جم گئی۔ سزاوار تسبیح ہے وہ خداوند جس نے خلق کیا خلق کو پھر ان کو شمار کیا یعنی جانتا ہے انکے شمار کو۔ سزاوار تسبیح ہے وہ خداوند جس نے تقسیم کیا اور کرتا ہے رزق کو اور کسی کو محروم نہیں رکھتا۔ سزاوار تسبیح ہے وہ خداوند جسنے اپنے لئے زن و فرزند اختیار نہیں کیا۔ سزاوار تسبیح ہے وہ خداوند جو نہ کسی کا والد ہے نہ کسی کا مولود ہے اور نہ کوئی اسکا ہمتا اور ہمسر ہے)۔ چنانچہ اس ذکر کو صاحب **مجمع الاحباب** نے کتاب کہ ترجمہ کے آخر میں بعض کتب سے نقل کیا ہے۔ ایسا ہی مذکور ہے ترجمہ **مجربات دیربی** میں۔

تیسری فصل نماز میں سورہ اخلاص کے پڑھنے اور اسکے فضائل کے بیان میں

اے بھائی مسلمانو! جانو اور آگاہ ہو کہ جس طرح سورہ اخلاص کے پڑھنے کی فضیلت اور عظمت خارج نماز میں احادیث سے ثابت ہے ویسا ہی نماز کے اندر بھی اسکا پڑھنا آیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض وقت کی نمازوں میں اس سورہ کو بہ کثرت پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ نماز وتر کی تیسری رکعت میں اور فجر و رمغرب کی سنت میں۔ چونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح

اسم ربک الاعلے اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔

اس واسطے علمائے حنفیہ نے لکھاہے کہ مستحب ہے نماز وترکی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی دوسری میں قل یاایھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے۔

وعن ابی ھریرہ قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قرأفی رکعتی الفجر قل یا ایھا الکافرون و قل ھو اللہ احد رواہ مسلم

یعنی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فجرکی سنت کی دو رکعتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (روایت کی یہ مسلم نے)

(رکعتیں فجر سے مراد دو رکعت سنت فجر ہے اسلئے کہ جب رکعتیں فجر یا رکعتیں مغرب کہیں تو اس سے مراد اسکی سنت ہے اور فرض کو صلوٰۃ فجر اور صلوٰۃ مغرب کہتے ہیں۔ کذا فی شرح الشیخ (شرح میں شیخ کی ایسا ہی ہے))

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر میں قل یا ایھاالکافرون اور قل ھو اللہ احد بہت پڑھا کرتے تھے اسلئے فقہا نے سنت فجر میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا مسنون لکھاہے۔ جیساکہ عالمگیری میں ہے السنۃ لرکعتی الفجر ان یقرأفی الاولی الکافرون و فی الثانیۃ الاخلاص ٭ وعن عبداللّٰہ ابن مسعود قال مااحصی ماسمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرأفی الرکعتین بعد المغرب وفی الرکعتین قبل صلوۃ الفجر بقل یاایھاالکافرون وقل ھو اللّٰہ احد رواہ الترمذی

یعنی روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہاکہ میں شمار نہیں کر سکتاہوں کہ کس قدر میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ بعد مغرب دو رکعتوں میں اور قبل فجر کی دو رکعتوں میں قل یا ایھاالکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (نقل کی یہ ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ (ایسا ہی ہے مشکوٰۃ میں)

ف۔ یعنی بعد مغرب اور قبل فجر کی دو رکعت سنتوں میں اتنی کثرت سے آپؐ ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے کہ کثرت کی وجہ سے اسکا شمار ہم نہیں کر سکتے۔ اور علی ہذالقیاس سوائے اس کے اور نمازوں میں بھی سورہ اخلاص پڑھنا آپؐ کا احادیث صحیح سے ثابت ہواہے اور بہت سی نفل نمازوں کا سورہ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھنا اولیائے کرامؒ کے معمولات میں سے ہیں جنکے فضائل و فوائد کثیرہ مشائخین اور فقہا کی تصانیف میں مسطور ہیں۔ چنانچہ منجملہ انکے چند نمازیں مسلمانوں کے دینی و دنیاوی مطالب کے حصول کے واسطے اس فصل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

نماز نوافل کاذکر

(یہ عنوان اور دیگر عنوانات مترجم نے قائم کیۓ ہیں)

(۱) صلوٰۃ حاجت

مجربات دیربی میں ہے کہ منقول ہے محمد بن درستویہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کی کتاب میں اُنکا لکھا ہوا دیکھا ہے مثل صلوٰۃ مذکورہ بالا کے صلوٰۃ حاجت ہے ہزار حاجت کے واسطے۔ اس کو خضر علیہ السلام نے بعض بندگان خدا کو تعلیم کیا تھا کہ دو رکعت نماز اس طرح پڑھیں کہ رکعت اول میں سورہ فاتحہ ایک بار قل یاایھا الکافرون دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قل ہو اللہ احد دس مرتبہ۔ اور بعد سلام کے سجدہ کرے اور سجدے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود و سلام بھیجے اور دس مرتبہ یہ کلمات کہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور دس مرتبہ یہ آیت تلاوت کرے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

بعد ازاں اپنی حاجت کا سوال کرے کہ وہ بر آئیگی باذن اللہ تعالےٰ۔

شیخ ابو القاسم الحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو فلاں عابد (یعنی محمد بن درستویہ رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس بھیجا کہ یہ نماز مجھے بتا دیں۔ جنانچہ انہوں نے سکھلا دیا۔ تو میں نے اسکو پڑھا اور حق تعالیٰ سے سوال حکمت کا کیا۔ تو حق تعالیٰ نے مجھکو حکمت عطا فرمائی اور میری ہزار حاجت روا کی۔ اور پھر حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو شخص کہ ارادہ اس نماز کے پڑھنے کا کرے تو چاہیئے کہ شب جمعہ غسل کرے اور پاکیزہ لباس پہنے اور صبح کے وقت اس نماز کو ادا کرے اور جس حاجت کی بر آمد چاہتا ہو اسکی نیت کرے تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ بر آمد ہوگی

(۲) حفظ ایمان کے لئے

صاحب **بستان العارفین** نے اپنی سند سے لکھا ہے اور اسکی سند عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تک پہنچائی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ ایسی چیز مجھے تعلیم کیجئے جسکے سبب حق تعالیٰ مجھ پر حفظ ایمان کرے۔ یہاں تک کے میں اپنے پرور دگار سے ملاقات کروں۔ یعنی ایمان میرا موت تک سلامت رہے۔ جنانچہ فرمایا کہ ہر شب بعد نماز مغرب اور دوسری روایت کی بنا پر بعد سنت مغرب کلام کرنے کے قبل دو رکعت نماز اس طریقے سے پڑھا کرے کہ ایک رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار سورہ القدر ایک بار اور سورہ اخلاص چھ مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق ایک بار قل اور اعوذ برب الناس ایک بار۔ دونوں رکعتوں کے بعد سلام بجالائے کہ حق تعالیٰ تیرا ایمان سلامت رکھیگا یہاں تک کہ قیامت میں تو اسکو پورا پائیگا۔

(۳) زشت خاتمہ اور زبونی عاقبت سے امن و امان کے لئے

(خاتمہ کی خرابی اور عاقبت کی بربادی سے امن و امان کیلئے)

حیات الحیوان الکبریٰ سے نقل ہے کہ خبر میں وارد ہوا کہ جو کوئی شب میں سنت مغرب کے بعد دو رکعت نماز اس طریقے سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور بعد سلام کے دس مرتبہ درود و سلام نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بھیجے اور تین مرتبہ یہ کلمات کہے اَللّٰھُمَّ اَسْتَوْدِعُکَ دِیْنِیْ فَاحْفَظْہُ عَلَیَّ فِیْ حَیَاتِیْ وَ عِنْدَ مَمَاتِیْ وَ بَعْدَ وَفَاتِیْ (ترجمہ:۔ یا اللہ میں تیرے سپرد کرتا ہوں اپنے دین کو تو مجھ پر اسکی حفاظت کر میری زندگی میں اور میری موت کے وقت اور میری موت کے بعد)

چنانچہ وہ شخص اس نماز اور دعا کی برکت سے زشت خاتمہ اور زبونی عاقبت سے امن و امان میں رہیگا

(۴) قبر کو روشن کرنے کے لئے

مجموعہ خانی میں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ جو کوئی مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار پڑھے اور بعد سلام کے کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ سِرَاجًا لِقَبْرِیْ وَ لِقُبُوْرِ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔
(یعنی اے اللہ (میرے) تو اس نماز کو میری قبر کے واسطے اور تمامی مسلمان کی قبور کے واسطے چراغ گردان) تو اللہ تعالیٰ اسکے گور کو قیامت کے روز تک پر نور اور روشن کرے گا۔

(۵) جان کندنی (جان نکلنے) کی آسانی کے لئے

جو شخص مغرب اور عشا کے بیچ دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے تو خدائے تعالیٰ جان کندنی کو اسکے اوپر آسان کر دیگا۔

(۶) حفظ دین و ایمان کے لئے

مطلوب الطالبین میں لکھا ہے کہ درویش کو چاہئے کہ نماز مغرب سے فراغت کے بعد دو رکعت نماز دین و ایمان کی حفاظت کے لئے ادا کرے اور جانے کہ یہ طریقہ مشائخ چشت رضوان اللہ علیہم کا ہے۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص سات بار اور قل اعوذ برب الفلق ایک بار اور دوسری میں بعد فاتحہ اخلاص سات بار اور قل اعوذ برب الناس ایک بار پڑھے بعد سلام سر بسجدہ ہو کر تین مرتبہ کہے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اس نماز کو بلا ناغہ پڑھے تو بیشک اسکا ایمان سلامت رہے گا کہ یہ مجرب ہے

(۷) حاجت روائی کے لئے :-

اسی کتاب میں ہے کہ درویش کو چاہیئے کہ شب عاشورہ کو چار رکعت نماز ایک سلام کے ساتھ ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیتۃ الکرسی تین بار اور اخلاص دس بار اور بعد سلام سورہ اخلاص سو بار پڑھے پس جو چیز اللہ تعالیٰ سے چاہے گا پائے گا اور حاجت اسکی روا ہوگی۔

(۸) گناہوں سے آزادی کے لئے :-

شب عاشورہ کو سو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین مرتبہ جب نماز سے فارغ ہو ستر مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔ گناہوں سے اس کی آزادی ہوگی۔

(۹) حاجت پوری ہونے کے لئے

خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درویش کو چاہیئے کہ بروز عاشورہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو تو چھ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ ادا کرے۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور والشمس۔ انا انزلنا۔ اذازلزت الارض اور اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے۔ ہر سلام سے فراغت کے بعد سر بسجدہ ہوکر سات مرتبہ قل یاایھا الکافرون پڑھے۔ پس جو حاجت طلب کرے گا وہ روا ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ بروز عاشورہ چھ رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ والشمس۔ دوسری میں انا انزلنا۔ تیسری میں اذا زلزلت الارض۔ چوتھی میں اخلاص۔ پانچویں میں فلق اور چھٹی میں والناس پڑھے جب نماز سے فارغ ہو سر بسجدہ ہوکر سات بار سورہ کافرون پڑھے اور اپنی حاجت چاہے۔

(۱۰) درازئ عمر اور فراخی رزق کے لئے

سلطان المشائخ رح نے فرمایا کہ درویش کو چاہیئے کہ ستائسویں رجب کی شب کو بارہ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ ادا کرے تاکہ درازی عمر اور فراخی رزق حاصل ہو۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیتۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص تین مرتبہ۔ بعد نماز دونوں ہاتھ اٹھاکر تین مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے۔ حق تعالیٰ سب حاجت کو اسکی برلائے گا۔

(۱۱) سعادت ابدی اور مغفرت کے لئے

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی شب برات یعنی شعبان کی پندرھوین شب کو سو رکعت نماز پچاس سلام کے ساتھ ادا کرے تو اسکو ابدی سعادت حاصل ہوگی اور اسکی مغفرت ہوگی۔ ہر

رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس مرتبہ پڑھے۔ **مطلوب الطالبین** اور ایسا ہی لکھا ہے **غنیتہ الطالبین** دیگر کتب اوراد میں)

اور ایک روایت میں ہے کہ اسی رات کو بعد نماز عشا دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیتہ الکرسی ایک ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے۔

(۱۲) اپنے اور ماں باپ کے گناہوں کی بخشائش کے لئے

جو شخص شب ستائیسوی رمضان کو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور اخلاص سات بار پڑھے خدا تعالیٰ اس کے اور اسکے ماں باپ کے گناہوں کو بخش دیگا اور اسکو ثواب شب قدر کا ملے گا۔ **(مجموعہ خانی)**

اب مؤمنین پر واضح رہے کہ چونکہ فضائل و منافع سورہ اخلاص کے کتب معتبرہ اہل سنت میں بے انتہا مذکور ہیں ان سب کا ایک جگہ جمع ہونا دشوار ہے۔ لہٰذا چند فضائل و فواید ضروری قل ھو اللہ کے رسالۂ ہذا میں تحریر کرکے بخوف طوالت اس سے زیادہ لکھنے کا قصد نہیں کیا۔ اتنے ہی بیان پر اکتفا کیا۔ اب جن صاحبوں کو اس سے اور زیادہ فوائد اخلاص کے دیکھنے کی اگر خواہش ہو تو ان کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

فقط ....

نقل بمطابق اصل۔

نثر خاتمہ نسخہ ذریعہ نجات از کمترین بندگان محمد واصل یکے از غلامان بارگاہ شہبازی

بعد حمد خداوند رب العالمین و نعت جناب سید مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد صاحبان اہل بصیرت کو مژدہ ہو کہ یہ رسالہ فائدوں میں سورہ اخلاص کے ہے کہ جسکے ہر ایک فواید و برکات و ترکیبات کو واسطے فیض رسانی و آسانی برادران اسلام کے جناب والا مجمع البرکات والحسنات کاشف اسرار پنہانی واقف رموز یزدانی جامع حقائق معقول والمنقول صاوی دقایق فرع و اصول مقتدائے کاروان منازل تحقیق پیشوائے عارفان مراحل تدقیق عالم بالعمل مرشدنا و مولانا سید شاہ محمد اشرف عالم صاحب سجادہ نشین درگاہ شہبازی دام فیضہ و برکاتہ نے فقہ و احادیث و تفسیر کی معتبر کتابوں سے جمع کرکے اس رسالے میں درج فرمایا۔ چہ جائیکہ ہر ایک صاحب اس کتاب کو شوق دل سے مطالعہ فرماکر مطابق لکھے ہوئے اس کے عمل میں لاوین تاکہ ہر ایک فوائد سے سورہ اخلاص کے واقف ہو جاویں اور اس کے ذریعہ سے ثواب عظیم حاصل کریں

اور مؤلف رسالۂ ہذا کو دعائے خیر سے یاد فرماویں۔

قطعۂ تاریخ اتمام کتاب ذریعۂ نجات از نتائج طبع وقاد جناب مولوی محمد شاہ عالم صاحب (برادر مولف)

خلق کیونکر اس رسالے نہووے مستفید | ہیں لکھے اسمیں فوائد ثلث قرآن منیف
کاوش و تحقیق ہے اس سے مؤلف کی عیاں | ایک بھی اس میں نہیں ہے دیکھئے قول ضعیف
با حوالہ کل کتاب معتبر اسکو لکھا | حل کئے مشکل مقاموں کو بمضمون لطیف
فکر کی میں نے کہ ہو ایسا سن ختم کتاب | ایک مصرع میں ہو فصلی اور ہجری ہم ردیف

خلد سے بولا یہ رضواں ہے یہ وہ عالم کتاب | جمع ہیں سب اسمیں وردِ خاص اخلاص شریف
۱۳۰۲ف | ۱۳۱۲ ہجری

الحمد للہ کہ یہ نسخۂ اکسیر خاصیت کیمیا منفعت یعنی ذریعہ نجات جسے عالم ربانی فاضل یزدانی عارف معارف منقول واقف مواقف معقول صوفیٔ خدا آگاہ واعظ شریعت پناہ مخدوم و مکرم جناب محمد اشرف عالم ابن مولانا شاہ محمد عابد عرف شاہ نوری نے بغرض ہدایت عوام و افادہ تمام تصنیف کر کے چھپوایا آخر ماہ رمضان المبارک میں باہتمام حاجی محمد تیغ بہادر صاحب مالک مطبع انوار محمدی لکھنو چھپوا کر شایع ہوا۔

۷۸۶
۹۲

وحید الدہر ممدوحِ زمانہ   بہ عالم اشرفِ عالم سخن داں

۳

رسالہ آداب القرآن

عظیم البرکت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

آداب القرآن

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد سید المرسلین و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد بندۂ گنہگار راجی برحمت ایزدغفار آستانہ عالیہ قدوۃ العارفین جناب حضرت مولانا شہباز محمد دیوریہ قدس سرہٗ محمد اشرف عالم بن حضرت سیدناو مرشدنا مولانا محمد عابد عرف شاہ نوری نوراللہ مرقدہٗ و قدس اسرارہٗ متوطن شہر بھاگلپور محلہ ملاچک خدمت میں جمیع مسلمانوں کے عرض کرتا ہے کہ بعد تالیف نسخۂ مجمع الآداب اس فقیر سراپا تقصیر کے دل میں یہ خواہش و تمنا تھی کہ کوئی رسالہ فضائل و آداب قرآن میں حدیث و فقہ و قرأت وغیرہ کی کتابوں سے جمع کرے۔ لیکن بوجہ انواع ترددات و افکار دنیاوی اس قدر فرصت و مہلت نہ ملتی تھی کہ اسکی طرف توجہ کرتا۔ الحال بسبب مزید اشتیاق قلبی کار دنیاوی پر اس امر صعب کا جسکا انجام علم ولیاقت سے اس ناچیز کے باہرو دشوار تھا مقدم کرکے مستعیناً باللہ بتاریخ یکم جمادی الآخر ۱۳۰۱ ہجری کو حدیث و فقہ و قرأت وغیرہ کی عربی و فارسی و اردو کتابیں جو کہ اس فقیر کے پاس موجود تھیں ان سے چند فضائل و آداب وغیرہ ضروری قرآن مجید کے بزبان اردو جمع کرنا شروع کیا۔ الحال بتوفیق رب العالمین و بہ برکت روح پاک جناب سید المرسلین و بامداد بزرگان دین بتاریخ ۱۵ رجب سنہ مذکورالصدر کو تحریر رسالہ ہذا نے انجام و اختتام پایا اور نام اسکا "آداب القرآن" رکھا۔

اب امید ناظرین رسالۂ ہذا سے یہ ہے کہ جو لوگ اس رسالے کو ملاحظہ فرماکر نفع اٹھاویں اس فقیر عاصی کو بہ دعائے خیریاد فرمائیں اور اگر کسی جگہ کچھ عیب یا غلطی پائیں تو اسکی اصلاح میں کوشش کریں اور اس رسالے کو اوپر پانچ فصلوں کے مرتب کیا۔

(نقل بمطابق اصل)

نوٹ مترجم:۔ اس رسالے کی زبان کو سہل کر کے موجودہ دور کے مطابق کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو سہولت ہو۔

"پہلی فصل فضائل قرآن و آدابِ قرأت کے بیان میں"

اے مسمانو! جانو اور آگاہ ہو کہ قرآن شریف کا پڑھنا گناہ کی مغفرت کا باعث اور دنیا و آخرت میں برکات اور درجات کی بلندی کا موجب ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر کم من تعلم القران و علمہ یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے کہ جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا (نقل کی یہ بخاری نے **مشکوٰۃ المصابیح**)

اور بھی حدیث میں آیا ہے افضل العبادہ قراءۃ القران۔ یعنی سب عبادتوں میں افضل تلاوت قرآن ہے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقرؤا القران فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لاصحابه۔ یعنی قرآن شریف پڑھو تحقیق کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔ (نقل کی یہ مسلم نے)

فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی کلام اللہ کا ایک حرف پڑھے پس اس کے لئے نیکی ہے اور یہ نیکی دس نیکی کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ یعنی الم کہنے میں تیس نیکیاں لکھی گئیں (نقل کی یہ ترمذی نے ایسا ہی لکھا ہے ظفر جلیل شرح **حصن حصین** میں)

مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھا ہے کہ جسنے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اسکا درجہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بلند کرتا ہے اور قرآن کی تلاوت افضل عبادت ہے۔ خصوصاً جب کہ نماز میں ہو۔ فضلیت اور ثواب ایسا ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ ہر حرف کے عوض دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور نماز میں قرآن کا پڑھنا خدا سے نزدیک کرتا ہے اور دلوں کو روشن کرتا ہے پس مسلمانوں کو چاہئے کہ قرآن پڑھنے کی عادت ڈالیں اور اس سے ہرگز غافل نہ رہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا پڑھنا صلاح و فلاح دارین کا موجب ہے۔ قرآن شریف کے پڑھنے والے کو چاہئے کہ دل لگا کر پڑھے اور ایسا سمجھے کہ گویا خدا تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہے اور خدائے تعالیٰ اس سے کلام فرماتا ہے۔ تعظیم اور ادب کرنا قرآن کا واجب ہے۔ اور چومنا اور آنکھوں سے لگانا مصحف شریف کا مستحب ہے۔ جب کوئی مسلمان کلام مجید کو پڑھے اور ارادہ کرے تو پہلے چاہئے کہ وضو کرے اور اچھے کپڑے پہنے اور عمامہ باندھے۔ بدن میں خوشبو ملے اور منہ کو اپنے خوشبو کرے اسلئے کہ منہ حروف کا مخرج ہے اور قبلہ رخ بیٹھے اور بلا طہارت قرآن کو نہ چھوئے۔

[حاشیہ۔ ا۔ قرآن کو نہ چھوئے یعنی حائض اور نفسا جنب اور محدث کو چھونا جائز نہیں مگر غلاف کے اوپر سے درست ہے۔ غلاف اسے کہتے ہیں جو قرآن سے جدا ہوسکے اور جلد قرآن جو متصل ا سکے ہے اور جدا

نہیں ہو سکتی اسکے اوپر سے قرآن کا چھونا جائز نہیں ۔ ایسا ہی لکھا ہے ہدایہ اور شرح وقایہ میں ۔

۲۔ فاذاقرائت الخ ای اذا اردت قراءۃ القرآن فاستیعذ الآیہ اور علما نے خلاف (اختلاف) کیا ہے اسمیں کہ استعاذہ واجب ہے یا مستحب ۔ بعضے کہتے ہیں کہ واجب ہے و بقول جمہور علما مستحب ہے ایسا ہی لکھا ہے قوائد القرآن میں ۔

۳۔ سوال کیئے گئے ابی جعفر تعوذ کی کیفیت سے کہ وہ کیوں کر ہے ۔ کہا کہ میرے نزدیک درست تر ہے یہ کہ کہے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم تاکہ موافق ہو قرآن کے واسطے ۔ ایسا ہی لکھا ہے **عالمگیری و قاضی خان** میں اور **قواعد القرآن** میں ہے کہ طریق استعاذہ میں کہ کس طرح کہا جائے قرأ مختلف ہیں ۔ لیکن قول مختار اور اصح یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہے ۔ اسلئے کہ احادیث صحیح میں ایسا ہی آیا ہے ۔

۴۔ درخاتمۂ زینت القاری نوشتہ است کہ بر قول متاخرین مذہب حنفیہ صحیح آنست کہ بسم اللہ دراوائل سور آیتی است از قرآن انزلت للفصل بین السور و در رسالۂ قواعد القرآن آوردہ کہ قراء سبعہ اتفاق کروند کہ چون ابتدائے قرأت سورہ از سورہا کنند اول بسم اللہ گویند مگر سورہ برائت زیرا کہ در خبراست کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ گفت کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دراول ہر سورہ فرمود کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گوئید و دراول سورہ برائت نہ فرمود از جہت آنکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از برائے امان است و در سورہ برائت امان نیست زیرا کہ در برائت فاقتلو االمشرکین حیث وجدتموھم و قاتل المشرکین کافۃ وغیرہ انہا واقع شدہ کہ دلالت می کند بر عدم امان کفار و در سرہائے آیت مخیر گردا نیدہ اند بسم اللہ گفتن اما در سرہائے آیت برائت اختلاف کردہ اند ۔ شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ اینجا نیز مخیرست و قول مختار آنست کہ ترک بسم اللہ کنند

ترجمہ :- **زینت القاری** میں لکھا ہے کہ متاخرین (یعنی آخری دور کے علماء) کے قول کے مطابق مذہب حنفیہ یہ ہے کہ بسم اللہ سورتوں کے شروع میں ایک قرآنی آیت ہے ۔ سورتوں کو الگ کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے اور رسالۂ **قواعد القرآن** میں ہے کہ ساتوں قرات کے قاریوں نے اتفاق سے کہا کہ جب سورتوں میں سے کسی سورت کی قرأت کی ابتدا کریں تو پہلے بسم اللہ کہیں سوائے سورہ برأت (سورہ توبہ) کے ۔ اسلئے کہ حدیث پاک میں ہے کہ ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر سورہ کے ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو مگر سورہ برأت کے اول میں نہ فرمایا ۔ اس وجہ سے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امان کے لئے ہے اور سورہ برأت میں امان نہیں ہے اسلئے کہ سورہ برأت میں فاقتلو المشرکین حیث وجدتموھم و قاتل المشرکین کافۃ وغیرہ واقع ہوئی ہیں جو کفار پر امان نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں ۔ اور آیت کے شروع میں مخیر (باعث خیر) گردانا ہے بسم اللہ کہنے اور نہ کہنے میں ۔ لیکن آیت برأت کے شروع میں اختلاف کیا ہے ۔ شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس جگہ میں مخیر ہے اور قول مختار یہ ہے کہ بسم اللہ

ترک کریں اسلئے کہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا لا یمسہ الا المطھرون (نہ چھوؤ جب تک تم پاک نہ ہو) اور بستان ابوالليث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یمس القران الا طاھر (قرآن کو نہ چھوئے سوا پاکی میں)۔ قرآن شریف کو اپنی گود میں یا کسی دوسری چیز پر رکھے مانند رحل یا تکیہ پر۔ اگر یہ چیزیں نہ ہو تو جزودان کو تہہ کر کے اسکے (قرآن پاک کے) نیچے رکھ لے۔ زمین یا جس فرش پر بیٹھا ہو (اسکے اوپر) نہ رکھے ۔ پڑھنے کے وقت پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاذا قرات القران فاستعذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

کتب فقہ میں ہے کہ استعاذہ بہ لفظ مذکور ابی جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہت بہتر ہے اور اگر کہا اعوذ باللہ العظیم یا اعوذ باللہ السمیع العلیم تو جائز ہے۔ قاضی خان میں ہے کہ ایک ہی مرتبہ تعوذ کافی ہے ہر سورہ کی ابتدا میں تعوذ کی حاجت نہیں۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور خوب ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھے اور حرفوں کو ادا کرے وقف اور وصل کا لحاظ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ـــ ورتل القران ترتیلا (یعنی قرآن کو کھول کھول کر صاف پڑھو)

تفسیر میں اس آیت کی **تفسیر حسینی** میں لکھا ہے کہ حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی کہ ترتیل کے ساتھ کہنے سے مراد حفظ وقوف (یعنی وقفوں = ٹھہراؤ کی حفاظت) اور ادائے حروف (حرفوں کو درست طور پر ادا کرنا) ہے۔ جب تک تلاوت میں قاری کا دل لگے تلاوت کرے اور جب دل گھبرائے تو اس وقت نہ پڑھے اسلئے کہ جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کو پڑھو جب تک کہ تمہارا دل اس کی خواہش کرے۔ پس جس وقت اس سے ملال حاصل ہو اور دلوں کو تفرقہ تو اس سے کھڑے ہو جاؤ یعنی پڑھنا موقوف کرو (نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے)

چاہیئے کہ خوش الحانی سے جہاں تک ممکن ہو آواز اور لہجہ بنا کر پڑھے مگر اس بات کا لحاظ رکھے کہ راگ راگنی نہ پائی جائے۔ ترجمہ مشارق الانوار میں لکھا ہے کہ قرآن خوش آوازی سے پڑھنا درست ہے بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ حروف کی کمی زیادتی نہ ہو اور راگ راگنی کی رعایت نہ کرے اور معانی میں خلل نہ پڑے۔

منہاج النبوۃ ترجمۂ **معارج النبوت** میں لکھا ہے کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے زینوا القران باصواتکم یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے آرائش دو۔ اور فرمایا لیس منا من لم یتغن بالقران یعنی ہم میں سے نہیں ہے جس نے قرآن کو خوش آوازی (اچھی آواز) سے نہ پڑھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ نے فرمایا لکل شی حلیۃ و حلیۃ القران حسن الصوت یعنی ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور خوش آوازی ہے۔

قاضی خان میں ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنا بہتر ہے اگر چہ حافظ ہو۔ اسلئے روایت ہے عبادہ بن

صامت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں عبادتوں میں سے بہترین عبادت ہے قرآن کا نظر سے دیکھ کر پڑھنا۔ اسلئے اس میں دو عبادتیں جمع ہوتی ہے ایک نظر کرنا مصحف میں اور دوسری قرآن کا پڑھنا۔

ف:۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ مطلق حکم نہیں بلکہ اگر قاری کو یاد سے پڑھنے میں تدبر اور تفکر اور جمیعت دل زیادہ ہو تو دیکھ کر پڑھنے سے یاد سے پڑھنا افضل ہے اور اگر دونوں میں برابر ہو توں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔ ایسا ہی لکھا ہے قول ملا علی قاری کا رسالہ **فضائل القرآن** میں۔

رسالہ **فضائل القران** میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے اس کے رہنے والے وسعت پاتے ہیں۔ یعنی بہ اعتبار آدمیوں کی آبادی کے یا بہ اعتبار معاش کے یا دونوں میں۔ اور گھر میں خیر و برکت بہت ہوتی ہے اور اس گھر میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین نکل جاتے ہیں۔ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اسکے رہنے والے پر تنگی رہتی ہے اور خیر و برکت گھٹ جاتی ہے۔ اور فرشتے نکل جاتے ہیں اور شیاطین اسمیں آبستے ہیں اس کے رہنے والوں پر تنگی رہتی ہے اور خیر و برکت گھٹ جاتی ہے۔

روایت کی خالد بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کہ جو شخص کچھ قرآن مجید میں سے سنے اس حال میں کہ وہ اجر و ثواب کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے لئے ہر حرف پر نیکی لکھی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسنے ایک آیت قرآن مجید کی سنی اسکے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ پس جب یہ بڑا اجر سننے والے کا ہے تو پڑھنے والا بھی اجر میں شامل ہوتا ہے بشرطیکہ قصد اسکا ریا اور تصنع نہ ہو۔

غایتہ الاوطار ترجمہ **در مختار** اور **ابراہیم شاہی** میں لکھا ہے کہ جب قاری اذان سنے تو افضل یہ ہے کہ چپ رہے اور اذان سنے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس نے قرآن کو سال میں دو بار ختم کیا اسنے قرآن کا حق ادا کیا۔

غایتہ الاوطار و فتاوی برہنہ میں ہے کہ قاری قیام نہ کرے مگر باپ یا معلم یا عالم کے واسطے

ف۔ ا۔ یعنی استاد جس نے اسکو علم سکھایا ہے۔ ایسا ہی لکھا ہے **عالمگیری** اور **قاضی خاں** میں اور علم سے مراد علم شریعت ہے اور علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہونے کے وقت چاہئے کہ قرآن بند کر کے کھڑا ہو۔ کھلا نہ رکھے۔ ایسا ہی لکھا ہے **فتاوی برہنہ میں**۔

فتاوی عالمگیری و غایتہ الاوطار و ابراہیم شاہی میں لکھا ہے کہ بازار میں اور ناپاک جگہ میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور لیٹ کر پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں لیکن پڑھنے کے وقت اپنے پاؤں سمیٹ لے۔

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ مجلسوں میں دنیا کی طمع (لالچ) کے لئے قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ اور جس جگہ لوگ کاموں میں مشغول ہوں ان کے نزدیک بھی قرآن زور سے نہ پڑھے۔

غایۃ الاوطار میں ہے کہ قرآن خواں پر سلام نہ کرنا چاہئے اور قاری کو جواب دینا یا نہ دینا دونوں قول صحیح میں درست ہے۔ مصحف کو رکھ نہ چھوڑے پڑھا کرے تاکہ وہ مہجور اور متروک نہ ٹھہرے۔

ف۔۲۔ **فتاوی عالمگیری** میں قاضی خاں نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے قرآن کو اپنے گھر میں رکھا اور پڑھتا نہیں تو علما نے کہا کہ اگر نیت خیر و برکت کی رکھتا ہو تو گنہگار نہ ہوگا بلکہ اس کے لئے امید ثواب کی ہے۔

مصحف اور کتب تفسیر اور فقہ اور رملہ کی طرف پاؤں پھیلانا نوم (نیند) یا غیر نوم (جاگنے) میں مکروہ ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن میں آئے تو اس پر صلوۃ واجب نہیں۔

ف۔۳۔ صلوۃ واجب نہیں لیکن اگر قرأت قرآن سے فراغت کے بعد درود بھیجے تو افضل ہے اور اگر نہ بھیجے تو اس پر کوئی شے نہیں —— (**عالمگیری**)

سوال کے واسطے (مانگنے کے لئے) قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور **سراجیہ** میں ہے کہ قرآن کا پڑھنا قبروں کے نزدیک مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اسی پر فتوی ہے۔

علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس امر میں کہ قرآن پڑھنے سے میت کو نفع پہنچتا ہے یا نہیں۔ مختار یہ ہے کہ میت کو نفع پہنچتا ہے اور اس کے عذاب کی تخفیف ہوتی ہے ایسا ہی لکھا ہے **ابراہیم شاہی** میں۔ قرآن کا بلند آواز سے قبرستان میں پڑھنا مکروہ ہے اور آہستہ پڑھنا مکروہ نہیں۔ ایسا ہی لکھا ہے **غایۃ الاوطار** میں **عالمگیری** سے۔

رسالہ **البیان المرسل للترتیل** میں لکھا ہے کہ ایسے وقت میں کہ بھوکا ہو یا جائے ضرور اور پیشاب کی حاجت ہو تو قرآن نہ پڑھے۔ مسلمان کو چاہئے کہ عادت مقرر کرے کہ کسی قدر کلام اللہ روز پڑھ لیا کرے۔

امام نوری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالۂ **التبیان فی آداب حملۃ القرآن** میں بزرگان سلف کی عادتیں مقدار تلاوت میں نقل کی ہیں۔ جانب کثرت میں ایک بزرگ کی عادت نقل کی ہے کہ ہر روز آٹھ ختم کرتے تھے۔ چار دن میں اور چار رات میں ایک ختم روز کی زمانۂ صحابہ و تابعین میں بہت بزرگوں کی عادت تھی کہ رات کو تہجد میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور ہر رمضان میں ۶۱ کلام اللہ ختم کرتے تھے۔ تیس رات اور تیس دن میں اور ایک امام مسجد کے ساتھ تراویح میں۔ سات دن میں بے شمار بزرگوں کی عادت تھی اور ایک سیپارے روز بھی بہت لوگوں کی اور آدھے سیپارے سے کم کسی کی عادت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل نہیں کی۔

منازل فمی بشوق اور ختم احزاب

سات دن میں ختم کرنے کا ایک طریقہ منزل فمی بشوق کا ہے۔ یعنی پہلی منزل سورہ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے۔ دوسری سورہ مائدہ سے۔ تیسری سورہ یونس سے۔ چوتھی سورہ بنی اسرائیل سے۔ پانچویں سورہ شعرا سے۔ چھٹی سورہ والصافات سے اور ساتویں سورہ ق سے۔ ہر سورہ کے نام کے پہلے حروف سے لفظ "فمی بشوق" حاصل ہوا ہے۔ مسلمان آدمی کو چاہیے کہ جس قدر پر بہ اطمینان مداومت (پابندی) کر سکے اختیار کرے۔ جس عمل پر مداومت ہو اگرچہ تھوڑا ہو لیکن خدائے تعالیٰ کو بہت پسند ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ حافظ کو چاہیئے کہ جس قدر قرآن مجید تلاوت کرتا ہو تہجد میں پڑھے۔ صحابہؓ اور تابعینؒ اور بزرگان سلف رحمۃ اللہ علیہ کی علی العموم (عام طور پر) یہی عادت تھی کہ تہجد میں بھی قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔

رسالہ **فضائل القرآن** میں لکھا ہے کہ احیا میں وارد ہوا کہ بعض عارفین تیس تیس برس کے عرصے میں قرآن مجید تمام نہ کر سکے۔

اکثر عادت شریف جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب کبار کی ہر روز تخمیناً چار سیپارے پڑھنے کی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شب جمعہ کو قرآن مجید شروع فرماتے اور پنج شنبہ کو ختم فرماتے۔ شاید منزلیں "فمی بشوق" کی یہیں سے نکالی ہیں۔

وارد ہوا ہے کہ جو شخص قرآن مجید رات کو ختم کرتا ہے تو فجر تک ملائکہ اس کے لئے استغفار چاہتے ہیں۔

بعض نے ختم احزاب اسکو لکھا ہے (۱) روز جمعہ کو اول قرآن مجید سے اخیر سورہ مائدہ تک۔ (۲) ہفتے کے دن انعام سے توبہ تک۔ (۳) اتوار کو یونس سے مریم تک۔ (۴) پیر کو طہ سے آخر قصص تک۔ (۵) منگل کو عنکبوت سے آخر ص تک۔ (۶) بدھ کو زمر سے آخر رحمن تک۔ (۷) جمعرات کو واقعہ سے آخر تک۔ اس ختم کو بھی حاجت روائی کے واسطے علما نے مجرب لکھا ہے۔ رموز القرآن میں لکھا ہے کہ ہرچند سلف نے ختم قرآن شریف کی مدت میں اختلاف کیا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ چالیس روز سے زیادہ اور تین روز سے کم مدت میں ختم کرنا مکروہ ہے۔

جدول منازل فمی بشوق

ف	م	ی	ب	ش	و	ق
مراد سورہ فاتحہ	مراد سورہ مائدہ	مراد سورہ یونس	مراد سورہ بنی اسرائیل	مراد سورہ شعرا	مراد سورہ والصافات	مراد سورہ قاف
منزل ۱	منزل ۲	منزل ۳	منزل ۴	منزل ۵	منزل ۶	منزل ۷
سورہ فاتحہ سے سورہ نسا تک	سورہ مائدہ سے سورہ برأت تک	سورہ یونس سے سورہ نحل تک	سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان تک	سورہ شعرا سے یسین تک	سورہ والصافات سے سورہ حجرات تک	سورہ ق سے آخر قرآن شریف تک
بروز جمعہ	بروز سنیچر	بروز اتوار	بروز سوموار	بروز منگل	بروز بدھ	بروز جمعرات تک

ختم احزاب

اول قرآن سے آخر سورہ مائدہ	انعام سے توبہ تک	یونس سے مریم تک	طٰہٰ سے قصص تک	عنکبوت سے ص تک	زمر سے رحمٰن تک	واقعہ سے آخر تک

فتاوی عالمگیری میں لکھاہے کہ قاری کے واسطے مستحب ہے کہ ختم قرآن مجید کے وقت اپنے اہل وعیال کو جمع کرے اوران کے لئے دعا کرے۔ **غایتہ الاوطار** میں لکھاہے کہ قرآن کے واسطے بہترین اوقات ماہ مبارک رمضان ہے۔ آخر **کنز الدقائق** میں ہے کہ حافظ قرآن کو لائق یہ ہے کہ ہر چالیس دن میں ایک بار قرآن مجید کو ختم کرے۔

ف۔۱۔ اس واسطے کہ مقصود فہم معانی (معنی کا سمجھنا) ہے نہ مجرد تلاوت (صرف تلاوت) قال اللہ تعالیٰ افلا یتدبرون القران یعنی کیا نہیں سمجھتے قرآن کو (غایتہ الاوطار ترجمہ درمختار)

رسالہ فضائل قرآن میں لکھاہے کہ مزید بن جبیب رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے قرآن مجید کو یاد کیا اسکے ماں باپ پر عذاب کی تحفیف کی جائیگی اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔ (نقل کیا یہ فقیہ ابوللث نے)

ایک حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ حافظ قرآن مجید کو اٹھانے والا اسلام کی نشانی ہے۔ اور بھی وارد ہواہے کہ جو شخص قرآن مجید کے حفظ میں مشغول ہو اور درمیان میں مرجائے تو اسکو قبر میں قرآن مجید فرشتہ یاد کرا دیتا ہے

ولید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر گناہ پیش کئے گئے پس میں نے ان میں سے اس گناہ سے بڑھ کر گناہ نہیں دیکھا کہ قرآن کا حافظ ہو کر پڑھنا چھوڑ دئے۔

ف۔۲۔ **فتاوی عالمگیری** میں لکھاہے کہ جب کسی شخص نے قرآن کو یاد کیا اور پھر بھول گیا تو تحقیق وہ گنہگار ہوگا اور تفسیر بھول جانے کی یہ ہے کہ مصحف کا پڑھنا اسکو ممکن نہ ہو۔

طلق بن جبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن مجید سکھا پھر اسکو بغیر عذر کے بھول گیا تو اس کا درجہ ہر آیت کے مقابلے میں محو کیا جاتاہے اور قیامت کے دن قرآن مجید اس کا دشمن بن کر آئیگا۔ معاذاللہ منہا۔

ضحاک نے فرمایا کہ جسنے قرآن مجید سکھا پھر بھول گیا وہ شخص قیامت کے دن آئے گا اور اس گناہ عظیم کی محبت میں گرفتار ہوگا اور پھر پڑھی آپ نے یہ آیت وما اصابکم من مصیبۃ اور فرمایا کہ کون سی مصیبت

اس سے بڑھ کے ہے کہ قرآن مجید یاد کر کے بھول جائے۔ ان حدیثوں کو روایت کیا فقہ ابو اللیث نے۔

سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی شخص کہ پڑھے قرآن مجید پھر اسکو بھول جائے مگر یہ کہ ملاقات کرے گا وہ حق تعالیٰ سے قیامت کے دن کٹا ہوا ہاتھ لیکر (نقل کی یہ داؤد دارمی نے)

سنن ابو داؤد میں مروی ہے کہ جو شخص قرآن مجید یاد کر کے بھول جائے گا اسکو حق تعالیٰ قیامت کے دن خیر و برکت سے خالی اٹھائیگا۔

دوسری فصل وقف اور وصل کے بیان میں

اے مسلمانو جانو اور آگاہ ہو کہ قرآن (شریف) پڑھنے والے کو وقف اور وصل کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اسلئے کہ اکثر مقام میں وقف کی جگہ وصل کرنے سے کفر کا خوف ہوتا ہے۔

رموز القرآن و قواعد القرآن وغیرہ قرأت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دائرہ اور نقطہ آیت کی علامت ہے۔ کوئی نرا (صرف) دائرہ لکھتا ہے جیسے یہ ( ) اور کوئی نرا نقطہ جیسے یہ۔ اور دائرہ کے پیٹ میں نقطہ جیسے (۰)۔ اسکا یہ حکم ہے کہ ان نشانوں کے ساتھ اگر کوئی نشان ہو جیسے ط یعنی اس مثال کے مانند (ط) تو جو اس نشان کا اقتضا ہو ویسا کرنا چاہیئے اور اگر کوئی نشانی اور نہ ہو صرف آیت ہو تو ٹھہرنا چاہیئے۔

(۱). رموزات وقف (ٹھہرنے کی رمز) بقول شیخ سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ ہیں۔

م ط ج ز ص لا

۱. م ۔ وقف لازم کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا لازم ہے اور نہ ٹھہرنا برا ہے بلکہ خوف کفر کا ہے
۲. ط ۔ وقف مطلق کی علامت ہے۔ اس جگہ وقف کرنا بہت اچھا ہے اور وصل بہتر نہیں۔
۳. ج ۔ وقف جائز کی علامت ہے۔ اس جگہ ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں برابر ہے۔ لیکن ٹھہرنا بہت بہتر ہے۔
۴. ز ۔ وقف مجوز کی علامت ہے اس جگہ وقف اور وصل دونوں بہتر ہے لیکن وصل بہتر ہے۔
۵. ص ۔ وقف مرخص کی علامت ہے۔ یہاں رخصت ہے۔ اگر اس جگہ دم بے قراری سے ٹوٹا جاتا ہو تو وقف جائز ہے ورنہ وصل بہر حال اولیٰ ہے۔
۶. لا ۔ لا وقف علیہ کی علامت ہے۔ یعنی اس جگہ وقف نہیں ہے۔ جس جگہ وقف لا لکھا ہوا ہو وہاں ملا کر پڑھنا بہت بہتر ہے اور ٹھہرنا بہت برا۔ اگر بیقراری میں سانس ٹوٹ جائے تو پھر اول سے ملا کر پڑھے۔ جس آیت پہ لا لکھا ہوا اس طرح (لا) اسکو آیت لا کہتے ہیں۔ تو قرا کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ وقف نہ کرے۔ لیکن فقہا اور

محدثین کے نزدیک اگر وقف کرے بھی تو مضائقہ نہیں۔ جس جگہ کچھ نہ لکھا ہو وہاں بھی ٹھہرنا نہ چاہئے مگر وقف اضطراری جائز ہے۔

(۲) متاخرین نے بعض علامتیں اور زیادہ کی ہیں وہ سات ہیں۔

ق س قف قلا صل صلی ک

۱. ق ـ قیل علیہ وقف کی علامت ہے۔ یعنی بعض نے کہا ہے کہ یہاں وقف اچھا ہے۔ اس جگہ وقف کی دلیل ضعیف ہے۔ یہاں وصل بہت اچھا ہے اور وقف کم اچھا ہے۔

۲. س ـ سکتے کی علامت ہے اور کبھی لفظ "سکتہ" بھی لکھ دیتے ہیں سکتہ اسے کہتے ہیں جو تھوڑا سا ٹھہر جائے مگر سانس نہ ٹوٹے۔

۳. قف ـ اسکے معنی ہے وقف کر یعنی ٹھہر جا۔ اس جگہ وقف کرنا درست ہے اور اگر نہ کریں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۴. قلا ـ یہ قیل لا وقف علیہ کی علامت ہے۔ یعنی بعض نے کہا ہے کہ اس جگہ وقف نہیں ہے یہاں وقف بہ نسبت وصل کے اچھا ہے

۵. صل ـ قد یوصل کی علامت ہے یہاں وصل بہتر ہے وقف سے

۶. صلی ـ یہ علامت الوصل اولی کی ہے۔ اس جگہ وصل (ملانا) اولیٰ (یعنی بہتر ہے)

۷. ک ـ یہ علامت کذالک کی ہے۔ اسکے معنی یہ ہے کہ یہاں وہی وقف ہے جو اوپر گذرا یعنی جو اسکے پہلے آیا

(۳) سوائے اسکے اور بھی رموز اوقات بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں

۱. سم ـ یہ السماع الوقف کی علامت ہے۔ یعنی اس جگہ عدم وقف (نہ ٹھہرنا) سماعی ہے۔ یہاں وقف کرنا کچھ ضروری نہیں اور اگر کریں بھی تو کوئی نقصان نہیں۔ اس واسطے کہ یہ وقف یا عدم وقف سماعی ہے نہ کہ قیاسی۔

۲. وقفہ ـ اس سے سکتہ طویلہ (یعنی لمبا سکتہ) مراد ہے۔ یعنی یہاں سکتے کی بہ نسبت زیادہ ٹھہرے مگر سانس نہ توڑے۔ اس سبب سے قراء نے کہا ہے کہ وقفہ قریب ہے وقف کے اور سکتہ قریب ہے وصل کے

۳. مع معانقہ (∴) ـ یہ علامتیں معانقے کی ہیں۔ یہ رمز دو جگہ لکھی جاتی ہیں۔ اسکے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ایک جگہ پر ٹھہریں تو دوسری جگہ پر ملائیں۔ نہ دونوں ٹھہریں نہ دونوں ملائیں۔ اسکی مثال ہے جیسے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى اگر لاریب پر وقف کریں تو فیہ کو ھدی سے ملا کر پڑھیں اور جو فیہ پر وقف کریں وہ لاریب کو فیہ سے ملا کر پڑھیں۔ نہ دونوں جگہ وقف کریں اور نہ دونوں جگہ وصل کیونکہ اس میں فساد معنی (معنی کی خرابی) ہے۔

۳ قلی ـ یہ مخفف (مختصر) وقف اولیٰ کا ہے۔ یہ رمز معانقہ کی دونوں وقفوں میں سے ایک وقف پر لکھی جاتی ہے۔ پس جس وقف پر یہ رمز لکھی ہو وہاں بہ نسبت دوسرے وقف کے ٹھہرنا بہت بہتر ہے۔ جیسے لاریب سے فیہ فہ میں فیہ پر وقف کرنا بہت بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ لاریب پر وقف کریں۔

(۴) اور بھی چند علامتیں لکھ دیتے ہیں وہ یہ ہیں (ھ ء عب خب تب لب) ان علامتوں کو وقف سے کوئی علاقہ (سروکار) نہیں بلکہ ـ

۱ ھ ـ علامت ہے پانچ آیتوں کی جو باتفاق کوفیین (کوفی لوگوں) اور بصریین (بصری لوگوں) کے ہوں یا فقط کوفیین اور سرعین کے نزدیک

۲ ء ـ اسی طرح کی دس آیتوں کی علامت ہے کبھی اسکی جگہ ی بھی لکھ دیتے ہیں (یعنی نزدیک کوفین)

۳ عب ـ اس بات کی علامت یہ ہے کہ یہاں بصریین کے شمار (گنتی) کے موافق دس آیتیں ہو چکیں یہاں ع عشرہ (یعنی دس کا ہے) اور ب بصریین کی

۴ خب ـ اس بات کی علامت ہے کہ یہاں بصریین کے شمار کے موافق پانچ آیتیں ہو چکیں۔ یہاں خ خمسہ (پانچ کی) ہے اور ب بصریین کی۔

۵ تب ـ اس بات کی علامت ہے کہ یہاں آیت ہے بصریین کے نزدیک ت آیت کی اور ب بصریین کی

۶ لب ـ یہ لیس باية عند البصريين کی علامت ہے۔ یعنی یہاں بصریین کے نزدیک آیت نہیں ہے یہاں ل لیس کا ہے اور ب بصریین کی۔

(۵) اسکے علاوہ چند علامتیں اور بھی رموز القرآن میں لکھی ہیں وہ یہ ہیں (یت تد شا تک) ان علامتوں کو بھی وقف اور وصل سے کچھ علاقہ نہیں فقط آیات کے شمار کے لئے لکھ دیتے ہیں۔

ف ـ ۱ ـ یت ـ آیت عندالکوفیین یعنی ائمہ ثلثہ عاصم و حمزہ و کسائی۔ (یعنی یہ آیت ہے کوفیوں کے نزدیک یعنی ائمہ ثلثہ تین اماموں عاصم اور حمزہ اور کسائی کے نزدیک)

تد ـ آیت عند المدنیین یعنی امام نافع اور اتباع انکے (آیت ہے مدنیوں کے نزدیک یعنی امام نافع اور انکی اتباع کرنے والوں کے نزدیک)

شا ـ آیت عند الشافعین یعنی امام ابن عامر اور اتباع انکے (آیت ہے شافعیوں کے نزدیک یعنی امام ابن عار اور انکی اتباع کرنے والوں کے نزدیک

تک ـ آیت عند المکین یعنی امام کثیر اور اتباع انکے (آیت ہے مکیوں کے نزدیک یعنی امام ابن کثیر اور انکی اتباع کرنے والوں کے نزدیک)

ف ـ ۲ ـ رکوع سے رکوع تک الخ ہر رکعت تراویح میں بقدر مسنون دس آیتیں پڑھنے سے مہینے میں

ایک ختم ہوگا۔ اسلئے علمانے ہر دس آیت کو کلام مجید کی رکوع کے ساتھ نشانی دار کیا ہے جیسا کہ غایت الاوطار میں ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں کچھ اوپر چھ ہزار ہیں اور تراویح کی رکعتوں کا شمار چھ سو ہے اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو اس حساب سے اگر تراویح کی ہر رکعت میں دس آیتیں پڑھیگا تو مہینے میں ایک ختم ہوگا۔

(۶) قواعد القران میں لکھا ہے کہ بیشتر مضمون میں صورت ی اور ع لکھتے ہیں۔ ی کو بیچ میں اصل کے اور ع کو بیشتر بیاض (حاشیہ) میں اور کبھی اصل میں قران کے لکھتے ہیں۔

۱. ی ـ سے مراد دس آیت ہے اسلئے کہ بہ حساب جمل (ی) کے عدد دس ہیں۔ جیسے (ہ) کے پانچ ہیں (ابجد کے اعتبار سے)۔ پس جس جگہ یہ علامت ہو وہاں سر عین کے اوپر ذکر کیا گیا نہیں ہوگا۔

۲. ع ـ سے مراد رکوع ہے۔ سر سخن (بات کی ابتدا میں) اور قصوں کے آخیر میں ہوتا ہے۔ اسکا نام رکوع اسلئے رکھا گیا کہ نماز میں بوقت قرات اولیٰ اور انسب (بہتر) یہ ہے کہ ان مواضع میں (ان جگہوں پر) رکوع میں جائے۔ دوسرے علمانے کہا ہے کہ اگر کوئی چاہے کہ قران تراویح میں ختم کرے سنت کے طریقے پر تیس رات میں تو چاہئے کہ رکوع تک ہر رکعت میں پڑھے۔ یہ تیس رات رمضان میں موافق آتا ہے یعنی ایک ختم ہوتا ہے ایسا ہی سنا گیا ہے استادؒ سے۔ نقل ہے کہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے تیس رات میں رمضان میں ختم اسی طریقے سے کیا۔ واللہ اعلم۔

(۷) جو رموز مشہور ہیں اور اکثر مصاحف میں پائے جاتے ہیں وہ اس قدر ہیں جس کا بیان اوپر گزرا۔ چند وقف اور بھی ہیں جنکے واسطے کوئی رمز مقرر نہیں وہ یہ ہیں۔

۱. وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ـ اس جگہ وقف کرنا بہ اتباع رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم موجب حصول اجر جمیل و حصول سعادت دارین ہے۔ اور یہ وقف قرآن مجید میں بقول اکثر چودہ جگہ ہے اور بقول بعض ستائیس جگہ۔

۲. وقف غفران۔ اس جگہ وقف کرنا بہت اچھا ہے بلکہ امید بخشائش ہے۔ یہ وقف کلام مجید میں دس جگہ ہے۔

۳. وقف منزل۔ اس کو وقف جبرئیل بھی کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ جب جبرئیلؑ نے قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پڑھا تو ان ان مواضع (جگہوں) میں وقف کیا بغیر اس کے کہ وحی منقطع ہو۔ پس ان مواضع میں وقف کرنا بہت اچھا ہے اور ثواب عظیم کا موجب ہے۔ یہ وقف قرآن شریف میں بارہ جگہ ہے۔ جس جگہ دو یا چند رموز زیر و بالا (اوپر نیچے) لکھے ہوں وہاں دونوں پر عمل درست ہے خواہ اوپر والی رمز پر عمل کریں خواہ نیچے والی پر۔ مگر اکثر قراء (قاریوں) کے نزدیک اوپر والی رمز نیچے والی پر ترجیح رکھتی ہے۔ لیکن جامع الرموز میں لکھا ہے کہ مشائخ بخاراؒ نے مصاحف کو پانچ سو چالیس رکوع کے اوپر گردانا ہے۔ اسلئے کہ انکے نزدیک ستائسویں رات میں رمضان المبارک کی ختم کرنا مستحب ہے کیونکہ اکثر

اخبار میں وہ شب قدر کی شب ہے تو اس حساب سے اگر رکوع سے رکوع تک پڑھیگا تو رمضان کی ستائیسویں رات میں ختم ہوگا اور مہینے میں ایک ختم نہ ہوگا۔

نظم وقوف قرآن نقل از رسالۂ مرغوب القاری

دربیان وقف قرآں حافظا گویم کنوں　　بشنواز من تاترا در وقف باشد رہنموں
(قرآن کے وقف (ٹھہراؤ) کے بیان میں اے حافظ اب تجھے بتاتا ہوں۔ مجھ سے سن تاکہ تجھکو ٹھہراؤ میں رہنمائی ملے)

درکلام اللہ چویابی میم را اے نیک رو　　مگذرازوے گر گذشتی بیم کفراست اندرو
(اگر کلام اللہ میں (م) کو پائے اے نیک رو (خوبصورت)۔ تو اس سے مت گذر کیونکہ اگر گذرا تو اسمیں کفر کا ڈر ہے)

طاء سرخی راچو بینی کن توقف اندراں　　لاآبایت گر مرکب بنگری بگذرازاں
((ط) کو سرخی کی طرح جب دیکھے تو وہاں ٹھہرجا۔ (لا) کو اگر آیت کے ساتھ ملا ہوا دیکھے تو اس سے گذر جا)

ہم بہ آیت گر مرکب میم یا وقفہ بود　　یا اگر قف یا صلی یا جیم یا غیرہ بود
(اگر آیت کے ساتھ میم یا وقفہ مرکب ہو۔ یا اگر قف یا صلی جیم وغیرہ ہو)

پس دراں ہنگام آیت میشود تابع ورا　　عاقلا ایں نکتۂ ما در شنو گویم ترا
(بس ایسے موقع پر آیت اسکی تابع ہوتی ہے۔ اے عاقل میرا یہ نکتہ سن جو میں تجھ سے کہتا ہوں)

معنیش می داں کہ آں آیت بہ حکمش میشود　　درلزوم وقف یادر غیراو اے معتمد
(معنی کو جانو کہ وہ آیت اسکا حکم ہوتی ہے۔ وقف کے لازم ہونے یا نہ ہونے میں اے معتمد)

گر نباشد ہیچ شی باوے مرکب آں زماں　　مستقل وقفی بخوانی بے تامل اندراں
(اگر اس جگہ دوسرا وقف مرکب نہ ہو۔ تب جو مستقل وقف ہے اسے بے تامل پڑھے)

گر بیاید جیم جائز باشدت دروی دو چیز　　وقف ووصلت لیک اول بہتراست اے پر تمیز
(اگر (ج) آئے تو دونوں چیز اسمیں جائز ہے۔ ٹھہرنا اور ملانا لیکن پہلا بہتر ہے اے باتمیز)

زا اگریابی بدانش ای براور عکس جیم　　پس دران وصلت بود از وقف اولی ای کریم
(اگر (ز) کسی جگہ ملے تو اسے (ج) کا عکس سمجھیں۔ بس وہاں ٹھہرنے سے بہتر ملانا ہے اے مہربان)

صاد را ہرگاہ بینی قاریا بگذر ازو　　در ضرورت ہم روا باشد ترا وقف اندرو
((ص) جس جگہ دیکھیں اس سے گذر جائیں۔ ضرورت ہو تو وہاں پر ٹھہر بھی سکتے ہیں

قاف را قد قیل دانی زانکہ بعضے قاریاں　　یقرؤن الوقف ایضا عندہ کل المکاں
((ق) کو قد قیل جانئے کیوں کہ بعض قاریوں نے۔ کہا ہے کہ یہاں وقف بہتر ہے وصل سے)

لیک دروی وصل بہتر عاقلا دائم تراست　　گر کنی تو وقف دروی پس ترا آنہم رواست

(لیکن اسمیں اے عاقل وصل بہتر ہے۔ اگر اسمیں وقف کریں تو وہ بھی جائز ہے)

ضد قاف آمد قلا ہم مثل طا وقف بود　　باز قف وسین ہریک زیں نشاں سکتہ بود

((ق) کا الٹا قلا ہے جو طا کی طرح وقف ہوتا ہے۔ پھر قف اور سین دونوں سکتہ کے نشان ہوتے ہیں)

قف اگر مکتوب یابی الیستی دائم درو　　ور صلی مرقوم یابی وصل خوانی اندرو

((قف) اگر لکھا ہوا ہو تو اس جگہ ٹھہرنا ہے اور (صلی) لکھا ہوا پائیں تو ملاکر پڑھنا ہے)

لا فقط گر آیدت وقفے مکن ہرگز دراں　　بلکہ لازم وصل باشد گفتمت اے مہرباں

(اگر صرف (لا) آئے تو وہاں وقف ہرگز نہ کریں بلکہ اس جگہ ملانا لازم ہے میں تجھ سے کہتا ہوں اے مہرباں)

گر کنی تو وقف دروے پس اعادہ آں زماں　　کن بوصلت از سر کلمہ کہ لا باشد دراں

(اگر اس جگہ وقف کیا تو پیچھے سے ملاکر دوبارہ پڑھیں　اس کلمہ کے شروع سے ملائیں جہاں (لا) کا نشان ملے)

کاف درمعنی کذلک آمدہ در ہرمکاں　　آنچہ قبلش وقف باشد ہمچناں آنجا داں

((ک) کے معنی کذلک آیا ہے ہر جگہ　اس جگہ قبل والا ہی وقف ہوتا ہے یہ جان لیں)

ضادرا وقف ضروری قاریاں کردہ نام　　یادداری ایں ہمہ او قاف را در دل مدام

((ض) کو ضروری وقف کا نام قاریوں نے دیا ہے ان تمام اوقاف کو ہمیشہ دل میں یاد رکھیں)

تیسری فصل ان الفاظ کے بیان میں جنکے زیر و زبر غلط پڑھنے سے کفر ہوتا ہے۔

رسالہ **رست القاری** میں لکھا ہے کہ تمام کلام اللہ میں سترہ مقام ایسے ہیں کہ زبر کی جگہ پر اگر زیر پڑھے اور پیش کی جگہ پر زیر یا زبر پڑھے اور زیر کی جگہ پر زبر یا پیش پڑھے تو کافر ہو جائے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اور اس پڑھنے والے کے کفر میں تمام علما کا اتفاق ہے۔ ان مقاموں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) سورہ فاتحہ میں اگر اَنعمتَ کی تا (ت) پر پیش پڑھے تو کافر ہو۔

(۲) پارہ الم سورہ بقر کے پندرھویں رکوع میں اگر وَ اِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰاھِیْمَ رَبُّہٗ کی با (ہ) پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۳) پارہ سیقول سورہ بقر کے سترھویں رکوع میں اگر قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ کی دال ثانی (دوسری دال) کو پیش کی جگہ زبر پڑھے تو کافر ہو۔

(۴) پارہ تلک الرسل سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں اگر وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ کی عین پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۵) چھٹا پارہ لا یحب اللہ سورہ نساء کے دوسرے رکوع میں اگر رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ کی ذال پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۶) دسواں پارہ واعلموا سورہ توبہ کے ساتویں رکوع میں اگر اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کی ہا (ہ) کو کسرہ (زیر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۷) پندرہواں پارہ ۔ سبحٰن الذی ۔ سورہ بنی اسرائیل کے دوسرے رکوع میں اگر وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ کی ذال پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۸) سولہواں پارہ ۔ قال الم ۔ سورہ طٰہٰ کے سولھویں رکوع میں اگر وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ کی با پر پیش پڑھے تو کافر ہو۔

(۹) سترھواں پارہ اقترب للناس ۔ سورہ انبیا کے چھٹے رکوع میں اگر اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (ت) کو فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۰) انیسوں پارہ وقال الذین سورہ شعرا کے پندرہ رکوع لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ کی ذال پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۱) بائیسواں پارہ ومن یقنت ۔ سورہ فاطرہ کے سولھویں رکوع میں اگر اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا میں اللہ کی ہا (ہ) پر پیش پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۲) تئیسواں پارہ ۔ ومالی ۔ سورہ صافات کے چھٹے رکوع میں اگر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ کی ذال پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۳) اٹھائیسواں پارہ قد سمع اللہ ۔ سورہ حشر کے چھٹے رکوع میں اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ کی واو پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۴) انتیسواں پارہ تبارک الذی ۔ سورہ حاقہ کے پانچویں رکوع میں اگر لَا یَاْکُلُہٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ کی ہمزہ پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۵) انتیسواں پارہ سورہ مزمل کے تیرھوں رکوع میں اگر فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ کے نون (ن) پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۶) انتیسواں پارہ سورہ مرسلات کے بائیسویں رکوع میں اگر فِیْ ظِلٰلٍ کی ظا (ظ) پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

(۱۷) تیسواں پارہ عمّ ۔ سورہ والنازعات کے چوتھے رکوع میں اگر اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ کی ذال پر فتحہ (زبر) پڑھے تو کافر ہو۔

جدول مرتبہ مترجم

نمبر شمار	پارہ نمبر	پارہ	سورہ	رکوع	آیت	حرکت کفر (اس سے مکمل احتیاط کریں)
۱	—	—	فاتحہ	—	النعمت	ت پر پیش
۲	۱	الم	بقر	۱۵	واذا تبتلی ابراھیم ربہ	ربہ کی ہ پر زبر
۳	۲	سیقول	"	۱۷	قتل داؤد جالوت	داؤد کی دوسری دال پر زبر
۴	۳	تلک الرسل	"	۳	واللہ یضاعف	یضاعف کی عین پر زبر
۵	۶	لایحب اللہ	نساء	۲	رسولا مبشرین و منذرین	منذرین کی ذال پر زبر
۶	۱۰	واعلموا	برات	۷	ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ	رسول کی ہ پر زیر
۷	۱۵	سبحان الذی	بنی اسرئیل	۲	وما کنا معذبین	ذال پر زبر
۸	۱۶	قال الم	طہ	۱۶	وعصی ادم ربہ	ب پر پیش
۹	۱۷	اقترب للناس	انبیا	۶	انی کنت من الظلمین	کنت کی ت پر زبر
۱۰	۱۹	وقال الذین	شعرا	۱۵	لتکون من المنذرین	منذرین کی ذال پر زبر
۱۱	۲۲	ومن یقنت	فاطرہ	۱۶	یخشی اللہ من عبادہ العلماء	اللہ کی ہ پر پیش
۱۲	۲۳	ومالی	صافات	۶	ولقد ارسلنا فیھم منذرین	منذرین کی ذال پر زبر
۱۳	۲۸	قد سمع اللہ	حشر	۶	الخالق الباری المصور	مصور کی واؤ پر زبر
۱۴	۲۹	تبارک الذی	حاقہ	۵	لایاکلہ الا الخاطؤن	ھمزہ پر زبر
۱۵	۲۹	"	مزمل	۱۳	فعصی فرعون الرسول	فرعون کی نون پر زبر
۱۶	۲۹	"	مرسلات	۲۲	فی ظلال	ظ پر زبر
۱۷	۳۰	عم	والنازعات	۴	انما انت منذر	ذال پر زبر

نوٹ :۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان غلطیوں سے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

ف ـــ سورہ فاتحہ میں سات جگہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملانے پر شیطان کا نام پیدا ہوتا ہے اور اسکے پڑھنے سے کفر کا خوف ہے۔ وہ سات یہ ہیں۔

(۱) دُلِلُ (۲) ھِرَبُ (۳) رَکِیوُ (۴) کَنَعُ (۵) کَنَسُ (۶) تَعَلَ (۷) بِعَلَ۔

چوتھی فصل آیات سجدہ کے شمار میں

اے مسلمانو جانو اور آگاہ ہو کہ سجدہ تلاوت کی آیات قرآن مجید میں چودہ ہیں۔ کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ ہدایہ کی عبارت ہے سُجُودُ التِّلَاوَةِ فِي الْقُرْاٰنِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ۔ اور وہ چودہ سجدے یہ ہیں:۔

(۱) سورہ اعراف کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے نزدیک۔ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ

(۲) سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ــ و للّٰہ یسجد من فی السمٰوٰت و الارض طوعا و کرھا و ظلالھم بالغدو و الاصال

(۳) سورہ نحل میں اس قول پر و للّٰہ یسجد ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض من دابۃ و الملئکۃ و ھم لا یستکبرون

ف ــ لیکن سنت اور معمول مایومرون پر ہے۔ (رموز القرآن)

(۴) سورہ بنی اسرائیل میں اس قول الٰہی کے نزدیک ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلیٰ علیھم یخرون للاذقان سجدا ○ و یقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا

ف ــ مجموعہ خانی میں مواقع سجدات میں سورہ بنی اسرائیل کے سجدے میں لفظ یزیدھم خشوعاء پر شمار کیا ہے اور مرقات اور طوالع میں بھی لفظ خشوعا پر ہی لکھا ہے۔ حفاظ کے درمیان بھی ایسا ہی مشہور ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے اگرچہ ان کان ربنا لمفعولا پر بھی سجدہ کہا ہے۔ ایسا ہی لکھا ہے حاشیہ رموز القرآن اور حاشیہ **مالابد منہ** میں

(۵) سورہ مریم میں اس قول کے نزدیک۔ اذا تتلی علیھم ایات الرحمن خروا سجدا و بکیا ○

(۶) سورہ حج کی اول آیت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول پر الم تر ان اللّٰہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت و من فی الارض و الشمس و القمر و النجوم و الجبال و الشجر و الدواب و کثیر من الناس ط و کثیر حق علیہ العذاب ط و من یھن اللّٰہ فما لہ من مکرم ط ان اللّٰہ یفعل ما یشاء ○

(۷) سورہ فرقان میں اس قول الٰہی کے نزدیک و اذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا و ما الرحمٰن انسجد لما تامرنا و زادھم نفورا ○

(۸) سورہ نمل میں اس قول کے نزدیک و یعلم ما تخفون و ما تعلنون ○

ف ــ مگر طحطاوی میں رب العرش العظیم پر لکھا ہے اور علامہ ابن عابدین نے بھی حاشیہ میں در مختار کے اسی کو اختیار کیا ہے۔ حاشیہ رموز القرآن و حاشیہ مالابد منہ

(۹) سورہ الم تنزیل میں اللہ جل شانہ کے اس قول پر انما یو من بایاتنا الذین اذا ذکر وا بہا خر و اسجدا و سجوا بحمد ربھم وھم لا یستکبر ون ○

(۱۰) سورہ ص میں اس قول پر فاستغفر ربہ و خر را کعا و اناب ○

ف ۔ اور نزدیک زیلعی کے فاستغفر ربہ و خر را کعا و اناب پر سجدہ ہے ۔ لیکن علامہ ابن عابدین نے حاشیہ در مختار میں آیت حسن ماب پر نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ عند حسن مآب اولی من قول الزیلعی عند و اناب ہے اور اولویت کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ بعد فغفر نالہ ذلک و ان لہ عندنا لزلفی و حسن مآب کے مشعراوپر شکر مغفرت کے بھی ہے ۔ حاشیہ رموز القرآن و حاشیہ مالا بد منہ

(۱۱) حم السجدہ میں باری تعالیٰ کے اس قول کے نزدیک لا یساء مون ○

ف ۔ مگر طحطاوی میں ان کنتم ایا ہ تعبدون پر لکھا ہے اور یہی مختار امام شافعی ہے ۔ حاشیہ رموز القرآن اور حاشیہ مالا بد منہ

(۱۲) سورہ والنجم میں اس قول کے نزدیک فاسجدو اللہ و اعبدوا ○

(۱۳) سورہ اذا السماء انشقت میں اس قول کے نزدیک فما لھم لا یومنون ○ اذا قر ی علیھم القران لا یسجدون

(۱۴) سورہ اقرا باسم ربک میں حق تعالیٰ کے اس قول کے نزدیک واسجدو اقترب ایسا ہی لکھا ہے فتاوای عالمگیری میں

پس اے مسلمانو! ان مواضع میں قرآن تلاوت کرنے والے پر اور سننے والے پر برابر ہے کہ بقصد سنے (قصداً یا جان بوجھ کر سنے) یا بغیر قصد کے سنے سجدہ کرنا واجب ہے **(ہدایہ)**

طریقہ سجدہ تلاوت کا یہ ہے کہ جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے بلا ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے۔ سجدہ میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے اس سے کم نہ کہے اور بلا تشہد اور سلام کے اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے۔ (ایساہی لکھا ہے **فتاوی عالمگیری** میں)

اگر آیت سجدہ کو لکھے یا ہجے کرے تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ساری آیت میں سے کلمۂ سجدہ کو پڑھے یا اکثر آیت پڑھے اور کلمۂ سجدہ چھوڑ دے تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ **کذافی الطحاوی** ایساہی لکھا ہے **غایتہ الاوطار** میں بھی۔ ایساہی **فتاوی عالمگیری** میں۔

کنز الدقائق و دیگر کتب فقہ میں ہے کہ سجدہ تلاوت نماز کی شرائط کے ساتھ و تکبیر کے درمیان بلا ہاتھ اٹھانے اور بلا تشہد اور سلام کے کرے۔

مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ شرائط نماز کے ساتھ کہنے سے مراد یہ ہے کہ جنابت وحدث اور حیض ونفاس سے طاہر ہو اور کپڑا اور مکان (جگہ) پاک ہو اور ستر کھلا نہ ہو اور مستقبل قبلہ (قبلہ کی جانب رخ) ہو اور قبل و بعد اللہ اکبر کہے جیسے نماز میں۔

سوائے اس کے سجدہ تلاوت کے اور احکام جن لوگوں کو دریافت کرنا مقصود ہو تو فقہ کی کتابوں میں دیکھیں بہ تصریح (تفصیل کے ساتھ) معلوم ہوگا۔

پانچویں فصل۔ سورہ، آیات، کلمات اور حروف کی تعداد نیز سورتوں کی اقسام کے بیان میں

اے عزیزو! جان لو کہ قرآن کی سورہ اور آیات و کلمات و حروف کی تعداد میں مختلف اقوال ہیں۔ اس لئے فقیر مؤلف نے جیسا کہ **بستان ابو اللیث** میں دیکھا اسکے مطابق ترجمہ کر کے جدول ذیل اصحاب و علمائے مختلفین کے نام کے ساتھ تحریر کرتا ہے تاکہ کتاب دراز (ضخیم یا موٹی) نہ ہو اور شائقین کو دریافت کرنے میں آسانی ہو۔

جدول یہ ہے

تعداد سورہائے قرآن مجید

نام	تعداد
بقول عبداللہ بن مسعودؓ	۱۱۲
بقول مجاھد	۱۱۳
بقول ابی بن کعبؓ	۱۱۶
بقول زید بن ثابتؓ	۱۱۴

تعداد آیات قرآن مجید

نام	تعداد	نام	تعداد
بقول کوفیان	۶۲۳۶	بقول ابراہیم تیمی	۶۱۹۹
بقول عبداللہ ابن مسعود	۶۲۱۸	بقول بعض اہل شام	۶۲۵۰
بقول عبداللہ ابن عباس	۶۲۱۶	بقول بصریین	۶۲۱۴
بقول اسمعیل ابن جعفر مدنی	۶۲۱۴	بقول اہل شام	۶۲۲۶
بقول مکیان	۶۲۱۲	بقول عامۂ علما	۶۶۶۶

تعداد کلمات قرآن مجید

نام	تعداد
بقول حمید اعرج	۷۶۴۳۰
بقول مجاہد	۷۰۲۵۰
بقول ابراہیم تیمی	۷۷۴۳۹۰
بقول عطائی خراسانی	۷۷۴۳۹
بقول عبد العزیز بن عبداللہ	۷۷۴۳۶

تعداد جملہ حروف کلام مجید

نام	تعداد	نام	تعداد
بقول عبداللہ ابن مسعودؓ	۳۱۲۶۹۰	بقول ابراہیم تیمی	۳۲۳۰۱۵
بقول عبداللہ ابن عباس	۳۲۳۶۷۱	بقول عبدالعزیز بن عبداللہ	۳۱۱۲۰۰
بقول مجاہد	۳۲۱۱۲۰	بقول ابراہیم نخعی	۳۲۳۲۱۵

تعداد حروف مفرد کلام مجید						
ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ
۴۸۸۷۲	۱۱۴۲۸	۱۰۱۹۹	۱۲۷۶	۳۲۷۳	۳۷۹۳	۲۴۱۶
د	ذ	ر	ز	س	ش	ص
۵۶۰۲	۴۶۷۷	۱۱۷۹۳	۱۵۹۰	۵۸۹۱	۲۲۵۳	۲۰۱۳
ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق
۱۶۰۷	۱۲۷۷	۸۴۲	۹۲۲۰	۲۲۰۸	۸۴۹۹	۶۸۱۳
ک	ل	م	ن	و	ہ	لا ی
۹۵۰۰	۳۰۴۳۲	۲۶۵۶۰	۴۵۱۹۰	۲۵۵۳۶	۱۹۰۷۰	۴۷۲۰ ۲۵۹۱۹

ف :۔ سورتوں کی تعداد میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول صحیح تر ہے اور یہی قول عامۂ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور امام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور اہل انصار کے مصحف میں ایسا ہی ہے۔ بستان ابو اللیث میں اور رسالہ زینت القاری کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ کلمات و حروف و آیات میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض نے ایک لفظ کو دو کلمہ قرار دیا ہے اور بعض نے ایک کلمہ۔ ایسے ہی بعض نے حروف مشدد کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے دو حروف۔ ایسا ہی اختلاف آیات میں بھی ہے کہ بعض نے مثلاً سات آیات ایک سورت میں شمار کی ہیں اور بعض نے آٹھ۔ پس یہ اختلاف صحابہ اور علماء کے درمیان صحیح ہے۔ اور یہ اختلاف مثل اختلاف قرأت قراء (سات قاریوں کی قرأت میں اختلاف) کے ہے۔ وہ سب صحیح ہے اور یہ اختلاف قرآن شریف کی کمی و زیادتی کا مقتضی نہ ہوگا (تقاضہ نہ کریگا)۔

جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف میں تمامی سورتیں چار قسم کے اوپر ہیں۔

(۱) اول وہ سورتیں ہیں کہ اس میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔ وہ ۴۳ سورتین ہیں۔

(۲) دوسری وہ کہ اس میں ناسخ و منسوخ دونوں ہیں وہ ۲۵ سورتیں ہیں۔

(۳) تیسری وہ کہ اس میں صرف منسوخ ہے اور ناسخ نہیں۔ وہ ۴۰ سورتیں ہیں۔

(۴) چوتھی قسم وہ ہے کہ اس میں صرف ناسخ ہے اور منسوخ نہیں وہ ۶ سورتیں ہیں۔

صراحت سورتوں کی رسالہ **سبیل الرسوخ فی علم الناس والمنسوخ** سے ترجمہ کرکے جدول ذیل میں تحریر کرتا ہوں

ف۔ سات قرأتیں جو مشہور ہیں انکے اماموں کے نام یہ ہیں۔ جن سے ان قرأتوں کی سند متواتر ہے۔

(۱) نافع مدینہ (۲) ابن کثیر مکہ میں (۳) ابن عامر شام میں (۴) ابو عمرو بصرہ میں (۵) عاصم (۶) حمزہ (۷) کسائی تینوں کوفہ میں

فارسی کی ایک رباعی میں یہ سب نام مشہور ہیں ـــــ رباعی

در مکہ نخُست ابن کثیر ست امام　　نافع زمدینہ ابن عامر از شام

در بصرہ ابو عمرو علی دارد نام　　عاصم حمزہ کسائیَ از شام

ہر امام کے دو راوی ہیں امام عاصم کے ابو بکر اور حفص اور قرأت انکی بروایت حفص ہندوستان میں مروج ہے ایسا ہی لکھا ہے **رسالہ البیان الجزیل للترتیل** میں۔

وہ سورتیں جن میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے							
۱ سورہ فاتحہ	۲ سورہ یوسف	۳ سورہ یٰس	۴ سورہ حدید	۵ سورہ رحمن	۶ سورہ الکھف	۷ سورہ جمعہ	
۸ سورہ حجرات	۹ سورہ ملک	۱۰ سورہ تحریم	۱۱ سورہ مرسلات	۱۲ سورہ الحاقہ	۱۳ سورہ نوح	۱۴ سورہ جن	
۱۵ سورہ نبا	۱۶ سورہ انفطار	۱۷ سورہ نازعات	۱۸ سورہ مطففین	۱۹ سورہ انشقاق	۲۰ سورہ فجر	۲۱ سورہ بروج	
۲۲ سورہ بلد	۲۳ سورہ والشمس	۲۴ سورہ واللیل	۲۵ سورہ الم نشرح	۲۶ سورہ والضحیٰ	۲۷ سورہ قدر	۲۸ سورہ علق	
۲۹ سورہ فیل	۳۰ سورہ بینہ	۳۱ سورہ زلزال	۳۲ سورہ القارعہ	۳۳ سورہ تکاثر	۳۴ سورہ والعادیات	۳۵ سورہ ہمزہ	
۳۶ سورہ کوثر	۳۷ سورہ قریش	۳۸ سورہ ماعون	۳۹ سورہ تبت	۴۰ سورہ فلق	۴۱ سورہ نصر	۴۲ سورہ اخلاص	۴۳ سورہ والناس

وہ سورتیں جن میں ناسخ و منسوخ دونوں ہیں				
۱ سورہ بقر	۲ سورہ آل عمران	۳ سورہ نسا	۴ سورہ مائدہ	۵ سورہ انفال
۶ سورہ انبیا	۷ سورہ توبہ	۸ سورہ ابراہیم	۹ سورہ مریم	۱۰ سورہ نور
۱۱ سورہ حج	۱۲ سورہ فرقان	۱۳ سورہ شوریٰ	۱۴ سورہ طور	۱۵ سورہ ذاریات
۱۶ سورہ احزاب	۱۷ سورہ سبا	۱۸ سورہ مومن	۱۹ سورہ مجادلہ	۲۰ سورہ شعرا
۲۱ سورہ عصر	۲۲ سورہ تکویر	۲۳ سورہ مزمل	۲۴ سورہ واقعہ	۲۵ سورہ مدثر

وہ سورتیں جن میں صرف منسوخ ہے اور ناسخ نہیں							
۱ سورہ رعد	۲ سورہ انعام	۳ سورہ ہود	۴ سورہ یونس	۵ سورہ حجر	۶ سورہ اعراف	۷ سورہ نحل	۸ سورہ کہف
۹ سورہ طہٰ	۱۰ سورہ عنکبوت	۱۱ سورہ مومنون	۱۲ سورہ اسریٰ	۱۳ سورہ نمل	۱۴ سورہ قصص	۱۵ سورہ ن	۱۶ سورہ روم
۱۷ سورہ سجدہ	۱۸ سورہ ص	۱۹ سورہ لقمان	۲۰ سورہ فاطر	۲۱ سورہ والصافات	۲۲ سورہ دخان	۲۳ سورہ حم سجدہ	۲۴ سورہ زمر
۲۵ سورہ ق	۲۶ سورہ جاثیہ	۲۷ سورہ زخرف	۲۸ سورہ احقاف	۲۹ سورہ محمد	۳۰ سورہ نجم	۳۱ سورہ ممتحنہ	۳۲ سورہ قمر
۳۳ سورہ معارج	۳۴ سورہ دھر	۳۵ سورہ طارق	۳۶ سورہ قیامہ	۳۷ سورہ زیتون	۳۸ سورہ غاشیہ	۳۹ سورہ عبس	۴۰ سورہ کافرون

وہ سورتیں جن میں صرف ناسخ ہے اور منسوخ نہیں					
۱ سورہ فتح	۲ سورہ طلاق	۳ سورہ اعلیٰ	۴ سورہ حشر	۵ سورہ تغابن	۶ سورہ منافقون

قرآت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیت ہیں منجملہ انکے ایک ہزار آیت وعدہ اور ایک ہزار وعید و ایک ہزار امر و ایک ہزار نہی و ایک ہزار مثل و ایک ہزار قصص اور پانچ سو آیت حلال اور حرام کی ہیں۔ اور ایک سو ادعیہ اور چھیاسٹھ آیت منسوخ

ف۔ا تفصیل آیت حِل آیت حرمت

۲۵۰ ۲۵۰

چنانچہ کسی نظم میں بھی ان عددونکو بیان کیا ہے وہ نظم یہ ہے ـــــ

نظم

آیتِ قرآں کہ خوب و دلکش اند — شش ہزار و شش صد و شصت و شش اند
یک ہزارش وعدہ و یک در وعید — یک ہزارش امر و یک نہی شدید
یک ہزار او مثال اعتبار — یک ہزارش قصہ ہائے بے شمار
پانصد بحث حلال ست و حرام — صد ازان تسبیح صبح وورد شام
شصت و شش زانسبت منسوخ از حساب — در عمل نہ در قرات نہ کتاب
یکصدست و چار دہ سورہ دران — چار دہ سجدہ دگردہ وقف دان

ایضاً

گفت یک مردے فقیہے ہوش مند — لفظ اللہ در کلام اللہ چند
گفتمش بشنوز من اے نامدار — دو ہزار و پانصدو ہشتا د و چار

نقل از خاتمۂ رسالۂ **مقصود القاری**

تعداد ان سورتوں کی جو مکہ معظہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں رسالۂ **سبیل الرسوخ فی علم الناسخ و المنسوخ** سے ترجمہ کر کے جدول ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

تعداد ان سورتوں کی جو مکہ معظمہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں۔				
۱ سورہ علق	۲ سورہ ن	۳ سورہ مزمل	۴ سورہ مدثر	۵ سورہ تبت
۶ سورہ کورت	۷ سورہ اعلیٰ	۸ سورہ واللیل	۹ سورہ فجر	۱۰ سورہ والضحیٰ

۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	
سورہ الم نشرح	سورہ عصر	سورہ عادیات	سورہ کوثر	سورہ تکاثر	
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	
سورہ ماعون	سورہ کافرون	سورہ فیل	سورہ اخلاص	سورہ نجم	
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	
سورہ عبس	سورہ قدر	سورہ والشمس	سورہ بروج	سورہ تین	
۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	
سورہ قریش	سورہ القارعہ	سورہ قیامہ	سورہ ہمزہ	سورہ مرسلات	
۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶
سورہ ق	سورہ بلد	سورہ طارق	سورہ قمر	سورہ ص	سورہ اعراف
۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲
سورہ جن	سورہ یس	سورہ فرقان	سورہ فاطر	سورہ مریم	سورہ طہ
۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸
سورہ واقع	سورہ شعرا	سورہ نمل	سورہ قصص	سورہ اسریٰ	سورہ یونس
۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴
سورہ سبا	سورہ زمر	سورہ مومن	سورہ حم السجدہ	سورہ شوریٰ	سورہ زخرف
۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶
سورہ دخان	سورہ جاثیہ	سورہ احقاف	سورہ ذاریات	سورہ غاشیہ	سورہ کہف
۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲
سورہ نحل	سورہ نوح	سورہ ابراہیم	سورہ انبیا	سورہ مومنون	سورہ تنزیل السجدہ
۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸
سورہ طور	سورہ ملک	سورہ حاقہ	سورہ معارج	سورہ نبا	سورہ نازعات
۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	
سورہ انفطار	سورہ انشقت	سورہ روم	سورہ عنکبوت	سورہ مطففون	

تعداد ان سورتوں کی جو مدینہ منورہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵
سورہ بقر	سورہ انفال	سورہ آل عمران	سورہ احزاب	سورہ ممتحنہ

۶ سورہ نسا	۷ سورہ زلزال	۸ سورہ حدید	۹ سورہ محمد	۱۰ سورہ رعد	
۱۱ سورہ رحمن	۱۲ سورہ دھر	۱۳ سورہ طلاق	۱۴ سورہ بینہ	۱۵ سورہ حشر	
۱۶ سورہ فلق	۱۷ سورہ ناس	۱۸ سورہ نصر	۱۹ سورہ نور	۲۰ سورہ حج	
۲۱ سورہ منافقون	۲۲ سورہ مجادلہ	۲۳ سورہ حجرات	۲۴ سورہ تحریم	۲۵ سورہ الصف	
۲۶ سورہ جمعہ	۲۷ سورہ تغابن	۲۸ سورہ فتح	۲۹ سورہ توبہ	۳۰ سورہ مائدہ	۳۱ سورہ فاتحہ

ف اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ سب سے آخر میں مکہ معظمہ میں کون سی سورت نازل ہوئی ہے۔ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ سورہ عنکبوت اور بقول عطا و ضحاک سورہ مومنون ہے۔ مجاہدؒ نے کہا کہ سب سے پیچھے مکہ معظمہ میں سورہ مطففون نازل ہوئی ہے۔ پس بہ روایت علمائے ثقات مکہ معظمہ میں ۸۳ سورتیں نازل ہوئیں اور مدینہ طیبہ میں سب کے آخر میں سورہ مائدہ نازل ہوئی ہے اور بعضوں کے نزدیک سورہ توبہ اور سورہ فاتحہ اول بار مکہ معظمہ میں اور دوسری بار مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے اور نزول سورتوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مدنی ہے ایسا ہی لکھا ہے **رسالہ سبیل الرسوخ فی علم الناسخ والمنسوخ** میں۔

جدول اسامی ۳۰ پارہ قرآن مجید				
۱ الم	۲ سیقول	۳ تلک الرسل	۴ لن تنالوا	۵ والمحصنت
۶ یحب اللہ	۷ واذا سمعوا	۸ ولو اننا	۹ قال الملاء الذین	۱۰ واعلموا
۱۱ یعتذرون	۱۲ ومامن دابة	۱۳ وما ابرئ نفسی	۱۴ ربما یود الذین	۱۵ سبحن الذی
۱۶ قال الم اقل لک	۱۷ اقترب للناس	۱۸ قد افلح المومنون	۱۹ وقال الذین	۲۰ امن خلق السموٰت

۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵
اتل ما اوحی	و من یقنت	ومالی لا اعبد	فمن اظلم	الیہ یرد
۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
حم	قال فما خطبکم	قد سمع اللہ	تبارک الذی	عم یتساء لون

نثر خاتمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوان سخنوروں کا زلہ ربا احقر ضیا الدین احمد ضیاء نثر خاتمہ کرتا ہے ۔ جادہ امتثال امر پر بسرو چشم قدم دھرتا ہے ۔ سبحان اللہ و الحمد للہ یہ آداب القرآن کیا ہی عمدہ رسالۂ فیض رسان ہے نام تاریخی اسکا "فضائل القرآن" ہے۔ قطعہ بقاعدہ تخرجہ از راقم

شد مرتب چہ ایں رسالۂ فیض　　　شکر صد شکر ایزد سبحان

جوشش خامہ ام چو سر بر داشت　　　شد منقش "فضائل القرآن"

۱۳۰۱ھ

مؤلف اسکے جناب فیض مآب سید السادات مجمع الکرامات مولانا الاعظم مولوی سید شاہ محمد اشرف عالم صاحب ہیں زاد اللہ بر کاتہ الی یوم الدین و مدا اظلالہ علی مفارق الطالبین۔ قبل اسکے جناب ممدوح نے ایک کتاب "مجمع الآداب" جسکی تاریخ "نسخہ اشرف" ہے تالیف کر کے مطبع نامی نظامی واقع کانپور میں ارسال فرمائی ۔ چنانچہ ممدوح اکابر آفاق مجمع مکارم اخلاق جناب مولوی محمد عبد الرحمن خان صاحب کے حسن انتظام سے جو اوس مطبع کے نامی گرامی مہتمم ہیں۔ بہت صحیح و درست چھپکر شائع ہوئی ناظرین کے مطبوع طبائع ہوئی اب یہ دوسرا رسالہ موسومہ بہ "آداب القران" جو اہل اسلام و ایمان کے لئے آئین تلاوت و قانون قرأت ہے مطبع مذکور میں روانہ ہوتا ہے۔ عنقریب چھپکر مشتہر زمانہ ہوتا ہے لراقمہ

خدا بہرہ وران سبھوں کو کرے　　　پڑھے جو کوئی اسکو یا جو لکھے

ارباب عقیدت و ارادت پر مخفی و محتجب نہ رہے کہ جناب مؤلف صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضرت مولانا شاہ شہباز محمد دیوریہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ہیں۔ اور انکے اجداد امجاد میں سے سید حاجی خیر الدین علیہ الرحمہ اور صاجزادے اونکے مولانا شاہ خطاب قدس سرہٗ کہ مسکن انکا بخارا شریف تھا بعد زیارت حرمین شریفین بطریق سیر وارد مقام دیورہ ہوئے اور چندے وہاں سکونت اختیار کی۔ پھر بعد وفات سید حاجی خیر الدین مولانا سید شاہ خطاب مع فرزند ارجمند اپنے حضرت مولانا شہباز محمد دیورہ سے بھاگلپور تشریف لائے ۔ چونکہ ولایت بھاگلپور کی روز ازل سے بنام نامی قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا شہباز محمد کے نامزد ہوئی تھی ۔ اس لئے یہاں اقامت گزیں و استقامت پذیر ہوئے ۔ جب آفتاب عالمتاب کرامت افق ولایت شہبازی سے طلوع ہونے لگا عالم شرق سے

غرب تک انوار ہدایت سے معمور ہو گیا۔ حاجتیں بر آنے لگیں کرامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ دور دور سے طالبین پیاسے آئے چشمۂ فیضان شہبازی سے سیراب ہو گئے۔ اس طریقے میں کیسے کیسے علما صاحب صدق و یقین ہوئے اور خلفائے اکابرین بزرگان دین ہوئے۔ شاہ گدا دونوں آتے تھے اپنی اپنی مرادیں پاتے تھے جیسا کہ کتب متقدمین و متاخرین "ملفوظات فرح و کمال" و "بہارستان شعور" وغیرہ میں مذکور ہے۔ کرامات شہبازی کی شہرت نزدیک و دور ہے ہزاروں خلفا نے خرقۂ خلافت پایا۔ عالم میں خرق عادت وکرامت کا شور مچایا۔

در فیض است منشیں از کشائش ناامید ایں جا　　برنگ دانہ از ہر قفل می روید کلید ایں جا (ناصر علی)

الحق حضرت مولانا مفخرالیہ ولی حق مادرزاد ہیں۔ خرق عادات وکرامات با ہرات زائد الوصف انکے خداداد ہیں۔ "تذکرہ شہبازیہ" میں مرقوم ہے کہ آنحضرت ایام طفولیت میں لڑکوں کے ساتھ مکتب خانہ میں پڑھتے تھے۔ جب سبق پڑھ لیتے آفتاب کو دیکھا کرتے۔ ایک روز لڑکوں نے دھوم مچائی استاد کے پاس آکر یوں شکایت کی کہ شہباز کتاب یاد نہیں کرتے روزانہ سبق لے لے کے آفتاب کو دیکھتے ہیں۔ اوستاد نے ان سے خفا ہو کر کہا کس واسطے سبق یاد نہیں کرتے اور آفتاب کو کیوں دیکھتے ہو۔ جواب دیا کہ سبق میرا ورق آفتاب میں لکھا ہے۔ اوستاد نے جب دیکھا صاف لکھا نظر آگیا۔ پھر تو اوستاد معتقد ہو گئے لوہا مان گئے

مرید اب پیر کے دربار میں آ　　گنہ کا جی میں کچھ وسواس مت لا
جو کچھ چاہے تو یاں شہباز سے لے　　مراد اپنی شہ ممتاز سے لے

(نوٹ) :- اسکے بعد غزل اور منقبت اردو فارسی کی ہے جسے برائے اختصار حذف کرتا ہوں

جہت آگاہی برادران طریقت وغیرہم بہ تحریر تاریخ ولادت وارتحال و تعداد عمر حضرت مولانا مخدوم شاہباز محمد قدس اللہ سرہ العزیز شرفی بہ خامہ و قرطاس دادہ می شود تفصیلش این ست۔

تولد حضرت مولانا شاہباز قدس سرہ در سن ۹۵۶ ھجری قدسی و سن پنجم جلوس ہمایوں بادشاہ خلد اللہ ملکہ۔ تاریخ در آمد بھاگلپور بعمرسی (۳۰) سال در سن ۹۸۶ ھجری نبوی۔ تعداد عمر آنحضرت ۹۵ نود و پنج سال۔ تاریخ وفات آنحضرت شانزدہم (۱۶) شہر صفر روز پنجشنبہ سن ۱۰۵۰ ھجری نبوی شانزدہم جلوس شاہجہاں بادشاہ غازی نور اللہ مرقدہ جس کی تاریخ لفظ "غمی" سے نکلی ہے

۷۸۶
۹۲

زیبِ سجادہ شاہبازِ جہاں   اشرف العالِم فصیح بیاں

۴

رسالہ مجمع الآداب

(روز مرہ کی زندگی کے آداب اور حقوق و فرائض حرام و حلال وغیرہ)

شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

مجمع الآداب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد احقر العباد خادم الطلبہ جاروب کش آستانہ عالیہ حضرت قدوۃ العارفین رئیس المتشرعین مولانا شہباز محمد دیوریہ قدس سرہٗ محمد اشرف عالم بن جناب حضرت سید ناو مرشدنا مولانا محمد عابد عرف شاہ نوری نور اللہ مرقدہٗ و قدس اسرارہٗ متوطن شہر بھاگلپور خدمت میں جمیع مسلمانوں کی عرض کرتا ہے کہ مدت ایک سال سے اس فقیر سراپا تقصیر کے دل میں یہ خواہش اور تمنا تھی کہ کوئی رسالہ آداب سلام و حقوق مسلمانان وغیرہ کے بیان میں حدیث وفقہ کی کتابوں سے جمع کرے۔ لیکن بوجہ انواع ترددات وافکار دنیاوی اسقدر فرصت و مہلت نہ ملتی تھی کہ اسکی طرف توجہ کرتا۔ مگر ایک روز بہ حسن اتفاق یہ مطلب دلی اپنا خدمت سراپا برکت میں افضل العلما جناب استاذنا حضرت مولانا محمد عجیب اللہ صاحب پیشاوری مولداً و رام پوری مسکناً دام ظلہ العالی کے بعد حصول سبق عربی کے ظاہر کیا۔ مولانا ممدوح نے اس ارادے اور خواہش کو بندے کی نہایت مستحسن و بہتر جان کر واسطے انجام اس امر دشوار کے اس ناچیز کو تاکید بلیغ فرمائی۔ اگرچہ اس فقیر کو اسقدر علم ولیاقت نہ تھی جو ایسے امر صعب پر کمربستہ و آمادہ ہوتا لیکن چونکہ بجا آوری حکم اوستاذ لازم و ضروری و نافرمانی حکم موجب بے ادبی و بد بختی تھی لاجرم مستعیناً باللہ بتاریخ یکم ماہ جمادی الآخر ۱۲۹۶ ہجری کو حدیث و فقہ کی عربی و فارسی و اردو کتابیں جو کچھ کہ نزدیک بندے کے موجود تھیں ان سے مسائل ضروری آداب سلام وغیرہ بنظر افادہ جملہ مسلمانوں کے جمع کرنا شروع کیا۔ الحال بتوفیق رب العالمین و بہ برکت روح مقدس جناب سید المرسلین و بہ امداد بزرگان دین بتاریخ ۲۵ ماہ شعبان المعظم سنہ مذکور الصدر کو تحریر رسالہ ہذا نے انجام و اختتام پایا۔ من بعد بنظر اصلاح خدمت عالی درجت میں جناب استاذی موصوف کے پیش کیا۔ آپ نے پس از ملاحظہ اس رسالے کو بہت پسند فرمایا اور جہاں کہیں عبارت میں کچھ غلطی پائی اور اس میں اصلاح دیکر نام اسکا "مجمع الآداب" رکھا۔

اور ترتیب بیان اس رسالے کی یوں ہے کہ جو حدیث اور عبارت فقہ کی اس کتاب میں جمع کی گئی ہے پہلے ترجمہ اسکا بزبان اردو واسطے سمجھنے سب فارسی و اردو جاننے والوں کے لکھ کر بعد حدیث و عبارت فقہ کو بقید نام اوس کتاب کے جس سے انتخاب کیا ہے لکھا۔ اور سرے پر ہر حدیث کے حرف ح نشانی حدیث اور بعض حدیثوں کے ذیل میں حرف ف علامت فائدے کی رقم کیا۔ اور جو عبارت کتاب اردو یا ترجمہ اردو، فارسی کتابوں سے لکھا اوسکا نام بھی آخر میں تحریر کرکے مرتب اوپر پانچ باب اور پندرہ فصل کے گردانا۔

اب امید ناظرین رسالہ ہذا سے یہ ہے کہ جو لوگ اسکو ملاحظہ فرماکر نفع اوٹھاویں فقیر کو بدعائے خیر یاد فرماویں اور اگر کسی جگہ کچھ عیب یا غلطی پاویں تو اسکی اصلاح میں کوشش کریں۔

پہلا باب

سلام، چھینک، جمائی، مصافحہ وغیرہ کے آداب کے بیان میں

پہلی فصل سلام کے بیان میں

اے مسلمانو! جانو اور آگاہ ہو کہ جب تم میں سے کوئی کسی مسلمان سے ملاقات کرے تو چاہیئے کہ سلام کرے۔ اسلئے کہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو چاہیئے کہ اس پر سلام کرے۔ پس اگر ان دونوں کے درمیان درخت یا پتھر یا دیوار حائل ہو اور اس سے پھر ملے تو اسپر دوبارہ سلام کرے۔

عن ابی هریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذالقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ فان حالت بینهما شجرۃ اوجدار او حجر ثم لقیہ فلیسلم علیہ نقل کی یہ ابوداؤد نے **(مشکوٰۃ المصابیح)**

ف۔ یعنی اسقدر مفارقت (جدائی) میں سلام مستحب ہوتا ہے چہ جائیکہ زیادہ۔ اسمیں سلام کے مستحب ہونے اور اس ادب کی رعایت میں کمال مبالغہ ہے۔ **(شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی)**

سلام کرنا سنت اور اسکا جواب دینا فرض کفایہ ہے۔ پس اگر کوئی جماعت کے اوپر سلام کرے تو ان سے ایک بھی اگر جواب دیگا تو انکے ذمے سے جواب اتر جائیگا نہیں تو سب گنہگار ہونگے۔

اذاسلم علی جماعۃ فرد واحد منهم یسقط عن الباقین لانہ فرض کفایۃ

نقل کیا یہ **ابراہیم شاہی** میں سراجیہ سے

روایت ہے علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔ البتہ جماعت کی طرف سے کفایت کرتا ہے کہ جس وقت وہ کسی کے پاس سے گذریں تو ان میں سے ایک سلام کرے اور بیٹھنے والوں کے لئے کفایت کرتا ہے (یعنی کافی ہے) کہ ان میں سے ایک جواب دے۔

عن علی بن ابی طالب قال لیجزی عن الجماعۃ اذ امرّ وان یسلّم احدهم ویجزئ عن الجلوس ان یرد احدهم نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمانی میں **(مشکوٰۃ المصابیح)**

ف۔ ایسے ہی جس وقت ایک جماعت پر ٹھہریں یا داخل ہوں یا ایک شخص پر۔ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ سلام کرنا سنت کفایہ ہے اور سلام کا جواب فرض کفایہ۔ اگر جماعت میں سے ایک شخص بھی سلام کر دیگا یا ایک بھی جواب دیگا تو ہر ایک کے ذمے سے ساقط ہو جائیگا لیکن ہر ایک کا کرنا افضل ہے۔ **(شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی)**

جب کوئی کسی کو سلام کرے تو چاہیئے کہ لفظ جماعت کا کہے (یعنی السلام علیکم) اور جواب دینے میں بھی ایسے ہی لفظ جماعت کا کہے۔ اس لئے کہ سلام کرنے والا اکیلا نہیں ہوتا ہے اسکے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔

اسی واسطے لفظ جماعت کا کہے تا کہ جو فرشتہ اسکے محافظین ہیں ان پر بھی سلام ہو ۔ وینبغی للرجل اذا سلم علی واحدان یسلم بلفظ الجماعۃ وکذالک فی الجواب لان المسلم لا یکون واحدا ۔

(بستان ابو للیث)

روایت کی ہے اعمش نے ابراہیم نخعی سے کہ اس نے کہا کہ جس وقت تو کسی کے اوپر سلام کرے تو کہہ السلام علیکم اسلئے کہ اسکے ساتھ فرشتے ہیں ۔

ح.وروی الاعمش عن ابراھیم النخعی انہ قال اذا سلمت علی واحد فقل السلام علیکم فان معہ الملائکۃ ۔ (بستان ابو للیث)

سلام کرنے والے کے لئے افضل یہ ہے کہ کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جواب دینے والا بھی اسی طرح کہے ۔ اور چاہئے کہ لفظ برکات کے اوپر کچھ زیادہ نہ کرے ۔ کہا علی بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ ہر شئے کے واسطے انتہا ہے اور سلام کی انتہا برکات ہے ۔ والافضل للمسلم ان یقول السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ والمجیب کذلک یردو لا ینبغی ان یزاد علی البرکات شع قال علی بن عباس بکل شئی منتھی ومنتھی السلام البرکات ۔ نقل کیا گیا یہ عالمگیری میں محیط سے

روایت کی ہے ابی امامہ باہلی نے سہل ابن حنیف سے اور انہوں نے اپنے والد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان جملوں کے اندر سے (یعنی علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) ہر ایک کلمے کے عوض میں دس دس نیکیاں لکھی جائینگی ۔

ح.وروی ابو امامۃ الباھلی عن سھل بن حنیف عن ابیہ ان النبی علیہ السلام قال السلام علیکم کتب لہ عشر حسنات ومن قال السلام علیکم ورحمتہ اللہ کتب لہ عشرون حسنۃ ومن قال السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کتب لہ ثلاثون حسنۃ (لبستان ابو للیث)

روایت ہے عمران ابن حسین رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ السلام علیکم ۔ پس آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا ۔ پھر وہ بیٹھا ۔ پس آپ نے فرمایا اسکے واسطے دس نیکیاں لکھی جائینگی ۔ پھر دوسرا شخص حاضر ہوا اور کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپ نے اس کو جواب دیا ۔ پھر وہ بیٹھ گیا ۔ پس آپ نے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیاں لکھی جائینگی ۔ پھر تیسرا شخص آیا اسنے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ پس حضرت نے اسکو جواب دیا ۔ پھر بیٹھ گیا پس آپ نے فرمایا اسکے لئے تیس نیکیاں لکھی جائینگی ۔ ح ۔ عن عمران بن حسین ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فرد علیہ ثم جلس فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمتہ اللہ فرد علیہ فجلس فقال عشرون ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ فرد علیہ

فجلس فقال ثلثون نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے (**مشکوٰۃ المصابیح**)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان باہم سلام کرتے ہیں تو سو رحمتیں ان میں بٹتی ہیں۔ نوے اسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اس کا حق ہے جو جواب دیتا ہے۔

(**ترجمہ کیمائے سعادت**)

جب کسی مسلمان سے ملاقات کرے تو پہلے خود سلام کرے جیسا کہ روایت ہے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق آدمیوں میں وہ شخص اللہ کے بہت نزدیک ہے جو سلام کے ساتھ ابتدا کرے۔ ح۔ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ و سلم ان اولے الناس باللّٰہ من بداء بالسلام نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے (**مشکوٰۃ المصابیح**)

ف۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ آپس میں راہ میں ملیں۔ اسلئے کہ اس صورت میں سلام کے حق میں برابر ہیں اور اگر ایک بیٹھا ہوا ہو اور دوسرا اس پر وارد ہوا تو سلام کرنا وارد (آنے والے) کا حق ہے بیٹھے ہوئے پر۔ پس اگر وارد سلام کے ساتھ سبقت کرے تو نزدیک تر نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اس نے اس حق کو ادا کیا جو اس کے ذمے پر لازم تھا اور اگر بیٹھا ہوا ابتدا کرے گا تو فضیلت اسکے لئے ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تین چیزیں مسلمان بھائیوں کے خلوص و محبت کی موجب (واجب کرنے والی) ہیں۔ ایک ملاقات کے وقت سلام کے ساتھ ابتدا کرنا۔ دوسری اس نام کے ساتھ پکارنا جسے وہ دوست رکھے (یعنی پسند کرے)۔ تیسری جب وہ آئے تو مجلس میں جگہ دینی۔

(**شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق**)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کے قبل کچھ بات نہ کرے۔ بموجب حدیث شریف کے ح۔ قال صلی اللّٰہ علیہ و سلم لا تبدو بالکلام قبل السلام اور جو شخص سلام کے قبل کلام کرنا شروع کرے اس کا جواب نہ دے۔ ایسا ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قال صلی اللّٰہ علیہ و سلم من بداء کم بالکلام قبل السلام فلا تجیبوہ (**لباب الاخبار**)

جس وقت کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں پر سلام کرے۔ اس سے اس پر اور اس کے گھر والوں پر برکت ہوتی ہے۔ ایسی ہی روایت کی گئی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے بیٹے جس وقت کہ تو اپنی اہل کے اوپر داخل ہو تو سلام کر کہ تیرا سلام تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر برکت کا سبب ہوگا۔ ح۔ عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال یابنی اذا دخلت علی اھلک فسلم یکون برکۃً علیک و علیٰ اھل بیتک نقل کی یہ ترمذی نے (**مشکوۃ المصابیح**)

ف۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہے السلام علینا و علیٰ عباد اللّٰہ الصّالحین۔ تاکہ جو ملائکہ وہاں ہوں

اُن پر بھی سلام پہنچے۔ (**شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی**)۔ ایسے ہی مذکور ہے عالمگیری میں ہے اذا دخل رجل فی بیتہ لیسلم علی اھلبیتہ و ان لم یکن فی البیت احد یقول السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین (نقل کی یہ **عالمگیری** میں محیط ہے)

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم گھر میں داخل ہو پس سلام کرو اپنے گھر کے لوگوں پر اور جب تم گھر سے نکلو تو اپنے اہل کو سلام کے ساتھ رخصت کرو۔

ح ۔ عن قتادۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلتم بیتا فسلّمو علی اھلہ و اذا خرجتم فاو دعوا اھلہ بسلام نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں بہ طریق ارسال کے (مرسل وہ حدیث ہے جسکے اول راوی یعنی اصحاب کا نام گم ہو) (**مشکوٰۃ المصابیح**)

جاننا چاہیئے کہ جس طرح ملاقات کے وقت سلام کرنا سنت ہے ویسے ہی رخصت کے وقت بھی سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا بھی ایسے ہی واجب ہے ملاقات اور رخصت کے وقت اور یہی صحیح ہے

ان السلام سنۃ عندالانصراف کما ھو سنۃ عند اللقاء فکما یجب الرد عند اللقاء کذلک عندالانصراف ھذا ھو الصحیح نقل کی یہ **ابراہیم شاہی** میں **مطالب المومنین** سے

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے ایک کسی مجلس کی طرف پہنچے پس چاہیئے کہ سلام کرے۔ پس اگر دل میں آئے کہ بیٹھیں تو بیٹھ جائے۔ پھر جس وقت چلنے کے واسطے کھڑا ہو تو چاہیئے کہ سلام کرے۔ اس لئے کہ پہلا سلام کرنا دوسرے سے زیادہ تر نہیں ہے۔ ح ۔ عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انتھٰی احد کم الی مجلس فلیسلم فان بداء لہ ان یجلس فلیجلس ثم اذا قام فلیسلم فلیست الاولیٰ باحق من الاخرۃ

نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے (**مشکوٰۃ المصابیح**)

ف ۔ یعنی جیساکہ ہر ہر مرتبہ سلام کرنا سنت ہے ایسے ہی سلام کا جواب بھی واجب ہے

(**شرح مشکوٰۃ الشیخ عبدالحق دہلوی**)

جب جمع ہوکر مسلمان اور کفار ایک جگہ پر بیٹھیں تو ان لوگوں پر سلام کرے اور کہے السلام علیکم اور اپنے دل میں مسلمانوں پر سلام کرنے کی نیت کرے نہ کہ کفار پر اور اگر السلام علی من اتبع الھدی کہے تو جائز ہے۔ اذا اجتمع المسلمون و الکفار یسلم علیھم و یقول السلام علیکم و ینوے فی قلبہ المسلمین دون الکفار و لو قال السلام علی من اتبع الھدی یجوز نقل کی یہ **ابراہیم شاہی** میں **کبرا** سے

روایت ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس پر گذرے کہ اس میں لوگ ملے جلے تھے مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود پس سلام کیا حضرتؐ نے ان پر

ح ۔ عن اسامة بن زیدان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مر بمجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین عبدۃ الاوثان والیھود فسلم علیھم نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

ف ۔ یعنی آپؐ نے سلام کیا اس جماعت پر جو مخلوط تھی مسلمانوں پر سلام کے قصد سے۔ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ اگر جماعت ایسی بیٹھی ہو کہ بعضے سلام کے مستحق ہوں اور بعضے غیر مستحق کافران اور مبتدعان کی مانند تو مستحقین پر اس سلام کی نیت سے جماعت کے اوپر سلام کرے (شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی)

★ مسلمانوں کو سلام کرنا چاہیئے اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ اسلام میں سلام کرنا سب خصلتوں سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اہل اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور سلام کہنا آشنا اور نا آشنا کے اوپر۔

عن عبداللّٰہ بن عمر و ان رجلا سال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام و تقرئ السلام علی من عرفت و من لم تعرف نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

خطبے کے نزدیک سلام کرنا مکروہ ہے اور اس کے سلام کا جواب نہ دینا چاہیئے اور سلام کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ (ظفر جلیل)۔ زور سے قرآن پڑھنے کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے یکرہ السلام عندقراۃ القران جھرا (عالمگیری)۔ اگر قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی حالت میں کوئی سلام کرے تو قاری پر اس کا جواب دینا واجب ہے اور یہی مختار ہے۔ ان اسلم فی حالۃ التلاوۃ المختار انہ یجب الرد (عالمگیری)۔ ابراہیم شاہی میں معین المسلمین نے یوں نقل کی ہے کہ قرآن پڑھنے کے وقت اور مذکرہ علم اور اذان و تکبیر کے وقت سلام مکروہ ہے۔ یکرہ السلام عندقراۃ القران و مذاکرۃ العلم و الاذان و الاقامۃ قرآن سننے والے پر سلام مکروہ ہے اور اس پر سلام کرنے والا گنہگار ہوتا ہے لیکن وہ جواب دے (ظفر جلیل)۔ سلام کرنا اس شخص پر مکروہ ہے جو پاخانے گیا ہو قضائے حاجت کے لئے۔ پس اگر کسی نے اس پر سلام کیا تو ابوحنیفہؒ کے نزدیک دل سے جواب دے نہ کہ زبان سے اور ابویوسفؒ کے نزدیک مطلق جواب نہ دے اور محمدؒ کے نزدیک حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جواب دے۔

رجل سلم علی من کان فی الخلاء یتغوط ویبول لا ینبغی لہ ان یسلم علیہ فی ھذہ الحالۃ فان سلم علیہ قال ابو حنیفۃؒ یرد علیہ السلام بقلبہ لا بلسانہ و قال ابو یوسف لا یرد علیہ لا بالقلب لا باللسان و لا بعد الفراغ ایضا و قال محمد یرد السلام بعد الفراغ من الحاجۃ (عالمگیری)

نماز پڑھنے والے پر سلام مکروہ ہے اور سلام کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور اسکے سلام کا جواب نہ دے۔ سائل پر سلام کرنا مکروہ ہے اور اگر سائل سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں (ظفر جلیل) جیسا کہ لکھا ہے عالمگیری میں السائل اذا سلم لا یجب رد سلامہ۔ مکروہ ہے سلام کرنا قاضی پر محکمے میں اور جواب بھی اس

پر واجب نہیں۔ مکروہ ہے سلام استاذ پر درس کے نزدیک اور اگر کوئی سلام بھی کرے تو اسکا جواب واجب نہیں۔ مکروہ ہے سلام شطرنج اور نرد وغیرہ کھیلنے والے پر (ظفر جلیل)

جب کسی کو کوئی شخص کہے کہ میری طرف سے فلاں کو سلام پہنچا دینا تو اس پر اس سلام کا پہنچانا واجب ہے۔ اذا امر رجلا ان یقرا سلامہ علی فلان یجب علیہ ذلک (عالمگیری) جب کوئی کسی کی طرف سے کسی کو سلام پہنچائے تو پہچانے والا اور غائب دونوں پر جواب دینا چاہیئے۔ پہلے سلام پہنچانے والے پر اسکے بعد غائب پر من بلغ انسانا سلاما من غائب کان علیہ ان یرد الجواب علی المبلغ اولا ثم علی الغائب (عالمگیری)

★ سوار پیادے پر، کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے پر، چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر اور چھوٹا اپنے بڑے پر سلام کرے۔ ویسلم الراکب علی الماشی والقائم علی القاعد والقلیل علی الکثیر والصغیر علی الکبیر نقل کی یہ عالمگیری میں خلاصے سے

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام علیک کرے سوار پیادے پر اور چلنے والا بیٹھنے والا پر اور تھوڑی جماعت بہتوں پر۔

ح ــ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر

نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے پر اور گذرنے والا بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے اپنے سے زیادہ پر سلام کریں۔

ح ــ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم الصغیر علی الکبیر والمآر علی القاعد والقلیل علی الکثیر نقل کی یہ۔ بخاری نے (مشکوٰۃ المصابیح)

ف ــ علما نے لکھا ہے کہ یہ حکم ملاقات کا ہے یعنی جب دو آدمی ملاقات کریں تو اسکا حکم یہی ہے۔ اور اگر وارد ہوا آدمی ایک دوسرے پر تو ابتدائے سلام وارد پر ہے بہرحال چھوٹا ہو یا بڑا کم ہو یا بہت۔

(شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی)

★ اگر سلام کرے کوئی کتابی مانند یہود و نصاریٰ کے تو جواب میں فقط وعلیکم کہے جیسا کہ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت اہل کتاب تم سے سلام علیک کریں تو ان کے جواب میں وعلیکم کہو۔ ح ــ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا سلم علیکم اھل الکتاب فقولوا وعلیکم نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

دوسری فصل چھینک اور جماہی کے بیان میں

★ اے لوگو! جانو کہ چھینکنے والے پر الحمد للہ کہنا مستحب اور سننے والے پر جواب دینا یعنی یرحمک اللہ کہنا واجب کفایہ ہے۔ پس اگر مجلس کے لوگوں میں سے ایک بھی جواب دے گا تو سب کے ذمے سے ادا ہو جائے گا نہیں تو سب گنہگار ہونگے (ظفر جلیل)۔ اگر بعد چھینکنے کے الحمد للہ نہ کہے تو جواب دینا واجب نہیں ہے اور چھینکنے والا جواب کا مستحق نہ ہوگا۔ جیسا کہ مسلم میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی چھینکے پھر الحمد للہ کہے تو اس کو نیک دعا دو یعنی یرحمک اللہ کہو اور اگر الحمد للہ نہ کہے تو اسکو مت دعا دو

ح ۔ اذا عطس احدکم فحمد اللہ فشمتوہ فان لم یحمد اللہ فلا تشمتوہ

(مشارق الانوار)

★ جب جواب دینے والا یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اس پر یوں کہے ۔ یہدیکم اللہ ویصلح بالکم جیسا کہ بخاری میں روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے اور اسکا بھائی اور مصاحب جواب میں یرحمک اللہ کہے یعنی خدا تجھ پر رحمت کرے اور جب اسکو یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا دوسرے سے یوں کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم۔ یعنی خدا تم کو نیک راہ بتائے اور تمہارے دل کو سنوارے۔ ح ۔ اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ ولیقل لہ اخوہ او صاحبہ یرحمک اللہ فاذا قال لہ یرحمک اللہ فلیقل یہدیکم اللہ ویصلح بالکم (مشارق الانور)

★ جب کوئی خارج نماز سے چھینکے تو پس چاہیئے کہ الحمد للہ رب العالمین یا الحمد للہ علی کل حال اور سوائے اسکے کچھ نہ کہے اور جو شخص حاضر ہو وہ کہے یرحمک اللہ اور چھینکنے والا اسپر کہے یغفر اللہ لنا ولکم یا یوں کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم اور سوائے اسکے اور کچھ نہ کہے اذا عطس الرجل خارج الصلوٰۃ فینبغی ان یحمد اللہ تعالی فیقول الحمد للہ رب العالمین او یقول الحمد للہ علی کل حال ولا یقول غیر ذلک وینبغی لمن حضرہ ان یقول یرحمک اللہ ویقول العاطس یغفر اللہ لنا ولکم او یقول یہدیکم اللہ ویصلح بالکم نقل کی یہ عالمگیری میں محیط سے

★ اگر کوئی عورت ضعیفہ چھینکے تو مرد اسپر جواب کہے اور اگر جوان عورت ہو تو اپنے دل میں جواب دے زبان سے پکار کر نہ کہے امراۃ عطست ان کانت عجوزا یرد علیہا وان کانت شابۃ یرد علیہا فی نفسہ نقل کی یہ عالمگیری میں خلاصے سے

★ اگر مرد چھینکے تو عورت جواب دے پس اگر عورت ضعیفہ ہے تو مرد بھی اس پر جواب کہے اور اگر جوان ہے تو مرد کو چاہئے کہ اپنے دل میں جواب کہے زبان سے پکار کر نہ کہے۔ اذا عطس الرجل تشمته المرأة فان كانت عجوزا يرد الرجل عليها وان كانت شابة يرد في نفسه
نقل کی یہ **عالمگیری** میں ذخیرے سے۔

★ اگر خوبصورت عورت چھینکے تو اس پر کوئی غیر محرم پکار کر جواب نہ دے شابة جميلة عطست لا يشمتها غير المحرم جهرا نقل کی یہ **عالمگیری** میں غرائب سے

★ جب کوئی مکرر چھینکے مجلس میں تو تین مرتبہ تک اس کا جواب دے۔ پس اگر اس سے زیادہ چھینکے اور ہر مرتبہ الحمد للہ کہے تو جو شخص حاضر ہو اگر ہر مرتبہ جواب دے تو نیک ہے اور اگر تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دے تو یہ بھی بہتر ہے وينبغي لمن يحضر العاطس ان يشمت العاطس اذا تكرر اعطاسه في مجلس الى ثلث مرات فان عطس اكثر من ثلث مرات فالعاطس يحمد الله تعالى في كل مرة فمن كان بحضرته ان شمته في كل مرة فحسن وان لم يشمت بعد الثلث فحسن ايضا
نقل کی یہ **عالمگیری** میں فتاوائے قاضی خاں سے۔

★ چھینکنے والا اگر کتابی ہو مثل یہود اور نصرانی کے تو یوں جواب دے يهديكم الله و يصلح بالكم

ح- وان كان كتابيا قيل له يهديكم الله ويصلح بالكم
نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نسائی اور حاکم نے (**حصن حصین**)

★ جب کسی کو جمھائی (جماہی) آئے تو حتی الامکان اسکو روکے۔ اس لئے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے چھینکنے کو اور مکروہ جانتا ہے جماہی کو۔ پس جب کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان سننے والے پر یہ حق ہے کہ جواب میں یرحمک اللہ کہے اور جماہی شیطان کے اثر سے ہے۔ پس جب کسی کو جماہی آئے تو چاہئے کہ حتی المقدور اسے روکے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اگر نہ روک سکے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت کو اپنے منہ پر رکھے یا نیچے کے ہونٹ کو اپنے دانتوں سے دبائے۔ کیونکہ جب کوئی جماہی کرتا ہے تو اس فعل سے شیطان ہنستا ہے۔ یہ روایت کی ہے بخاری میں ایک روایت میں مسلم کی یہ آیا ہے کہ جب جماہی کرنے والا ھا یا جیسے بعض آدمیوں کو جماہی کے وقت "آہ آہ" کرنے کی عادت ہوتی ہے ایسا کرتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔ حدیث (شریف) یہ ہے۔

ح ــ عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ان الله يحب العطاس ويكره التثاوب فاذا عطس احدكم وحمدالله كان حقا على كل مسلم سمعه ان يقول له يرحمك الله فاما التثاوب فانما هو من الشيطان فاذاتثاب احدكم فليرده مااستطاع فان احدكم اذا تثاءب ضحك منه الشيطان رواه

البخاری وفی روایۃ لمسلم فان احد کم اذا قال ھا ضحک الشیطان منہ

تیسری فصل مصافحہ و معانقہ اور علما و صلحا کے ہاتھ پر بوسہ دینے کے بیان میں

★ اے مسلمانو! جانو کہ مسلمان سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔ پس جب کوئی کسی کی ملاقات کرے تو چاہیئے کہ بعد سلام مصافحہ کرے۔ اسلیئے کہ اس سے مسلمانوں میں محبت کی زیادتی ہوتی ہے۔

ویصافح بعد السلام من لقی من الاخوان فانہا من تمام المحبۃ ویزدفی المحبۃ

(ابراہیم شاہی)

★ مصافحہ کرنے میں کف دست (ہاتھ کی ہتھیلی) کف دست کے اوپر رکھے اور سر انگشتان (انگلیوں کے سرے) کو نہ پکڑے اسلیئے کہ یہ رافضیوں کے ساتھ تشبیہ (مشابہت) ہے۔

ویضع کفہ فی کفہ ولایاخذرؤس الا صابع من عادات الروافض (غرائب)

★ چاہیئے کہ مصافحہ کرنے میں اپنے ہاتھ کو ہلائے اس لئے کہ اس سے گناہ اسکے معاف ہوتے ہیں۔ جیساکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ح ـ من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مومن دوسرے مومن سے ملتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ جھڑجاتے ہیں جیسے درخت کی پتیاں جھڑجاتی ہیں۔ یہ مضمون غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار کا ہے اور ایسے ہی حدیث منقول ہے فتاوای غرائب میں۔

ح ـ من صافح مسلماتناثرت ذنوبہ کماتناثرت ورق الشجرۃ

★ چاہیئے کہ مصافحہ کرنے میں کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو وسنۃ فیھا ان یضع یدیہ من غیر حائل من ثوب او غیرہ نقل کی یہ عالمگیری میں خزانۃ الفتاویٰ سے۔

★ چاہیئے کہ مصافحہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کرے وسنۃ فی المصافحہ بکلتا یدیہ۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں قسنیہ سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہیں تو ستر رحمتیں ان میں تقسیم کی جاتی ہے۔ انہتر رحمتیں اس کا حصہ ہوتی ہیں جو ان دونوں میں زیادہ خندان (ہنس مکھ) اور کشادہ رو (کھلتے چہرے والا) ہوتا ہے (ترجمہ **کیمیائے سعادت**)

★ ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے اسلیئے کہ اسمیں اسکی توقیرو تعظیم ہے۔ یکرہ المصافحۃ مع الذمی لان فیہ توقیر الذمی نقل کی یہ ابرہیم شاہی میں خلاصے سے۔

★ معانقہ یعنی گلے سے گلا لگا کر ملنا بزرگی اور کرامت کی وجہ سے جائز ہے اور خلاف ہے اس صورت میں

جب کہ ان دونوں کے بدن پر سوائے تہبند کے کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک معانقہ کرنا مکروہ ہے جبکہ صرف تہبند پہنے ہو۔ اور مکروہ نہیں ہے امام یوسفؒ کے نزدیک ایسے حال میں معانقہ کرنا لیکن اگر اسکے بدن پر کرتا یا جبہ بھی ہو تو معانقہ کرنا کچھ مضائقہ نہیں ہے اور درست ہے بالاجماع اور یہی صحیح ہے۔ عالموں کے سامنے زمین کا تعظیماً چومنا حرام ہے۔ فاعل اور اسکا راضی دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔ المعانقة على وجه الكرامة جائز والخلاف فيما اذا لم يكن عليهما غير الازار اما اذا كان عليه قميص او جبة فلا باس به بالاجماع وهو الصحيح وما يفعلون من تقبيل الارض بين يدي العلماء فحرام والفاعل والراضي به اثمان۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں کافی سے اور غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار میں بھی ایسے ہی لکھا ہے اور اگر مرد کے بدن پر کرتا یا جبہ ہو تو معانقہ کرنا بدون کراہت نزدیک طرفینؒ اور ابی یوسفؒ کے جائز ہے اور اسی قول کو صحیح کہا ہے ہدایہ میں اور اسی قول پر متون فقہ (مختلف متن یا عبارتیں) شامل ہیں۔ ولو كان عليه قميص او جبة جاز بلا كراهة بالاجماع و صححه في الهداية وعليه المتون یہ عبارت در مختار کی ہے۔

★ جو شخص کہ بادشاہ کو تعظیم کے واسطے سجدہ کرے یا اسکے سامنے زمین کو بوسہ دے تو کافر نہیں ہوگا لیکن گناہ کبیرہ کا گنہگار ہوگا اور یہی قول مختار ہے۔ من سجد السلطان على وجه التحية او قبل الارض بين يديه لا يكفر ولكن ياثم لارتكابه الكبيرة هو المختار (عالمگیری)

★ بادشاہ یا اس کے غیر کی تعظیم کے لئے انحنا یعنی پیٹھ کا خم کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ یہ مجوس (آتش پرست) کے فعل کے ساتھ تشبیہ ہے الانحنأ للسلطان اولغيره مكروه لانه يشبه فعل المجوس نقل کی یہ عالمگیری میں جواہر الاخلاطی سے۔ اسی میں تمر تاشی سے اور بھی لکھا ہے کہ کسی کی تعظیم کے وقت انحنا مکروہ ہے۔ اور اس کے لئے منع آیا ہے۔ ويكره الانحناء عند التحية وبه ورد النهى نقل کی یہ فتاوی غرائب سے کہ غیر اللہ کے واسطے خدمت جائز ہے قیام اور ہاتھ پکڑنے اور انحنا کے ساتھ اور جائز نہیں ہے سوائے اللہ کے کسی کو سجدہ کرنا۔ يجوز الخدمة لغير الله تعالىٰ بالقيام واخذ اليدين والانحناء ولا يجوز السجود الا الله تعالى۔ (عالمگیری)

★ ہاتھ پر بوسہ دینے پر اختلاف ہے۔ پس اگر کوئی اپنے ہاتھ پر بوسہ دے کسی کی تعظیم کے واسطے تو یہ مکروہ ہے اور اگر دوسرے شخص کے ہاتھ پر بوسہ دے یعنی عالموں اور بادشاہ عادل کے ہاتھ پر انکے علم اور عدل کے سبب تو مضائقہ نہیں ہے۔ اما الكلام في تقبيل اليد فان قبل يد نفسه لغيره فهو مكروه وان قبل يد عالم او سلطان عادل لعلمه وعدله لا باس به نقل کی یہ عالمگیری میں فتاوی سمرقندی سے

اگر کوئی غیر عالم اور غیر سلطان عادل کے ہاتھ پر بوسہ دے اور اگر اس کے ساتھ مسلمان کی تعظیم اور اکرام کا ارادہ کرے پس کچھ مضائقہ نہیں اور اگر پرستش اور عبادت کا ارادہ کرے یا دنیاوی غرض کے

حصول کے لئے ایسا کرے تو مکروہ ہے اور صدر الشہید نے فتویٰ دیا ہے اس باب میں کراہت کے ساتھ بلا فصل وان قبل ید غیر العالم وغیر السلطان العادل ان ارادبه تعظیم المسلم واکرامه فلاباس به وان ارادبه عبادة له او لینا له منه شیئا من غرض الدنیا فهو مکروه وکان الصدر الشهید یفتی بالکراهة فی هذاالفصل من غیر فصل

نقل کی یہ **عالمگیری** میں **ذخیرے** سے۔

اسی میں فتاوای غیاثیہ سے لکھا ہے کہ قول مختار یہ ہے کہ سوائے عالم اور بادشاہ عادل کہ کسی کے ہاتھ پر بوسہ دینا جائز نہیں ہے تقبیل یدالعالم والسلطان العادل جائز و لارخصة فی تقبیل ید غیرهما هو المختار

★ اگر کسی نے کسی عالم یازاہد سے درخواست کی کہ اپنا قدم اس کو چومنے دے تو بعضوں کے نزدیک یہ ہے کہ چومنے کی اجازت نہ دے اور اسکی بات کو قبول نہ کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ قبول کرے اور اس کو چومنے کی اجازت دے اور ایسے ہی جب کوئی سر اور ہاتھ کا بوسہ دینے کی اذن چاہے طلب من عالم اوزاهد ان یدفع الیه قدمه لیقبله لایرخص فیه ولایجیبه الی ذالک عندالبعض وذکر بعضهم یجیبه الی ذالک و **اذا** استاذنه ان یقبل راسه او یدیه نقل کی یہ **عالمگیری** میں **غرائب** سے

★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★

دوسرا باب

مسلمانوں اور ہمسایوں کے حقوق کے آداب کے بیان میں

پہلی فصل ۔ مسلمانوں کے حقوق کے بیان میں

اے عزیزو! جانو کہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جو چیز اپنی ذات کے لئے پسند نہ کرے دوسروں پر بھی روا نہ رکھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے کا ایمان کامل اور پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ چیز دوست نہ رکھے۔ (پسند نہ کرے) جو اپنے لئے دوست رکھتا ہے۔

ح ۔ عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذی نفسیی بیدہ لایومن عبدحتے یحب لاخیہ مایحب لنفسہ

نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

★ چاہیئے کہ کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تکبر نہ کرے اور حقارت کی نظر سے اسکو نہ دیکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ متکبروں سے دشمنی رکھتا ہے۔ روایت ہے عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی کہ فروتنی و عاجزی اختیار کرو تاکہ کوئی کسی پر فخر و ظلم و زیادتی نہ کرے

ح ۔ عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ اوحی الی ان تواضعوا حتے لاتفخر احد علی احد ولایبغی احد علی احد

نقل کی مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

★ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے مقدار کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ پس ایک شخص نے کہا کہ ایک شخص دوست رکھتا ہے (پسند کرتا ہے) کہ اسکا کپڑا اور جوتا اچھا ہو تو فرمایا یہ کبر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے اور حق کا باطل کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا کبر ہے۔

ح ۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا قال ان اللّٰہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس نقل کی یہ مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

★ چاہیئے کہ جو لوگ متکبر اور غرور کرنے والے ہیں انکے ساتھ فروتنی اور عاجزی نہ کرے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فروتنی کرنے والوں کے ساتھ فروتنی کرو اور تکبر کرنے والوں کے ساتھ تکبر کرو یہ صدقہ ہے یعنی اسمیں صدقہ کی طرح ثواب ہے۔ ح ــ قال علیه السلام تواضعوا مع المتواضعين فان التواضع مع المتواضعين صدقة وتكبر وامع المتكبرين فان التكبر مع المتكبرين صدقة

(لباب الاخبار)

★ اور فرمایا آپؐ نے جب تم لوگ متکبروں کو دیکھو تو انکے ساتھ تکبر کرو

ح ــ قال علیه السلام اذا رايتم المتكبرين فتكبر والهم

(لباب الاخبار)

★ اور فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فروتنی و عاجزی کرنا پیغمبروں کی خصلتوں میں سے ہے اور تکبر کرنا کافروں اور فرعونیوں کی عادتوں میں سے۔

ح ــ قال علیه السلام التواضع من اخلاق الانبياء والكبر من اخلاق الكفار والفراعنة

(لباب الاخبار)

★ چاہیئے کہ کسی غماز یعنی چغلخور کی بات کسی مسلمان کے حق میں نہ سنے اسلئے کہ چغلخور فاسق ہوتا ہے اور جو تیرے آگے دوسروں کی بدی بیان کریگا وہ اوروں کے سامنے تجھ کو بھی بُرا کہے گا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نے سنا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کرتے تھے کہ چغلخور جنت میں نہ جائیگا۔

ح ــ عن حذيفة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لايدخل الجنة قتات

نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

ف ــ یعنی جو فساد کروانے کے واسطے اِدھر کی بات اُدھر کہے وہ بہشت سے محروم ہے کہ اسنے شیطان کی خُو اختیار کی۔ (مشارق الانوار)

★ چاہیئے کہ تین دن سے زیادہ کسی دوست اور آشنا سے رنجش و کینہ دل میں نہ رکھے اور ترک کلام نہ کرے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ملاقات کا ترک کرنا درست نہیں اور جو تین روز سے زیادہ ملاقات ترک کرے اور وہ بغیر توبہ کے مرجائے تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ ح ــ عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلثة فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار

نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے (مشکوٰۃ المصابیح)

ابی خراش سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ

شخص اپنے مسلمان بھائی سے ایک برس تک ملاقات ترک کرے پس وہ اسکے خون کرنے کی مانند ہے یعنی ترک ملاقات اور خون کرنے کا گناہ قریب قریب ہے۔ ح ـ عن ابی خراش السلمی سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من ھجر اخاہ سنۃ فھو کسفک دمہ نقل کی یہ ابوداؤد نے (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کسی مومن کی ملاقات تین دن سے زیادہ ترک نہ کرے۔ پس جب تین روز گزر جائیں تو چاہیئے کہ اس سے ملاقات کرے اور سلام علیک کرے۔ اگر اسنے جواب دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہونگے نہیں تو یہ شخص ترک ملاقات کے گناہ سے پاک ہو جائیگا۔ اور جواب نہ دینے والا گناہ کے ساتھ پھرا یعنی دو گناہوں میں گرفتار ہوا۔ ایک ترک ملاقات کا اور دوسرا اسکے سلام کا جواب ترک کرنے کا۔ ح ـ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایحل لمؤمن ان یھجر مومنا فوق ثلث فان مرت بہ ثلث فلیلقہ فلیسلم علیہ فان ردعلیہ السلام فقد اشتر کافی الاجر وان لم یرد علیہ فقد باء بالاثم وخرج المسلم من الھجرۃ نقل کی یہ ابوداؤد نے (مشکوٰۃ المصابیح)

★ کوئی مسلمان کسی (مسلمان) کو زبان اور ہاتھ سے رنج نہ پہنچائے۔ روایت ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ شخص ہے کہ کسی کو زبان اور ہاتھ سے ایذا نہ پہنچائے۔ ح ـ عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

ف ـ یعنی زبان سے کسی کی غیبت نہ کرے اور گالی نہ دے اور ہاتھ سے کسی کو نہ مارے اور کسی کی کوئی چیز نہ چرائے۔ (ترجمہ مشارق الانوار)

★ چاہیئے کہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کیا کرے اور کسی حاجت روائی کے لئے جہاں تک ہو سکے سعی وسفارش میں قصور نہ کرے۔ اسلئے کہ بخاری میں روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مسلمان بھائی کا کام کاج کریگا تو خدا اسکا کام بنایا کریگا۔ ح ـ من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ (مشارق الانوار)

★ چاہیئے کہ کوئی (مسلمان) کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے اور اسکو کسی ہلاکت کی جگہ میں نہ ڈالے اور دشمن کے ہاتھ میں نہ چھوڑے اور اگر کسی غم اور مصیبت میں گرفتار ہو تو اسکی مدد کرے اور اگر حاجت رکھتا ہو تو اسکی حاجت روائی میں کوشش کرے اور اگر عیب سے اسکے واقف ہو تو اسکے عیب کو چھپائے کسی پر ظاہر نہ کرے

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپؐ نے کہ کل مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں۔ پس چاہیئے کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور اسکو ہلاکت کی جگہ میں نہ ڈالے اور اسکو دشمن کے ہاتھ میں نہ چھوڑے بلکہ اسکی مدد کرے۔ جو کوئی سعی کرتا ہے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں تو اللہ تعالیٰ اسکی حاجت روائی کرتا ہے اور

جو کوئی مسلمان کا کوئی غم تھوڑا یا بہت دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکے غموں میں سے بڑا غم دور کر دیگا کہ وہاں کوئی دم نہ مار سکے گا۔ اور جو کوئی چھپائے بدن یا عیب کسی مسلمان کا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکا عیب چھپائے گا۔ ح ـ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم اخ المسلم لایظلمہ ولایسلمہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیمۃ
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (**مشکوٰۃ المصابیح**)

روایت ہے ابی مرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے مسلمان کا ضرر (نقصان) کیا اللہ تعالیٰ اسکا ضرر کریگا اور جو کوئی مسلمان پر سختی کریگا اللہ تعالیٰ اسپر سختی کریگا۔

ح ـ عن ابی مرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ضار مسلما ضارہ اللہ ومن شاق مسلما شق اللہ علیہ نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے (**بلوغ المرام**)

★ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمانوں کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف کھول دیگا (یعنی دور کریگا) اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف کھول دیگا۔ اور جو سختی والے پر آسانی کریگا اسپر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آسانی کریگا اور جو مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسکی پردہ پوشی کریگا اور جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد میں ہے۔ ح ـ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نفس عن مسلم کربۃ من کرب الدنیا نفس اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیمۃ ومن یسر علی معسر یسرہ اللہ علیہ فی الدنیا والاخرۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ

★ چاہیئے کہ اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی کرے اور اسکو خوش کرے۔

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جو شخص میری امت میں سے (کسی کی) دینی یا دنیاوی حاجت روا کرے اور اس کا ارادہ اُس مسلمان کو خوش کرنے کا ہو تو اسنے مجھکو خوش کیا اور جسنے مجھکو خوش کیا پس اسنے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جسنے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل کریگا۔ ح ـ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قضی لاحد من امتی حاجۃ یرید ان یسرہ بہا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنۃ (**مشکوٰۃ المصابیح**)

★ چاہیئے کہ لوگوں پر رحم اور شفقت کے ساتھ پیش آیا کرے اور کسی کے ساتھ بیرحمی نہ کرے اور ناحق کسی کو نہ ستائے اور کسی پر ظلم نہ کرے۔ اسلئے کہ روایت ہے جریر بن عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم نہ کریگا اسپر جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

ح ۔ عن جریر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس

ف ۔ یعنی ظالم پر جو آدمیوں کو ناحق ستائے خواہ زبان سے خواہ ہاتھ سے اسپر اللہ کی رحمت نہ ہوگی

(ترجمہ مشارق الانوار)

★ چاہیئے کہ بڑوں کی عزت اور تعظیم کرے اور بچوں پر رحم اور شفقت سے پیش آئے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رحم نہ کرے ہمارے چھوٹوں پر اور حرمت اور عزت کی نگاہ نہ رکھے ہمارے بڑوں کے ساتھ اور نیکی کے لئے حکم نہ کرے اور برائی سے منع نہ کرے تو ہماری امت میں سے نہیں ہے۔ ح ۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ویامر بالمعروف وینہ عن المنکر

نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے **(مشکوٰۃ المصابیح)**

اور فرمایا آپؐ نے کہ جو جوان بوڑھوں کی تعظیم اور تکریم کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسکی پیری (بڑھاپے) کے وقت اُس شخص کو مقرر کرتا ہے کہ اسکی تعظیم اور خدمت کرے۔ ح ۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکرم شاب شیخا من اجل سنہ الا قیض اللہ لہ عند سنہ من یکرمہ

نقل کی یہ ترمذی نے **(مشکوٰۃ المصابیح)**

ف ۔ اسلیئے کہ جو خدمت کرتا ہے خدمت کیا جاتا ہے۔ (ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد) اور علما نے کہا ہے کہ اسمیں اُس جوان کی عمر کی درازی کی طرف اشارہ ہے جو بوڑھوں کی تعظیم کرتا ہے

(شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی)

★ چاہیئے کہ ہر کسی کی تعظیم اور توقیر اسکے مرتبے کے موافق کرے۔

روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آدمیوں کو اُنکے مراتب کے مطابق اُتارو۔ ح ۔ عن عائشہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انزلوا الناس منازلھم

نقل کی یہ ابوداؤد نے **(مشکوٰۃ المصابیح)**

ف ۔ یعنی حد اور مرتبہ ہر ایک کا نگاہ میں رکھو یعنی جو جیسے مرتبہ کا ہو اسکے ساتھ ویسی ہی تعظیم کرنی چاہیئے سب کی تعظیم میں برابری نہ کرے۔ احیاء العلوم میں منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھانا کھا رہی تھیں کہ ایک فقیر اس راہ سے گذرا۔ ایک ٹکڑا روٹی کا اسکو بھیجا۔ اس کے بعد ایک سوار گذرا اس سے کہلا بھیجا کہ طعام حاضر ہے اگر خواہش ہو تو آئیے۔ ایک شخص نے حاضرین سے تفاوت (فرق) اس حال سے پوچھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے انزلوا الناس منازلھم۔ وہ مسکین اس روٹی کے

ٹکڑے سے راضی ہوگیا اور اگر سوار سے بھی ویسا ہی معاملہ کرتی جیسا کہ اس سے کیا تو وہ ایذا پاتا اور اس کی حقارت لازم آتی۔ (ش م م)

★ جب سنے کہ کوئی کسی مسلمان کے حق میں زبان درازی (کرتا ہے) یا اس کا عیب بیان کرتا ہے اور اسکی بے آبروئی و بے حرمتی چاہتا ہے اور وہ مسلمان غائب ہو تو خود جواب دینے میں اسکا نائب بن جائے اور اسے ظلم سے بچائے۔

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اس جگہ کسی مسلمان کی یاری کریگا جہاں لوگ اسکو بری بات کہتے ہیں اور اسکی بے حرمتی کے درپے ہوں تو حق تعالیٰ اسکی وہاں مدد کریگا جہاں وہ مدد کا نہایت محتاج ہوگا۔ اور جو مسلمان ایسی جگہ نصرت فروگذاشت کریگا (چھوڑ دیگا) جہاں لوگ بے حرمتی کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس فروگذاشت کرنے والے کو بھی اس وقت ذلیل اور ضائع کریگا جب وہ اپنی نصرت اور مدد کو نہایت دوست رکھتا ہوگا۔ ح ــ عن جابر ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال مامن امری مسلم یخذل امر امسلمافی موضع ینهتک فیه حرمته وینتقص فیه من عرضه الا خذله اللّٰہ تعالی فی موطن یحب فیه نصرته ومامن امری مسلم ینصر مسلمافی موضع ینتقص فیه من عرضه وینهتک فیه من حرمته الانصره اللّٰہ تعالی ف موطن یحب فیه نصرته نقل کی یہ ابو داؤد نے (م م)

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے نزدیک اسکے بھائی مسلمان کی غیبت کی جائے جبکہ وہ شخص اسکی مدد کرنے یعنی غیبت کو دفع کرنے اور منع کرنے پر قادر ہے اور اسنے اس کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکی مدد کریگا اور اگر قدرت کے باوجود منع نہیں کیا اور مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ مدد نہ کرنے کے سبب دنیا و آخرت میں اس سے مواخذہ کریگا۔ ح ــ عن انس عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من اغتیب عنده اخوه المسلم وهو یقدر علی نصره فنصره نصره اللّٰہ فی الدنیا والاخرة فان لم ینصره وهو یقدر علی نصره ادرکه اللّٰہ به فی الدنیا والاخرة (نقل کی یہ شرح السنہ نے مشکوٰۃ المصابیح)

★ اگر کوئی مسلمان کسی چیز کو خریدنے کے واسطے اس کی قیمت ٹھہرا چکا ہو تو دوسرے کو نہیں چاہئے کہ اسکی مول کی ہوئی چیز کی قیمت بڑھا کر خود خریدے۔ اسلئے کہ اس میں مسلمان کی حق تلفی ہوتی ہے۔

جیسا کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مول نہ ٹھہرائے مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے مول ٹھہرائے ہوئے پر۔

ح ــ لا یسم المسلم علی سوم اخیه المسلم (م ا)

★ جب تین آدمی ایک جگہ پر بیٹھے ہوں تو دو آدمی ایک کو چھوڑ کر چپکے سے کان میں بات نہ کریں۔

جیسا کہ روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی

ہوں تو دو آدمی چپکے سے کان میں بات نہ کریں ایک کو چھوڑ کے اسلئے کہ تیسرے آدمی کو رنج ہوگا کہ شاید میری ہلاکت اور بداندیشی کا کچھ مشورہ کرتے ہیں۔ ح ۔ عن عبداللّٰہ بن مسعود قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کنتم ثلثۃ فلا یتناجی اثنان دون الاخر حتی تختلطوا بالناس من اجل ان یحزنہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م م)

★ چاہیئے کہ یتیم کی پرورش اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور اسکو کسی طرح کا رنج اور تکلیف نہ دے۔

جیسا کہ روایت ہے کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپؐ نے کہ میں اور یتیم کا پرورش کرنے والا خواہ وہ یتیم اسکا ہو یا دوسرے کا دونوں بہشت میں اسطرح ہونگے جیسے یہ دونوں انگلیاں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا کشادہ رکھا۔ یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے اور اسکے مال کی حفاظت کرنے والے کا درجہ اتنا بلند ہے کہ میرے درجے سے ایسا اتصال ہے جیسا آپس میں ان دو انگلیوں کو۔ ح ۔ عن سہل بن سعد قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا وکافل الیتیم لہ لغیرہ فی الجنۃ ھکذا و اشار بالسبابۃ الوسطی وفرج بینھما شیئا نقل کی یہ بخاری نے (م م)

★ چاہیئے کہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرے اور اسکی خیر خواہی کرے ظالم ہو یا مظلوم۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم۔ تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میں مدد کرونگا اسکی جب وہ مظلوم ہوگا اور اگر وہ ظالم ہے تو کیوں کر اسکی مدد کروں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو ظلم سے منع کرو اور یاد رکھ یہی مددگاری ہے اس کے لئے۔ ح ۔ عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انصر اخاک ظالما او مظلوما فقال رجل یارسول اللّٰہ انصرہ مظلوما فکیف انصرہ ظالما قال تمنعہ من الظلم فذلک نصرک ایاہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م م)

★ چاہیئے کہ کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نہ کرے اور بات کرنے میں جھوٹ نہ بولے اور کسی کی امانت میں خیانت نہ کرے اسلئے کہ یہ نشانیاں منافق کی ہیں۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں کہ جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھے تو چرائے۔

ح ۔ ایۃ المنافق ثلث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا ائتمن خان (صادق الانوار)

★ چاہیئے کہ جب کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دے۔ اور جب کوئی بیمار پڑے تو اسکی بیماری پرسی (مزاج پرسی) کو جائے اور اگر کوئی دعوت دے تو قبول کرے اور جب کوئی چھینکے تو یرحمک اللہ کہے اور جب کوئی

مرجائے تو اسکے جنازے کے پیچھے چلے۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں سلام کا جواب دینا، بیماری کا پوچھنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کو دعا یعنی یرحمک اللہ کہنا۔ ح ـ حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام عیادة المریض واتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشمیت العاطس (مشارق الانوار)

★ جب دو مسلمان آپس میں خفا ہوں تو ان میں صلح کرنے کی کوشش کرے۔ روایت ہے ابی داؤد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بتادوں کہ کون چیز درجے میں روزے اور صدقے اور نماز سے افضل ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ارشاد کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا مسلمانوں میں صلح کرادینا اور دو شخصوں کے درمیان فساد ڈالنے والا (دراصل) مونڈنے والا یعنی دین میں خلل ڈالنے والا ہے۔

ح ـ عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام والصدقة والصلواة قال قلنا بلی قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ھی الحالقة

نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے (م م)

★ چاہئے کہ کوئی مسلمان کسی کو گالی نہ دے اور ناحق کسی کو قتل نہ کرے اسلئے کہ روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گالی دینی مسلمانوں کو گناہ ہے اور قتل کرنا اس کا کفر ہے۔ ح ـ عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (م م)

★ کوئی کسی کے ساتھ حسد و بغض دل میں نہ رکھے۔ اسلئے کہ روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم حسد سے بچو بیشک حسد نیکی کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ ح ـ عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب نقل کی یہ ابوداؤد نے (م م)

★ چاہئے کہ کسی کے ساتھ بہت جھگڑا لڑائی نہ کیا کرے۔ اس لئے کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند اور دشمن ترین ہے بڑا جھگڑا کرنے والا۔ ح ـ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم نقل کی یہ مسلم نے (ب م)

★ چاہئے کہ مسلمانوں کو نیک راہ بتائے اور بری باتوں کی ہدایت نہ کرے اسلئے کہ روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص نیکی کی راہ بتائے اسکو نیکی کرنے والے کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔

ح ـ عن ابن مسعود رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله نقل کی یہ مسلم نے (ب م)

دوسری فصل ہمسایہ خویش واقارب کے حقوق کے بیان میں

اے عزیزو ! جانو کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کیا کرے اور اسکو ناراض وناخوش نہ رکھے اور کسی طرح کی اذیت نہ دے اور اگر کوئی مصیبت یا غم میں گرفتار ہو تو اسکی مدد کرے اور اگر قرض مانگے تو قرض دے اور اگر محتاج ہو تو اسکی خدمت کرے اگر بیمار ہو تو اسکی بیمار پرسی کرے اور اگر کوئی مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلے۔ خوشی اور غمی دونوں میں اسکا شریک رہے۔

اسلئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ یہ حق ہے کہ اگر تم سے مدد چاہے تو مدد کرو۔ اگر قرض مانگے تو قرض دو۔ اگر محتاج ہو تو اسکی خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اور اگر مر جائے تو اسکے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ خوشی میں تہنیت اور غمی میں تعزیت بجالاؤ۔ (ت ک س)

روایت ہے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھ کو ہمسائے کے حق کی محافظت کے واسطے نصیحت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ شاید جبرئیل علیہ السلام حکم لائیں کہ آپس میں ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کا وارث ہوا کریگا۔

ح ـ عن عائشة وابن عمر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ما زال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (م م)

ف ـ یعنی یہاں تک ہمسائے کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کی کہ میں سمجھا کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کا وارث ہو جائیگا اس حدیث میں ہمسائے کے حق کی کمال تاکید ہے (ت م ا)

روایت ہے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی ہے جو آپس میں پڑوسیوں سے بدسلوکی کرنے والی ہے۔ ح ـ عن عبداللہ بن ابی اوفی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لاتنزل الرحمة علی قوم فیهم قاطع رحم نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں (م م)

روایت ہے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جو برادروں سے اپنے بدسلوکی کرے اور ان پر احسان نہ کرے۔

ح ـ عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لایدخل الجنة قاطع نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (م م)

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت

میں داخل نہ ہوگا جسکی برائی اور شر سے ہمسائے لوگ امن نہ پائیں۔ ح۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایدخل الجنۃ من لایامن جارہ بوائقہ نقل کی یہ مسلم نے (م م)

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ میری روزی کشادہ ہو اور عمر دراز ہو تو چاہئے کہ اپنے یگانوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرے۔ ح۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ نقل کی یہ. بخاری اور مسلم نے (م م)

ف۔ درازئ عمر سے مراد یہ ہے کہ وہ نیک کام مدت تک کرے یا اسکی نیک اولاد ہو کہ اسکے واسطے دعائے مغفرت کرے اور اسکی روح کو ثواب پہنچائے (م ا)

ترجمۂ کیمیائے سعادت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس گھر تک ہمسائے کا حق ہے۔ اور حضرت زہری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ چالیس گھر آگے اور چالیس گھر پیچھے اور چالیس گھر داہنے چالیس گھر بائیں۔

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم مشتق ہے (بنا ہے) لفظ رحمن سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رحم کو فرمایا کہ جو شخص تجھکو ملائے یعنی تیرے حق کی رعایت کرے میں اسکو اپنی رحمت کے ساتھ ملاؤنگا اور جو شخص تجھکو کاٹے میں اسکو اپنی رحمت سے کاٹوں گا یعنی اپنی رحمت سے محروم رکھوں گا۔ ح۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرحم شجنۃ من الرحمن فقال اللہ تعالی من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ نقل کی یہ. بخاری نے (م م)

ف۔ رحم کے معنی برادر پروری (بھائی بندوں کی پرورش کرنا) ہے سو فرمایا کہ یہ لفظ رحمن سے نکلا ہے یعنی جو حرف رحم میں ہیں وہ رحمن میں بھی ہیں۔ پھر فرمایا جو برادر پروری کریگا اس پر میں کرم کرونگا اور جو برادر پروری نہ کریگا اس پر خدا کرم نہ کرے گا۔ (ت م ا)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اللہ ہوں اور میں رحمن ہوں اور میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور میں نے رحم کا نام اپنے نام یعنی رحمن سے نکالا پس جو کوئی ملائے رحم کو تو میں اس کو ملاؤنگا اور جو کوئی کاٹے اسکو یعنی اس کے حق کو رعایت نہ کرے میں بھی اس کو کاٹوں گا۔ ح۔ عن عبدالرحمن بن عوف قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تبارک وتعالی انا اللہ الرحمن خلقت الرحم وشققت لہا من اسمی فمن وصلہا وصلتہ ومن قطع تبتہ نقل کی یہ ابوداؤد نے (م م)

تیسری فصل والدین اور استاد وغیرہ کے حقوق کے بیان میں

اے عزیزو! جانو کہ ہر آدمی کو لازم ہے کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرے اور انکو ناراض نہ رکھے اور کسی طرح کی اذیت نہ دے اور تکلیف نہ پہنچائے۔ اسلئے کہ جو اپنے ماں باپ کو ناراض کرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور اسکی ناراض مندی باپ کی ناراض مندی میں ہے۔

ح۔ قال علیہ السلام رضاء اللّٰہ فی رضاء الوالدین وسخط اللّٰہ فی سخط الوالدین (ل ا)

آپؐ نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو خوش رکھے گا وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ اور جو شخص انکو ناراض رکھے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ ح۔ قال عم البار لایدخل فی النار والعاق لایدخل فی الجنۃ (ل ا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے دماغ میں جنت کی ہوا نہ پہنچے گی جو اپنے ماں باپ کو ناراض رکھتا ہے۔ ح۔ قال عم ان العاق لایجد رائحۃ الجنۃ (ل ا)

★ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو اذیت دے یا ان دونوں میں سے ایک کو تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ ح۔ من اذا والدیہ او احدھما یدخل النار (ل ا)

ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ کا اسکی اپنی اولاد پر کیا حق؟ فرمایا وہ دونوں تیری جنت ہیں اور تیری دوزخ ہیں۔ ح۔ عن ابی امامۃ ان رجلا قال یارسول اللّٰہ ماحق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک ونارک نقل کی یہ ابن ماجہ نے (م م)

ف۔ یعنی انکا حق یہ ہے کہ انکو راضی رکھے کہ یہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اور انکی نافرمانی نہ کرے اسلئے کہ انکی نافرمانی دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہے (ش م م)

روایت ہے عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان کرنے کے بعد احسان رکھنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا یعنی ہمیشہ شراب پئے یہاں تک کہ بغیر توبہ کے مرجائے۔ ح۔ عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایدخل الجنۃ منان ولا عاق ولا مدمن خمر نقل کی یہ نسائی دارمی نے (م م)

روایت ہے کہ ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کل گناہ بخشتا ہے جو چاہتا ہے ان میں سے مگر ماں باپ کی نافرمانی۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو دنیا کی زندگانی میں مرنے سے پہلے جلد سزا دیتا ہے ح۔ عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ

وسلم کل الذنوب یغفر اللّٰہ تعالی منہا ماشاء اللّٰہ عقوق الوالدین فانہ یعجل لصاحبہ فی الحیات قبل الممات نقل کی یہ بیہقی نے **شعب الایمان** میں (م م)

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق جو بندہ ماں باپ کا نافرمان ہوتا ہے اور جب اسکے ماں باپ مرتے ہیں یا ان میں سے ایک (مرجاتا ہے)اور اسکے بعد وہ انکے لئے استغفار کرتا ہے تو یہاں تک (بھی ہوجاتا ہے)کہ اللہ اسکو نیکو کار لکھ دیتا ہے۔ ح۔ عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان العبد لیموت والداہ اواحدھما وانہ لھما لعاق فلا یزال یدعولھما ویستغفر لھما حتی یکتبہ اللّٰہ بارا (م م)

ف۔ یعنی بعد مرنے کے فرزند کی والدین کے لئے دعا اور استغفار انکے لئے وہ فائدہ رکھتا ہے کہ ناراض گئے ہوں تو بھی حق تعالیٰ انکو راضی کر دیگا اور اسکا نام ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والوں اور انکے رضاجویوں (رضامندی چاہنے والوں) کے دیوان میں لکھے گا۔ (ش م م)

چاہیئے کہ ماں باپ کو گالی نہ دے کہ انکو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا گناہ کبائر (کبیرہ)میں سے ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! اس طرح کہ کوئی کسی کے ماں باپ کو گالی دے اور وہ اسکے ماں باپ کو گالی دے تو اسکا گالی دینا گویا ایسا ہی ہے کہ اسنے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ اسلئے کہ یہ سبب ہوا اپنے ماں باپ کو گالی دلوانے کا۔ ح۔ عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالو یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالو یارسول اللّٰہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب اباالرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (م م)

★ چاہیئے کہ اپنے ماں باپ کے دوست کے ساتھ بھی باپ کے مرنے یا غائب ہونے کے بعد احسان کیا کرے روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک باپ کے مرنے یا غائب ہونے کے بعد اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ احسان کرنا نیک ترین (بہترین) نیکیوں میں سے ہے۔ یعنی باپ مرگیا ہو یا سفر میں ہو تو اسکے پیچھے اسکے دوستوں سے احسان کرنا (اچھا سلوک کرنا) گویا ماں باپ سے احسان کرنا ہے۔ ح۔ عن ابی عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان من ابر البر صلۃ الرجل اھل ودابیہ بعدان یولی نقل کی یہ مسلم نے (م م)

★ چاہیئے کہ جس طرح اپنے ماں باپ کی فرمابرداری کرتا ہے اسی طرح اپنے رضاعی ماں باپ سے بھی ادب اور فرماں برداری کرے۔

روایت ہے ابی طفیل رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا گوشت بانٹتے ہوئے جعرانہ میں جو مکہ کی منزلوں میں سے ایک موضع ہے۔ ناگہاں ایک عورت آپؐ کے نزدیک آئی پس آپ نے اس کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ پس وہ اس پر بیٹھ گئی تب میں نے بعض لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ماں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جسنے حضرتؐ کو دودھ پلایا تھا یعنی دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا۔ ح۔ عن ابی الطفیل قال رایت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقسم لحما بالجعر انۃ اذا قبلت امراۃ حتی دنت الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فبسط لہا رداءہ فجلست علیہ فقلت من ھی فقالوا ھی امہ التی ارضعتہ نقل کی یہ ابو داؤد نے (م م)

★ جس طرح باپ کا حق ہے اولاد کے اوپر اسی طرح حق بڑے بھائی کا ہے چھوٹے بھائی کے اوپر۔ روایت ہے سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا حق مانند باپ کے ہے بیٹے کے اوپر۔ ح۔ عن سعید بن العاص قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حق کبیر الاخوۃ علی صغیر ھم کحق الوالد علی ولدہ نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں (م م)

★ جس طرح ماں اور باپ اور بھائی کا حق ہے اسی طرح چچا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی کا حق ہے یـنزل العمّ والاخ الکبیر والخال بمنزلۃ الوالد وینزل الخالۃ والعمۃ بمنزلۃ الام وذلک فی التوقیر والخدمۃ والطاعۃ () (ف غ)

★ چاہئے کہ نیکوئی کرے اپنے ماں باپ کے ساتھ تاکہ اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ نیکوئی کرے۔ جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ح۔ قال عم بروا اباکم حتے یبر کم ابناء کم (ل ا)

★ تعظیم کرے اپنے استاد کی اسلئے کہ استاد کی تعظیم سے علم میں برکت ہوتی ہے اور استاد کی حقارت اور خفت کرنے سے علم کی برکت جاتی ہے۔ ینبغی المتعلم ان یعظم اوستاذہ فان تعظیمہ برکۃ فی العام فاذا استخف ذھب فیہ برکۃ العلم نقل کی یہ **ابراہیم شاہی** میں **بستان ابو اللیث** سے۔

★ استاد کا حق اپنے ماں باپ اور کل مسلمانوں پر مقدم جانے۔ اسلئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی حقارت کرے استاد کی اگرچہ ایک سلام ہی کے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین بلاؤں میں مبتلا کرے گا اول یہ کہ علم بھول جائے گا دوسرے جوان مرے گا تیسرے بغیر ایمان کے دنیا سے خارج ہوگا۔ یقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین وفی الحدیث من احتقر استاذہ ولو بسلام ابتلاہ اللّٰہ تعالیٰ بثلث بلیات اولہا نسی العلم والثانی مات شابا والثالث خرج من الدنیا بغیر الایمان (ا ش)

چوتھی فصل اولاد کے حقوق کے بیان میں

★ اے عزیزو! جان لو کہ حق اولاد کا یہ ہے کہ جب پیدا ہو تو سفید کپڑے میں اس کو لپیٹے اور زرد کپڑے میں اس کو نہ لپیٹے۔ داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے۔ نام اس کا اچھا رکھے۔ عقیقہ کرے۔ بیٹی کی طرف سے ایک بکری اور لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور اگر ایک بھی کرے تو درست ہے۔ لڑکے کے پیدا ہونے سے بہت خوشی اور بیٹی کے پیدا ہونے سے غمگین نہ ہو۔ اس لئے کہ بیٹیوں کا ثواب بہت ہے۔ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ جن کے لڑکے ہیں اور تمنا رکھتے ہیں کہ لڑکا پیدا نہ ہوتا اور بیٹی پیدا ہوتی۔ عقیقہ بعض کے نزدیک سنت ہے اور یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ بعض کے نزدیک لڑکے کی طرف سے سنت ہے۔ چاہئے کہ مولود (یعنی پیدا ہونے والے) کے سر کے بال منڈائیں اور خوشبو ملیں اور عقیقہ ولادت کے ساتویں روز یا چودھویں یا اکیسویں روز کریں۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی (مبعوث) ہونے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔ ایسے ہی نقل کی ابراہیم شاہی میں شرح اوراد سے اور بھی اسی میں لکھا ہے۔ وفی الشرعة یعق عن المولود الیوم السابع من الولادة وفی الحدیث العقیقة حق من الغلام شاتان وعن الجاریة شاة وقدعق النبی علیه السلام عن نفسه بعد مابعث نبیا (اش)

فتاویٰ عالمگیری نے نقل کی ہے وجیز الکردری سے کہ ساتویں روز عقیقہ کرے اور عقیقہ کرنا مباح ہے سنت اور واجب نہیں۔ العقیقة عن الغلام وعن الجاریة وھوذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباح لاسنة ولاواجب

روایت ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا گِرو ہے (گِروی یا رہن ہے) اپنے عقیقے کے سبب۔ اسکی طرف سے ذبح کیا جائے ساتویں دن اور نام رکھا جائے اور اسکا سر مونڈا جائے۔ ح۔ عن الحسن عن وسمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الغلام مرتھن بعقیقته یذبح عنه یوم السابع ویسمی ویحلق راسه

نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے (م م)

★ جب سر نو مولود کا مونڈا جائے تو چاہئے کہ سر کے بالوں کے وزن سے چاندی صدقہ کرے۔

ویحلق راس المولود وتیصدق بوزنه ورقا (اش)

روایت ہے محمد بن علی بن حسین یعنی امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم سے کہ نقل کی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا حضرت امام

حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکرے کے ساتھ اور فرمایا آپؐ نے کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) مونڈو سر اس کا اور اللہ کو (اللہ کی راہ میں) اسکے بالوں کے ہم وزن چاندی دو۔ پس میں نے وزن کیا بالوں کو تو بالوں کا وزن ایک درہم یا ایک درہم سے کم تھا۔ ح۔ عن محمد بن علی بن حسین عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ قال عق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الحسن بشاۃ وقال یافاطمۃ احلقی راسہ وتصدقی بزنۃ شعرہ فضۃ فوزناہ فکان وزنہ درھما او بعض درھم

نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متصل نہیں ہے۔ اسلئے کہ محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے نہیں پایا (حضرت) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو (م م)

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عقیقے کے بکری کی ہڈی نہ توڑنا چاہیئے (ت ک س) اور ایسے ہی لکھا ہے ابرہیم شاہی میں۔

★ جب لڑکا پیدا ہو تو کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے تالو میں لگائے۔ ح۔ عن عائشۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یوتی بالصبیان فیبرک علیھم ویحنکھم نقل کی یہ مسلم نے (م م)

حدیث شریف میں ہے کہ جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو اور داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اسکے تکبیر کہے تو اس سے ام الصبیان کی بیماری دور کی جاتی ہے اور وہ اس سے محفوظ رہتا ہے

ح۔ وفی الحدیث من ولدلہ مولود فاذن فی اذنہ الیمنی واقام فی اذنہ الیسرٰے رفعت عنہ ام الصبیان منقول ہے یہ فتاوای غرائب میں۔

حق یہ ہے کہ لڑکے کا ختنہ کرائے اسلئے کہ لڑکوں کا ختنہ کرانا سنت ہے۔ اختلفوا فی الختان قیل انہ سنۃ وھو الصحیح نقل کی یہ عالمگیری میں غرائب سے۔

وقت مستحب ابتدائے ختنہ کرنے کے لئے ساتویں برس سے بارہ برس کی عمر تک ہے اور یہی مختار ہے ابتداء الوقت المستحب للختان من سبع سنین الی اثنا عشر سنۃ ھو المختار نقل کی یہ عالمگیری میں سراجیہ سے۔

بعضوں نے کہا کہ ختنہ کرانا وقت ولادت سے سات روز بعد جائز ہے۔ وقال بعضھم یجوز بعد سبعۃ ایام من وقت الولادۃ نقل کی یہ **عالمگیری** میں **جواہر الفتاوی** سے۔

★ جب لڑکے کی عمر سات برس کی ہو تو اسکو نماز پڑھنے کے لئے حکم کرے اور جب دس برس کا ہو اور نماز نہ پڑھے تو اسکو مارے تاکہ وہ نماز پڑھے۔ واذا بلغ سبع سنین یؤمر بالصلوۃ واذا بلغ عشر سنین یضرب حتے یصلی (اش)

روایت ہے عمرو بن شعیب (رضی اللہ عنہ) سے انہوں نے روایت کی اپنے والد سے اور انہوں نے

اپنے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے فرزند کو نماز پڑھنے کے لئے حکم کرو جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور انکو نماز کے لئے مارو جبکہ وہ دس برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھتے ہوں اور انکی خواب گاہ کو جدا کرو تاکہ بھائی اور بہن ایک بستر پر نہ سوئیں۔ ح۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ **عن** جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرو ااولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین واضر بوھم علیہا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم المضاجع نقل کی یہ ابوداؤد نے (م م)

روایت ہے ابی سعد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو تو چاہئے کہ اچھا نام رکھے اور اس کو ادب نیک. سکھائے اور جب بالغ ہو تو اسکا نکاح کر دے۔ اگر بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کر دیا اور وہ نفسانی شہوت کے سبب گناہ میں پڑا یعنی زنا کیا تو یہ گناہ اسکے باپ پر ہوگا۔ ح۔ عن ابی سعید وابن عباس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولدلہ ولد فلیحسن اسمہ وادبہ فاذا بلغ فلیز وجہ فان لم یز وجہ فاصاب اثما فانما اثمہ علی ابیہ (م م)

روایت ہے عمر بن الخطاب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ گئی ہو اور اسنے نکاح نہ کر دیا پس شہوت نفسانی کی وجہ سے وہ اگر گناہ میں پڑی یعنی زنا وغیرہ کیا تو یہ گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔

ح۔ عن عمر بن الخطاب وانس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی التورۃ مکتوب من بلغت ابنتہ اثنتی عشرۃ سنۃ ولم یزوجہا فاصابت اثما فاثم ذلک علیہ
نقل کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں (م م)

روایت ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ آدمی کا اپنے بیٹے کو ایک ادب سکھانا بہتر ہے اسکے واسطے ایک صاع غلہ صدقہ کرنے سے۔ (صاع = **۴ کیلو ۹۰ گرام**)

ح۔ عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یودب الرجل ولدہ خیر لہ من ان یتصدق بصاع نقل کی یہ ترمذی نے (م م)

روایت ہے ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی اپنے والد سے یعنی موسیٰ سے اور موسیٰ نے نقل کی ایوب کے دادا سے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں دیا باپ نے اپنے بیٹے کو کچھ نیک ادب سے بہتر۔ یعنی باپ بیٹے کے واسطے کوئی چیز اس سے بہتر نہیں ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو ادب دے۔

ح۔ عن ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مانحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن نقل کی یہ ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں (م م)

★ فرمایا آپؐ نے کہ اپنی اولاد کی تعظیم کرو اس لئے کہ اولاد کی تعظیم کرنا آتش دوزخ سے پردہ ہے اور

اس کے ساتھ کھانا کھانا آتش دوزخ سے نجات ہے اور اسکی عزت و حرمت سے پل صراط کے اوپر سے مانند برق (بجلی) کے گذرنا آسان ہوگا۔ ح۔ قال عم اکرموا اولادکم فان کرامۃ الاولاد ستر من النار والاکل معھم برائۃ من النار کرامتھم جواز علی الصراط (ل ا)

★ فرمایا آپؐ نے اپنے اولاد کو بزرگ رکھو (یعنی اسکی عزت کرو) جو شخص اپنی اولاد کو بزرگ رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں بزرگ رکھے گا۔ ح۔ اکرموا اولا دکم فمن اکرم اولادکم اکرمہ اللہ فی الجنۃ (ل ا)

★ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشت میں ایک دروازہ ہے اسکو باب الفرح (فرحت کا دروازہ) کہتے ہیں۔ اس میں کوئی نہیں جائیگا مگر وہ شخص جو اپنی اولاد کو خوش رکھے۔ ح۔ قال عم ان فی الجنۃ باباً یقال لہ باب الفرح لایدخلہ الافرح الصبیان (ل ا)

پانچویں فصل زوجین (شوہر بیوی) کے حسن معاشرت اور ہر ایک کے حقوق کے بیان میں

اے عزیزو! جان لو کہ حقوق زوجہ (بیوی) میں سے ایک یہ ہے کہ کھانا اور کپڑا بی بی کو دینا مرد پر واجب ہے۔ ان دونوں کے حال کے مطابق یعنی اگر دونوں توانگر (امیر) ہیں تو توانگروں سا کھانا کپڑا دے اور اگر دونوں محتاج ہیں تو محتاجوں کے جیسا دے اور اگر ایک توانگر ہے تو درمیان طرح کا دے۔

یجب النفقۃ للزوجۃ علی زوجھا والکسوۃ بقدر حالھما (ک د)

★ جسکے دو عورتیں (بیویاں) ہوں تو جمیع امور (سارے امور میں) میں دونوں کو برابر رکھے اور ماکول (کھانے) اور ملبوس (کپڑے) میں انکے فرق نہ کرے اور خاطرداری میں معاملہ مساوات کا جاری رکھے۔ اگر ان کی رعایت میں کوتاہی کریگا تو قیامت کے دن آدھا بدن ٹیڑھا ہوگا۔

جیسا کہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت ایک شخص کے نزدیک دو بیویاں ہوں پھر ان کے درمیان انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں آئیگا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔ ح۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کانت عندالرجل امراتان فلم یعدل بینھما جاء یوم القیٰمۃ وشقہ ساقط نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے (م م)

★ ہر مرد پر واجب ہے کہ احکام دین مثل طہارت اور نماز اور حیض و نفاس وغیرہ اپنی بی بی کو سکھائے۔ اگر سکھانے میں قصور کریگا تو گنہگار ہوگا (قیامت کے دن ایک عورت عتاب میں ہوگی اور اس کے

سبب چار شخص پرسش میں گرفتار ہونگے۔ ایک شوہر دوسرے باپ تیسرے بیٹا چوتھے بھائی۔ اس لئے کہ اس عورت کو نماز و روزے، حیض و نفاس کے احکام کیوں نہ سکھائے ایسے ہی لکھا ہے ابراہیم شاہی میں صلوٰۃ مسعودی سے) (اش)

★ اپنی عورت کے ساتھ نیک خو (نیک خصلت) رہے۔ اس سے محبت رکھے۔ اور سلوک کرے۔ اسکے ساتھ بد خلقی (برے طریقے) سے پیش نہ آئے۔

روایت ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بی بی کے ساتھ بہتر ہے اور میں اپنی بیبیوں کے ساتھ تم سب سے بہتر ہوں۔ جب تم میں سے کوئی مرجائے تو اسکو (یعنی اپنی بیوی کو) چھوڑ دو اسکی برائیوں کا ذکر مت کرو۔ ح۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی واذامات صاحبکم فدعوہ نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (مم)

روایت ہے حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی اپنے والد سے کہ کہا میں نے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حق ہے ایک ہماری بی بی کا اس کے خاوند پر؟ فرمایا کہ تو کھلائے جس وقت کہ تو کھائے اور پہنائے اسکو جس وقت کہ تو پہنے اور نہ مار منہ پر اور نہ کہہ برا اور نہ گالی دے اسکو اور نہ جدائی کر اس سے مگر اپنے گھر میں کسی مصلحت کے واسطے۔ ح۔ عن حکیم بن معاویۃ القشیری عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ ماحق زوجۃ احدنا علیہ قال ان تطعمہا اذا طعمت وتکسوھا اذا اکتسیت ولا تضرب الوجہ ولا تقبح ولا تھجر الا فی البیت نقل کی یہ احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (مم)

ف۔ نہ مار منہ پر اس لئے کہ وہ سب اعضا میں افضل ہے۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر سوائے منہ کے اور جگہ مارے فاحشہ ظاہر ہونے یا فرائض ترک کرنے یا ادب دینے کے لئے تو جائز ہے۔ منہ پر مارنا ہر حال میں منع ہے۔ (ش مم)

★ فتاوائے قاضی خاں میں لکھا ہے کہ خاوند کو جائز ہے کہ عورت کو چار باتوں پر مارے۔ (۱) زینت ترک کرنے پر جب شوہر کو اس کا زینت کرنا (بناؤ سنگھار) مطلوب ہو۔ (۲) جب کہ اس کا خاوند اسے جماع (صحبت) کے واسطے بلائے اور باوجود کوئی عذر نہ ہونے کے وہ نہ مانے۔ (۳) نماز ترک کرنے کے سبب اور بعض روایتوں میں (امام) محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یوں مذکور ہے کہ نماز ترک کرنے کے سبب نہ مارے اور جنابت (ناپاکی) اور حیض سے نہ نہانا نماز ترک کرنے کے جیسا ہے یعنی اس پر بھی مارے اور (۴) جب ایفائے مہر (دین مہر کے ادا کرنے) کے بعد شوہر کے اذن (اجازت) کے بغیر گھر سے باہر نکلے۔ ولہ ان یضربھا علی اربعۃ منہا ترک الزینۃ اذا اراد الزوج الزینۃ والثانیۃ ترک الاجابۃ اذا اراد الجماع وھی طاھرۃ

والثالثۃ ترک الصلوۃ وفی بعض الروایات عن محمد رح لیس لہ ان یضر بھا علی ترک الصلوۃ وترک الغسل عن الجنابۃ والحیض بمنزلۃ ترک الصلوۃ والرابعۃ الخروج عن منزلہ بغیر اذنہ بعد ایفاء المہر (قاضی خاں)

★ سات جگہ عورت کو جانے کی اجازت دے۔ اول ماں باپ اور دادا دادی کی ملاقات کی۔ دوسرے انکی بیمار پرسی کی۔ تیسرے ان لوگوں کی ماتم پرسی کی۔ چوتھے محارم (محرم لوگوں) کی ملاقات کی۔ پانچویں اور چھٹے زن قابلہ (قابلہ میں ب کے نیچے زیر ہے لغت میں معنیٰ دراصل تکفل اور ضامن ہے یعنی کفالت کرنے والی اور ضمانت دار مگر یہاں پر دایہ کے معنیٰ ہیں جو ولادت کے وقت زچہ اور بچہ کی خدمت کرتی ہے۔ شرح نصاب ازیوسف بن مانع۔ غیاث اللغات) اور غاسلہ (غسل دینے والی) کو اپنے پیشے کے واسطے یا اپنا حق طلب کرنے کے لئے مدیون (مقروض یا قرض دار) سے یا دوسرے کا حق ادا کرنے کے لئے جو اس کے اوپر ہے۔ ان صورتوں میں بلا شوہر کی اجازت بھی نکلنا جائز ہے۔ ساتویں جب اسپرحج فرض ہوا ہو تو جانے کی اجازت دے اور اگر بلا اجازت جائے تو بھی جائز ہے۔ سوائے اس کے اجنبیوں کی ملاقات کیلئے یا انکی عیادت کے لئے یا تعزیت اور ولیمے کے لئے ہرگز اجازت دینا جائز نہیں ورنہ دونوں گنہگار ہونگے۔ یہ حاشیہ مالا بدمنہ میں لکھا ہے۔ بحرالرائق اور درالمختار سے اور ایسے ہی ذکر کیا گیا ہے فتاویٰ غرائب میں۔ ذکر البعض فی المواضع یجوزللزوج ان یاذن بالخروج الی سبعۃ مواضع زیارۃ الابوین وتعزیتھما وعیادتھمااو احدھما اوزیارۃ المحارم او کانت قابلۃ او غسالۃ او کان لھا علی آخر حق او کان لاخر علیھا حق فتخرج بالاذن و بغیر الا ذن او کانت تخرج للحج ولایجوزلہ ان یاذن فیماعداذلک من زیارۃ الاجانب وعیادتھم والولیمۃ واشباھھا

★ شوہر کو چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے غیرت کی بات میں اعتدال نہ چھوڑے۔ جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اس سے عورت کو منع کرے۔ حتی المقدور باہر نہ نکلنے دے۔ چھت اور دروازے پر نہ جانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اسکو دیکھے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورتوں کے حق میں کیا امر بہتر ہے؟ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ بہتر ہے کہ نامحرم مرد انکو نہ دیکھے اور کسی غیر مرد کو وہ نہ دیکھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند آئی حضرت بی بیؓ کو گلے لگاکر فرمایا بضعۃ منی۔ یعنی تو میری جگر پارہ ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت (بیوی) کو دیکھا کہ دریچے سے جھانکتی ہے اسے مارا۔

جہاں فتنے کا ڈر ہو وہاں عورت کو جانے دینا درست نہیں۔

ایک اندھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانے پر آیا۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور

دوسری عورتیں جو وہاں بیٹھی تھیں نہ اٹھیں۔ اور کہا کہ یہ اندھا ہے (اس سے کیا پردہ)۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تو تم بھی کیا اندھی ہو؟ (ت ک س)

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ اس لئے کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں جو ٹیڑھی ہے۔ اور پسلی میں بہت ٹیڑھی چیز اوپر کی پسلی ہے۔ پس اگر تو پسلی کو سیدھا کرنے کا ارادہ کرے تو اسکو توڑ دیگا اور اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دے تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ پس عورت کے حق میں وصیت قبول کرو ح۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانھن خلقن من ضلع وان اعوج شی فے الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء

نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م م)

ف۔ اصل مطلب اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ حضرت حوا رضی اللہ عنہا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں۔ تو عورت کی اصل پسلی ٹھہری اور پسلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں۔ تو عورت کا بھی بالکل آراستہ ہونا اور اس کی سب عادتیں بدلنا محال ہے۔ اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق میں اپنی امت کو وصیت کی کہ مرد عاقل (عقلمند) کو لازم ہے کہ عورت سے اپنا مطلب نکالے اور اس کی بد مزاجی پر صبر کرے اور ٹال جایا کرے۔ حکمت کی چال چلے۔ نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ ناہمواری بنی رہے اور نہ ہر بات میں مواخذہ (پوچھ تاچھ) کرے کہ زندگی تلخ ہو۔ اور آخر کو طلاق کی نوبت پہنچے۔ خلاصہ یہ کہ مقدمات خانہ داری میں عورت کی رعایت رکھے۔ لیکن کفر و شرک اور ترک فرائض میں اور کبیرہ گناہوں میں اسکی رعایت ہرگز نہ کرنی چاہئے۔ (د ت م ا)

★ اپنی بی بی کو کوڑا نہ مارے۔ اسلئے کہ روایت ہے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی عورت (بیوی) کو کوڑا نہ مارے غلام کو کوڑا مارنے کی طرح اور پھر دن ختم ہونے پر اس کے ساتھ جماع (صحبت) کرے۔ ح۔ عن عبداللّٰہ بن زمعۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایجلد احد کم اتہ جلد ان العبدتم یجامعھافی اخر الیوم (م م)

ف۔ یعنی شرعاً اور عقلاً مناسب نہیں کہ جس کو اپنے پاس لٹائے اسکو ایسی سخت مار مارے۔ صبح کو مارنا اور شام کو پاس لٹانا آدمیت سے بعید ہے (ت م ا)

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد مسلمان عورت مسلمان سے دشمنی نہ رکھے اسلئے کہ اگر اسکے ایک فعل (کام) اور خو (عادت) کو تو ناخوش (ناپسند) رکھیگا تو ایک فعل اور خو کو تو پسند کریگا۔ ح۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یضر ک

مومن مومنۃ ان کرہ منہا خلقا رضی منہا اخر نقل کی یہ مسلم نے (م م)

ف۔ اسلئے کہ آدمی کے تمام اخلاق و افعال برے نہیں ہوتے اگر بعضے برے ہوتے ہیں تو بعضے اچھے بھی ہوتے ہیں۔ پس اسکے افعال و اخلاق نیک پر نظر کرنی چاہیئے اور راضی ہو جانا چاہیئے۔ اسکے برے افعال و اخلاق پر صبر کرنا چاہیئے۔ (ش م م)

★ عورت پر شوہر کا حق بہت بڑا ہے۔ اسلئے کہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو یہ حکم کرتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو البتہ عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ ح۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو کنت امر احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجدلز وجھا نقل کی یہ ترمذی نے (م م)

ف۔ اس حدیث میں مبالغہ اور بی بی کے اوپر خاوند کی طاعت واجب ہونے کے کمال کا بیان ہے۔ (ش م م)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھے پس ایک اونٹ آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ صحابیوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپکو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں پس ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ آپکو سجدہ کریں۔ پس فرمایا عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی یعنی میری اور اگر میں حکم کرتا کسی کو کہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو البتہ حکم کرتا عورت کو کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اور اگر حکم کرے خاوند اس کو کہ زرد پہاڑ سے سیاہ پہاڑ کی طرف اور سیاہ پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف پتھر لے جائے تو لائق ہے اس عورت کو کہ اس کا حکم بجالائے۔ ح۔ عن عایشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین و الانصار فجاء بعیر فسجدلہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ تسجد لک البھائم و الشجرۃ فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم و اکرموا اخاکم ولو کنت امر احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجدلزوجھا ولو امرھا ان تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود و من جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لھا ان تفعلہ نقل کی یہ احمد نے (م م)

★ عورت کو چاہیئے کہ دریچے میں اور چھت پر نہ آئے۔ پڑوسیوں سے دوستی اور بہت باتیں نہ کرے۔ بلا ضرورت اس کے گھر نہ جائے اور اپنے خاوند کی بھلائی کے سوا اس سے اور کچھ نہ کہے۔ خاوند سے صحبت اور نباہ کرنے میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ کسی سے نہ کہے۔ ہر کام میں خاوند کے مقصد اور خوشی کے لئے طمع رکھے۔ خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔ خاوند پر مہربانی رکھے۔ جب اس کے خاوند کا کوئی دوست دروازے پر کھٹکھٹائے تو اس طرح جواب دے کہ وہ اسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی بیوی بولتی ہے۔ خاوند کے سب دوستوں سے پردہ کرے کہ وہ اسے نہ پہچانیں۔ جو کچھ میسر ہو اس پر خاوند کے قناعت کرے۔ زیادہ طلبی نہ کرے۔ خاوند کا حق اپنے

عزیزوں سے زیادہ جانے۔اپنے تئیں ہمیشہ ایسا صاف ستھرا رکھے جیسا کہ صحبت کے واسطے ہونا چاہیئے۔جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتی ہے کرے۔خاوند کے سامنے اپنے حسن و جمال پر فخر نہ کرے۔خاوند کے احسان کی ناشکری نہ کرے۔یہ نہ کہے کہ تو نے میری ساتھ کیسا سلوک کیا۔ ہر وقت خرید و فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب نہ کرے۔رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں نگاہ کی تو بہت سی عورتوں کو دیکھا اسکا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ اپنے خاوندوں پر لعن طعن اور انکی ناشکری کرنے سے انکا یہ حال ہے (ت ک س)

★ چاہئے کہ بلا اجازت شوہر کے گھر سے باہر نہ جائے۔اس لئے کہ جو عورت بے حکم شوہر کے گھر سے باہر جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرتا ہے جب تک کہ پھر وہ گھر میں آئے۔اور اگر شوہر کی اجازت سے باہر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں پر لعنت کرتا ہے۔نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں ترغیب الصلوٰۃ سے۔

حاشیہ مالا بد منہ میں مجالس ابرار سے یوں لکھا ہے کہ بغیر اجازت خاوند کی لئے ہوئے گھر سے باہر نہ نکلے جبتک کہ کوئی حادثہ اس پر نہ پڑے۔اگر شوہر کی اذن کے بغیر باہر آئے تو آسمان سے کل فرشتے اور جس چیز پر اسکا گذر ہوتا ہے سب لعنت کرتے ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عورت بے حکم شوہر کے گھر سے باہر نکلے اسپر اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے جبتک کہ وہ گھر آئے اور اس سے اس کا شوہر راضی ہو۔ ح۔ ایما امراۃ خرجت عن بیتھا بغیر اذن زوجھا کانت فی سخط اللہ حتے ترجع الی بیتھا و رضی عنھا زوجھا روایت کی یہ حدیث خطیب رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت بہتر ہے؟ فرمایا وہ عورت کہ خوش کرے اپنے خاوند کو جب کہ خاوند اس کی طرف دیکھے اور اسکا حکم بجا لائے جبکہ وہ کچھ فرمائے۔اور اپنی ذات اور اپنے مال میں اسکے خلاف نہ کرے اسطرح پر کہ مرد اس کو ناخوش رکھے (ناپسند کرے) ح۔ عن ابی ھریرۃ قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر و تطیعہ اذا امر و لا تخالفہ فی نفسھا و لا فی مالھا بما یکرہ

نقل کی یہ نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں (م م)

★ چاہئے کہ جب اسکا شوہر اپنے بستر پر اسکو بلائے تو انکار نہ کرے اور اس سے روٹھ علیحدہ نہ سو رہے اسلئے کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپؐ نے کہ جب رات کو اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر علٰحدہ سوتی ہے یعنی روٹھ کر تو فرشتے فجر تک اسکو لعنت کرتے ہیں۔ ح۔ اذا باتت المراۃ ھاجرۃ فراش زوجھا لعنتھا الملائکۃ حتے تصبح (م ا)

ف۔ اسلئے لعنت کرتے ہیں کہ عورت پر خاوند کی اطاعت اور رضامندی فرض ہے (ت م ا)

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی

مرد اپنی عورت (بیوی) کو اپنے بچھونے کی طرف بلائے پس وہ عورت انکار کرے اور خاوند غصے میں رات گذارے تو فرشتے عورت پر صبح تک لعنت کرتے ہیں۔ ح۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دعا الرجل امراتہ الی فراشہ فابت فبات غضبان لعنتھا الملائکۃ حتے تصبح نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے

ایک روایت میں بخاری اور مسلم کی یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جسکے دست قدرت میں میری جان ہے نہیں کوئی شخص کہ بلائے اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی طرف وہ اسپر انکار کرے مگر یہ کہ وہ جو کہ آسمان پر ہے اسپر خفا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسکا خاوند اس سے راضی ہو (یعنی حکم اسکا جو آسمان میں ہے یا وہ کہ معبود ہے آسمان میں یعنی اللّٰہ تعالیٰ **مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ المصابیح**) ح۔ وفی روایۃ لھا قال والذی نفسی بیدہٖ مامن رجل یدعو امراتہ الی فراشہ فتابی علیہ الاکان الذی فی السماء ساخطا علیھا حتی یرضی عنھا (م م)

روایت ہے طلق بن علی رضی اللّٰہ عنہ سے کہ کہا۔ فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت کوئی اپنی بی بی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو چاہیئے کہ حاضر ہو اگر چہ تنور پر ہو۔ ح۔ عن طلق بن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا الرجل دعا زوجتہ لحاجتہ فلتاتہ وان کانت علی التنور نقل کی یہ ترمذی نے (م م)

ف۔ یعنی اگر چہ ضروری کام میں مشغول ہو اور مال کے ضائع ہونے کا خدشہ بھی ہو جیسے کہ روٹی پکاتی ہو اور شوہر اس کو طلب کرے (علما نے کہا ہے کہ یہ اس تقدیر (حالت) میں ہے جب روٹی شوہر کے لئے پکاتی ہو۔ اسلئے کہ جب اس نے ایسی حالت میں طلب کیا تو اپنے مال کے تلف (برباد) ہونے پر راضی ہوا۔ (ش م م))

روایت ہے انس رضی اللّٰہ عنہ سے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت جس وقت پانچوں وقتوں کی نماز پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھے یعنی باز رکھے اپنے نفوس کے فواحش (برائی) سے اور اپنے خاوند کی فرماں برداری کرے پس چاہیئے کہ جس دروازے سے جنت کے وہ چاہے جنت میں داخل ہو۔ ح۔ عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المراۃ اذا صلت خمسا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت نقل کی یہ حلیۃ الابرار میں (م م)

روایت ہے ام سلمہ رضی اللّٰہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کہ جو عورت اس حال میں مرے کہ اسکا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

ح۔ عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایما امراۃ ماتت وزوجھا عنھا راض

دخلت الجنۃ نقل کی یہ ترمذی نے (م م)

★ چاہئے کہ گھر کی کوئی چیز بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو نہ دے اور (بغیر اجازت) نفل کا روزہ بھی نہ رکھے۔ لیس لھا ان تعطی شیئا من بیتہ بغیر اذنہ ولا تصوم بغیر فرض (ف ق خ)

حاشیہ مالا بد منہ میں یوں مذکور ہے کہ شوہر کا مال بے اجازت شوہر کے کسی کو نہ دے ورنہ گنہگار ہوگی اور اسکے شوہر کو ثواب ہوگا۔ اور بغیر اجازت روزہ نفل نہ رکھے اگر رکھیگی تو ثواب نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو زبان سے لٹکائے ہوئے تھے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اسکا کیا حال ہے؟ تو کہا کہ اس عورت نے شوہر اور ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے۔ پھر ایک عورت کو دیکھا کہ اسکو دونوں پستانوں کے ساتھ معلق کئے ہیں۔ میں نے اسکا حال پوچھا تو کہا کہ اس نے شوہر کی اجازت کے بغیر لڑکے کو دودھ پلایا تھا۔ پھر ایک عورت کو دیکھا کہ دونوں پاؤں کے سہارے اسکو لٹکائے ہوئے ہیں۔ اسکا حال پوچھا تو کہا کہ بغیر شوہر کی اجازت کے جا بجا جاتی تھی۔ پھر دوسری عورت کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ سے اسکو لٹکائے ہیں۔ اسکا حال پوچھا تو کہا کہ یہ عورت اپنے شوہر کا مال اپنے ہاتھوں سے تباہ اور نقصان کرتی تھی۔

★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★

تیسرا باب

کھانے پینے اور مہمان کے آداب اور دعوت قبول کرنے کے بیان میں

پہلی فصل کھانا کھانے کے بیان میں

★ اے مسلمانو! جانو اور آگاہ ہو! کہ کھانا کھانے کے قبل اور اسکے بعد ہاتھوں کا دھونا سنت ہے۔ غسل الایدی قبل الطعام و بعدہ سنة۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں سراجیہ کے باب الولیمہ سے۔ اور ایسے ہی لکھا ہے عالمگیری میں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کھانے کے پہلے ہاتھ دھویا کریگا وہ افلاس اور تنگ دستی سے بے فکر رہے گا (ت ک س)

روایت ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔ میں نے پڑھا توریت میں اسلام لانے سے پہلے کھانے کے بعد وضو کرنا کھانے میں برکت کا سبب ہے۔ پس توریت کا یہ مضمون میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کھانے کی برکت وضو ہے۔ قبل کھانے کے اور بعد کھانے کے یعنی دونوں ہاتھوں کا دھونا۔ ح۔ عن سلمان قال قرات فی التورة ان برکة الطعام الوضوء بعدہ فذکرت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکة الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ
نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے (م م)

نجم الایمة البخاری وغیرہ نے کہا کہ ایک ہاتھوں یا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا دھونا سنت ہونے میں کافی نہیں ہے بلکہ دونوں ہاتھ بند دست (کلائی) تک دھونا چاہئے۔ قال نجم الایمة البخاری وغیرہ غسل الیدالواحدة او اصابع الیدین لا یکفی لسنة غسل الیدین قبل الطعام لان المذکور غسل الیدین وذلک الی الرسغ نقل کی یہ عالمگیری میں قنیہ سے

★ چاہئے کہ کھانا دسترخوان پر رکھے خوان پر نہیں۔ کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اسلئے کہ سفرہ (دسترخوان) سفر کی یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت کی یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پر کھانا فروتنی (عاجزی وانکساری) سے بھی ملاہوا ہے۔ اگر خوان پر رکھ کر کھائے گا تو بھی درست ہے اسلئے کہ اس کام میں نہی (ممانعت) نہیں آئی ہے۔ لیکن دسترخوان پر کھانا اگلے بزرگوں کی عادت تھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان پر ہی کھانا نوش فرمایا۔ (ت ک س)

★ کھانے کے قبل بسم اللہ کہنا اور اسکے بعد الحمد للہ کہنا سنت ہے اور اگر پہلے بسم اللہ کہنا بھول جائے تو چاہئے کہ کہے بسم اللہ علی اولہ وآخرہ کہے

وسنن الطعام البسملة فی اوله والحمدللہ فی آخرہ فان نسی البسملة فی اوله فلیقل بسم اللہ علی اوله وآخرہ کذافی الاختیار شرح المختار

بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے میں کہے بسم اللہ۔ دوسرے میں بسم اللہ الرحمن۔ اور تیسرے میں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (ت ک س)

روایت ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور اپنے کھانے پر یعنی ابتدا میں اللہ کا نام لینا بھول جائے اور اسے درمیان میں یاد آئے تو چاہئے کہ یوں کہے بسم اللہ اوله واخرہ ح۔ عن عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل احدکم فنسی ان یذکر اللہ علی طعامه فلیقل بسم اللہ اوله واخرہ نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے (م م)

روایت کی ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو چاہئے کہ شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے۔ پس اگر بھول جائے تو اس کے (کھانے کے) آخر میں کہے۔ ح۔ وروت عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال اذا اکل احدکم طعاما فلیقل بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اوله فان نسیے فلیقل فی اخرہ (ب ا)

سنت یہ ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہو تو الحمد للہ کہے۔ ومن السنة ان یحمد اللہ تعلی اذافرغ من اکل الطعام (ابو اللیث)

روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ جس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے اور آپ کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے کہ سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان کیا۔ ح۔ عن ابی سعید ن الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من طعامه قال الحمدللہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین نقل کی یہ ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (م م)

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہوتا ہے اسکے سبب کہ وہ لقمہ کھائے اور اسکی حمد کرے یا ایک بار (پینے کی چیز) پئے اور اسکی حمد کرے ح۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی لیرضے عن العبد ان یاکل الاکلة فیحمدہ علیها اویشرب الشربة فیحمدہ علیها نقل کی یہ مسلم نے (م م)

★ چاہئے کہ کھانے کے بعد قل ہو اللہ احد اور لایلاف قریش پڑھے۔

ویقرء بعد الطعام قل هو اللہ احد ولایلاف قریش۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں شرح اوراد سے

★ چاہئے کہ کھانا کھانے کے وقت زور سے بسم اللہ کہے تاکہ جو لوگ شامل کھانے والے ہیں انکو بھی یاد آجائے۔ واذاقلت بسم اللہ فارفع صوتک حتی تلقن من معک (ب ا)

فتاویٰ عالمگیری میں بھی ایسے ہی نقل کی تاتار خانیہ سے۔

★ بعد کھانے کے الحمد للہ زور سے نہ کہے مگر جبکہ شامل کے سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں کھانے سے۔ ولاینبغی ان یرفع صوتہ بالحمد الاان یکون جلسائوہ فرغوا عن الاکل۔ نقل کی یہ عالمگیری میں تاتار خانیہ سے۔

★ سنت یہ ہے کہ شروع کرے کھانا نمک کے ساتھ اور ختم بھی کرے نمک کے ساتھ۔ ایسا ہی لکھا ہے خلاصے میں اور کم کھائے ایسا ہی لکھا ہے غرائب میں ومن السنة ان یبدابالملح و یختم باالملح کذافی الخلاصة و یقلل الاکل کذافی الغرائب۔ (عالمگیری)

روایت کی گئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ یا علیؓ! شروع کرو کھانا اپنا ساتھ نمک کے اور ختم کرو ساتھ نمک کے اسلئے کہ تحقیق نمک شفا ہے ستر بیماریوں کے لئے اسمیں سے جنون۔ جذام۔ برص اور درد شکم اور دانتوں کا ہے۔ ح۔ روی عن رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال لعلی رضی اللّٰہ عنہ یا علی ابدا طعامک بالملح واختم بالملح فان الملح شفاء من سبعین داء منہ الجنون والجذام والبرص ووجع البطن والاضراس۔

نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں خزانۃ الجلالی سے۔

روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین سالنوں کا نمک ہے۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سید ادامکم الملح نقل کی یہ ابن ماجہ نے (م م)

★ چاہیئے کہ کھانا گرم نہ کھائے اور اسکو نہ سونگھے اور کھانے اور پانی کو نہ پھونکے۔ ولایؤکل طعام حار ولایشم ولا ینفخ فی الطعام والشراب (عالمگیری)

بستان ابواللیث میں یوں مذکور ہے کہ گرم کھانا نہ کھائے اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کو ٹھنڈا کرو یعنی ٹھنڈا کر کے کھاؤ اس لئے کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی ہے۔ ولایاکل طعام حار الانہ روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ابردوا بالطعام فان الحار غیر ذی برکة اور نہ سونگھے کھانے کو اسلئے کہ یہ خصلت جانوروں کی ہے۔ اور فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت سونگھو کھانے کو جیسے بہائم (جانور) سونگھتے ہیں اور نہ پھونکے کھانے اور پینے کی چیز میں اسلئے کہ تحقیق کہ یہ بے ادبی ہے۔ ولا تشموا الطعام فان ذلک عمل البہائم وروی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال لا تشموا الطعام کمایشم البہائم ولا ینفخ فی الطعام والشراب فان ذلک سوء الادب

★ اگر خرما کھائے یا زرد آلو یا جو چیز شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے یعنی سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اسکے سب کام خدائے تعالیٰ کے ساتھ مناسبت پیدا کریں کیونکہ خدا طاق ہے اسکا جوڑا نہیں۔ جس کام کے

ساتھ خدا کا ذکر کسی طرح سے نہ ہو وہ کام باطل اور بے فائدہ ہوگا۔ اسی سبب سے طاق۔ جفت (جوڑے) سے اولیٰ ہے کہ یہ حق سے مناسبت رکھتا ہے۔ خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق میں اکٹھا نہ کرے اور ہاتھ میں بھی نہ لئے رہے علی ہذالقیاس (اسی طرح) ہر ایک چیز جسکا ثقل (گٹھلی) پھینکتے ہوں۔ کھانا کھانے میں پانی بہت نہ پیئے۔ (ت ک س)

★ چاہیئے کہ کھانے کے وقت چپ نہ رہے کہ یہ مجوس (آتش پرست) کے ساتھ تشبیہ ہے۔ بلکہ اچھی اچھی باتیں کرے دین کے احکاموں میں سے یا متقین اور صالحین کی حکایت میں سے۔ وان لا یسکت حال الاکل لانہ تشبیہ بالمجوس بل یتکلم بالمعروف ویحدث بحکایات الصالحین

نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں شرح اوراد سے اور بھی نقل کی سراجیہ سے

یکرہ السکوت حالۃ الاکل لانہ یشبہ بالمجوس

★ سنت ہے داہنے ہاتھ سے کھانا ومن السنۃ ان یاکل بیمینہ (ال)

★ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی کھائے یا پیئے تو داہنے ہاتھ سے یعنی پانی کا برتن داہنے ہاتھ میں پکڑے۔ ح۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذااکل احدکم فلیاکل بیمینہ واذاشرب فلیشرب بیمینہ

(نقل کی یہ مسلم نے **مشکوٰۃ المصابیح** میں)

★ روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے اس لئے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

ح۔ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکلن احدکم بشمالہ ولا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا نقل کی یہ مسلم نے (م م)

★ چاہیئے کہ کسی کھانے کا عیب (اسکی برائی) نہ کرے۔ اسلئے کہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طعام کا عیب نہ کیا۔ اگر اسکی رغبت ہوتی تو کھاتے اور اگر ناخوش ہوتے تو چھوڑ دیتے۔ ح۔ عن ابی ہریرۃ قال ماعاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما قط ان اشتہاہ اکلہ وان کرھہ ترکہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م م)

★ چاہیئے کہ جس امر سے اور لوگوں کی طبعیت کو کراہت اور نفرت ہو وہ امر نہ کرے۔ برتن میں ہاتھ نہ جھٹکے۔ برتن کی طرف منہ نہ جھکائے کہ منہ سے جو نکلے برتن میں جائے۔ اگر منہ سے کچھ نکالے تو منہ کو پھیر لے۔ چکنا نوالہ سرکے میں نہ ڈبوئے۔ جو نوالہ دانت سے کاٹا ہوا سے برتن میں نہ ڈالے۔ ان باتوں سے لوگوں کی طبعیت نفرت کریگی اور گھنونی چیزوں کی باتیں نہ کرے۔ (ت ک س)

★ سنت یہ ہے کہ کھانے کو درمیان سے نہ کھائے بلکہ کنارے سے کھائے اسلئے کہ روایت کی گئی ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نقل کی عباس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ کھانے کے درمیان برکت نازل ہوتی ہے۔ تم لوگ کھانے کے کنارے سے کھاؤ اور اسکے درمیان سے مت کھاؤ۔ ومن سنة ان لا یاکل الطعام من وسطه لانه روی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال تنزل البرکة فی وسط الطعام وکلوا من حاشیته ولا تاکلوا من وسطه (ب ا)

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ثرید (ایک قسم کی فیرنی) کا پیالہ لایا گیا۔ پس فرمایا کہ اسکے کنارے سے کھاؤ درمیان سے نہ کھاؤ اس لئے کہ برکت اترتی ہے اسکے درمیان نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ اور داری نے۔ کہا ترمذی نے کہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو پیالے کے اوپر سے نہ کھائے (یعنی بیچ سے) بلکہ اس کے نیچے سے کھائے (یعنی کنارے سے) اسلئے کہ اوپر برکت اترتی ہے۔

ح۔ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه اتی بقصعة من ثرید فقال کلوا من جوانبها ولا تاکلوا من وسطها فان البرکة تنزل فی وسطها رواه الترمذی وابن ماجة والدارمی وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح وفی روایة ابی داؤد قال اذا اکل احدکم فلا یاکل من اعلی الصحفة ولکن یاکل من اسفلها فان البرکة تنزل من اعلاها (م م)

★ چھری سے روٹی اور گوشت کے ٹکڑے نہ کرے۔ پیالہ وغیرہ جو چیز کھانے کی نہیں ہے اسے روٹی پر نہ رکھے اور روٹی میں ہاتھ نہ پونچھے۔ (ت ک س)

★ جب کھانا رکھا جائے تو اپنے پاؤں سے پاپوش نکال ڈالے اسلئے کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کھانا روبرو رکھا جائے پس اپنی پاپوشیں (یعنی جوتے) نکال ڈالو۔ اسلئے کہ پاپوشیں نکال ڈالنا بہت راحت بخشنے والا ہے تمہارے قدموں کے لئے۔ ح۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع الطعام فاخلعوا نعالکم فانه اروح لاقدامکم

نقل کی یہ داری نے

★ سنت ہے انگلیوں کا چاٹنا رومال سے پونچھنے کے قبل۔ ومن السنة لعق الاصابع قبل المسح بالمندیل۔ نقل کی یہ عالمگیری میں وجیز الکردری سے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی کھائے تو اپنا ہاتھ کسی چیز میں نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیاں چاٹ نہ لے یا چٹوائے اسکو۔

ح ـ عن ابن عباس ان النبیے صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکل احد کم فلا یمسح یدہ حتے یلعقھا اویلعقھا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م م)

ف ـ علما نے لکھا ہے کہ کھانے میں چار باتیں فرض ہے۔ (۱) حلال رزق کھانا (۲) اسکو خدا کی عنایت جاننا (۳) اسپر راضی ہونا (۴) اس کو کھاکر گناہ نہ کرنا۔ پانچ باتیں سنت ہیں۔ اول بسم اللہ کہنا (۲) ہاتھ دھونا (۳) الحمد للہ کہنا (۴) داہنے ہاتھ سے کھانا (۵) داہنا پاؤں اٹھاکر بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوکڑو (جوکوموکو) بیٹھ کر بھی کھایا ـــــ کھانے کے آداب چار ہیں (۱) اپنے آگے سے کھانا (۲) لقمہ چھوٹا بنانا (۳) خوب چبا کر نگلنا (۴) اور لوگوں کو کھاتے ہوئے نہ دیکھنا ـــــ علاج غرور یہ ہیں (۱) دسترخوان پر سے کچھ اٹھاکر گرے ہوئے کھانے کو کھانا (۲) بعد کھانے کے انگلیوں کو چاٹنا ـــــ مکروہ دو چیزیں ہیں۔ کھانے کو سونگھنا اور پھونکنا (ت م ا) ایسے ہی نقل کی ہے ابراہیم شاہی میں خزانۂ فوائد جلالی سے

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور رکابی کو چاٹنے کے لئے حکم کیا اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ کس انگلی یا نوالے میں برکت ہے۔ ح ـ عن جابر ان النبیے صلی اللہ علیہ وسلم امر بلعق الاصابع والصحفة وقال انکم لا تدرون فی ایة ن البرکة نقل کی یہ مسلم نے (م م)

★ سنت یہ ہے کہ برتن کو چاٹے ومن السنة لحق القصعة۔ نقل کی یہ عالمگیری میں خلاصے سے۔

روایت ہے بنیشہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پیالے میں کھائے اور پھر اس کو چاٹے تو پیالہ اس کے لئے استغفار کرتا ہے۔ ح ـ عن بنیشة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل فی قصعة فلحسہا استغفرت لہ القصعة

نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ و دارمی نے (م م)

★ سنت ہے کہ جو دسترخوان سے نیچے گرے اسے کھائے۔ ومن السنة ان یاکل ماسقط من المائدة نقل کی یہ عالمگیری سے

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ـــ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے ہیں کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس ہر کام کے وقت حاضر ہوتا ہے یہاں تک کے کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ پس جس وقت تم میں سے کسی سے ایک لقمہ گرے تو اسکو چاہئے کہ اسمیں مٹی وغیرہ کے قسم کی لگی ہوئی چیز کو دور کرے اور تب اسکو (لقمہ کو) کھائے اور شیطان کے واسطے نہ چھوڑے۔ جب کھانے سے فارغ ہو تو چاہئے کہ انگلیاں چاٹ لے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ کون سے کھانے میں برکت ہے۔ ح ـ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الشیطان یحضر احد کم عند کل شی من شانہ حتے یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت من احد کم اللقمة فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیا کلہا و لا یدعہا للشیطان فاذا فرغ

فلیلعق اصابعه فانه لا یدری فی ای طعام یکون البرکة نقل کی یہ مسلم نے (م م)

★ تکیہ لگا کر نہ کھائے۔

روایت ہے ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ ح۔ عن ابی حجیفة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اکل متکیا۔ نقل کی یہ بخاری نے (م م)

روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھے گئے اور آپ کے پیچھے دو آدمی نہیں چلے۔ ح۔ عن عبداللہ بن عمر ماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کل متکئا قط ولا یطاء عقبه رجلان نقل کی ابو داؤد نے (م م)

★ تکیہ لگا کر کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں اگر تکبر کی راہ سے نہ ہو اور یہی مختار ہے۔ لا باس بالاکل متکئا اذالم یکن بالتکبر وفی الظهیریة هو المختار کذافی جواهر الاخلاطی (عالمگیری)۔ اس میں اور بھی مذکور ہے کہ کھانا اور پینا مکروہ ہے تکیہ لگا کر ہو یا بایاں ہاتھ زمین پر رکھ کر یا کسی چیز پر ٹیک دیکر۔ ویکره الاکل والشرب متکئا او واضعا شماله علے الارض او مستندا کذافی الفتاوی العتابیه (عالمگیری)

★ چاہئے کہ جب کھانا آئے تو سالن کا انتظار نہ کرے اس لئے کہ روٹی کی تعظیم میں سے ہے ومن اکرام الخبز ان لا ینتظر الادام اداحضر کذافی الاختیار شرح المختار (عالمگیری)

ایسے ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ح۔ قال علیه السلام اکرموا الخبز فان کرامة الخبز ان لا ینتظر الادام نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں مجمع الاخبار سے

★ چاہئے کہ کھانے میں اسراف نہ کرے۔ کھانے کا اسراف یہ ہے کہ روٹی درمیان سے کھائے اور اس کا کنارا چھوڑ دے یا پھولا ہوا حصہ کھائے اور باقی کو چھوڑ دے۔ اس لئے کہ اس میں ایک طرح کا تکبر ہے۔ مگر یہ کہ دوسرا کھالے تو روٹی کے بیچ کا حصہ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر کوئی ایک روٹی پسند کرے اور دوسری پسند نہ کرے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ ومن الاسراف ان یاکل وسط الخبز ویدع حواشیه اویاکل ماانتفخ منه ویترک الباقی لان فیه نوع تبختر الا ان یکون غیره یتنا وله فلاباس به کمااذااختار رغیفا غیر رغیف کذافی الاختیار شرح المختار (عالمگیری)

چاہئے کہ اپنا ہاتھ کھانے کے قبل رومال میں نہ پوچھے تاکہ ہاتھ دھونے کا اثر کھانے کے وقت باقی رہے کھانے کے بعد ہاتھ پونچھے تاکہ کھانے کا اثر بالکل زائل (ختم) ہو جائے۔

ولا یمسح یده قبل الطعام بالمندیل لیکون اثر الغسل باقیا وقت الاکل ویمسحها بعده لیزول اثر الطعام بالکلیة نقل کی یہ عالمگیری میں خزانة المفتین سے

★ جنب (غسل کی حاجت والا) خواہ مرد ہو یا عورت اسکے لئے مکروہ ہے کہ دونوں ہاتھ اور منہ دھونے

کے قبل کھائے یا پیئے مگر حائضہ عورت کے لئے مکروہ نہیں ویکرہ للجنب رجلا کان اوا مراۃ ان یا کل طعاما اویشرب قبل غسل الیدین والفم ولایکرہ للحائض۔

منہ کا پاک کرنا ہر حالت میں مستحب ہے۔ والمستحب تطہیر الفم فی جمیع المواضع۔ نقل کی یہ **عالمگیری** میں **فتاوی قاضی خاں** سے

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت جنابت میں کھانے سے منع کیااور فرمایا کہ حالت جنابت (ناپاکی) میں کھانا فقر (فقیری) لاتا ہے۔ ح۔ عن علے رضی اللہ عنہ انہ قال ان النبی علیہ السلام نہی الاکل علی الجنابۃ وقال انہ یورث الفقر

نقل کی یہ ابرا**ہیم شاہی** میں **شرح اوراد** سے۔

★ ہاتھ دھونے کے وقت برتن ہاتھ میں لیکر ہاتھ پر پانی ڈالے اور غیر سے اسمیں استعانت (مدد) نہ چاہے جیسے وضو میں۔ وینبغی ان یصب الماء من الانیۃ علی یدہ بنفسہ ولا یستعین بغیرہ

نقل کی یہ عالمگیری میں محیط ہے۔

★ اپنے آگے سے کھانا (سامنے کا کھانا) مستحب ہے۔ اور تنہا کھانے سے جمع ہو کر کھانا افضل ہے ویستحب ان یاکل ممایلیہ والاجتماع علی الطعام افضل من فرادی (ابو اللیث)

ابراہیم شاہی میں یوں مذکور ہے کہ جماعت کے ساتھ کھانا مستحب ہے۔ اگرچہ اپنے اہل و اولاد کے ساتھ ہو۔ اماالمستحب فان یجتمع علی الطعام ولو کان من اہلہ وولدہ (**ابراہیم شاہی**)

روایت کی گئی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ تم لوگ کھانے پر جمع ہو۔ اسمیں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے برکت کریگا۔ ح۔ روی عن النبی علیہ والسلام انّہ قال اجتمعوا علیٰ طعامکم بارک لکم فیہ (اش)

روایت کی جابر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے میں اللہ تعالیٰ کا سب سے پسندیدہ کھانا وہ کھانا ہے کہ اسمیں زیادہ ہاتھ پڑیں۔ ح۔ وروی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انّہ قال احبّ الطعام الی اللہ تعالیٰ ماکثرت علیہ الایدی۔ (اش)

روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھائیوں کے ساتھ کھانا بیماریوں سے شفاء ہے۔

ح۔ وروی عنہ علیہ السلام انہ قال الاکل مع الاخوان شفاء (اش)

روایت کی گئی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آدمیوں میں بدترین وہ شخص ہے کہ اکیلا کھائے۔

ح۔ وروی عنہ علیہ السلام اشر الناس من اکل وحدہ (اش)

چاہیئے کہ جماعت کے درمیان کھانے سے ہاتھ نہ اٹھائے جب تک کہ قوم اپنا ہاتھ نہ اٹھائے۔ اس لئے کہ

اس میں اس کے جلیس کیلئے (ساتھ بیٹھنے والے کے لئے) خجالت (شرمندگی) کا باعث ہے۔ پس وہ اپنا ہاتھ کھانے سے روک لے گا۔ شاید اسکو اور کھانے کی حاجت ہو۔ وان لا یرفع یدہ فی الجمع عن الطعام حتی یرفع القوم ایدیھم لان فی ذلک یخجل جلیسہ فیقبض یدہ وعسی ان یکون لہ فی الطعام حاجۃ (اش)

روایت ہے کہ حضرت بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ اکٹھا ہو کر کھاؤ اور جدا جدا مت کھاؤ اسلئے جماعت کے ساتھ برکت ہوتی ہے۔ ح ـ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کلوا اجمیعا ولا تفرقوا فان البرکۃ مع الجماعۃ

نقل کی یہ ابن ماجہ نے (م م)

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دسترخوان بچھایا جائے تو جب تک دسترخوان نہ اُٹھایا جائے کوئی شخص نہ اٹھ کھڑا ہو اور کھانے سے اپنا ہاتھ نہ اُٹھائے اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو یہاں تک کہ قوم کھانے سے فارغ ہو۔ چاہیئے کہ اگر پہلے اٹھ کھڑا ہو یا کھانے سے قوم کے ہاتھ کھینچنے سے پہلے اگر ہاتھ کھینچے تو چاہیئے کہ اپنا عذر ظاہر کرے۔ اسلئے کہ اسکے ہم نشین (ساتھ بیٹھنے والے) کو یہ شرمندہ کرتا ہے۔ پس وہ اپنا ہاتھ سمیٹ لیگا شاید کہ اسکو کھانے کی خواہش ہو۔ ح ـ عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا وضعت المائدۃ فلایقوم رجل حتی ترفع المائدۃ ولایرفع یدہ وان شبع حتی یفرغ القوم ولیعذر فان ذلک یخجل جلیسہ فیقبض یدہ وعسی ان یکون لہ فی الطعام حاجۃ

نقل کی یہ ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں (م م)

پیٹ سے زیادہ کھانا حرام ہے۔ الاکل فوق الشبع حرام نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں سراجیہ سے۔

کھانے کے آداب یہ ہیں کہ جب بھوک معلوم ہو تب کھائے اور بھوک رہتے کھانے سے ہاتھ کھینچے اور اپنا ہاتھ جب کھانے کے قبل دھوئے تو اسے نہ پونچھے یہاں تک کہ خشک ہو جائے تاکہ کھانے کے وقت تک دھونے کا اثر باقی رہے۔ واما الاداب فان یاکل بعد الجوع ویمسک قبل الشبع وان لا یمسح یدہ بالمندیل اذا غسل قبل الطعام بل یترک حتی یجف لیکون اثر الغسل باقیا عند الاکل (اش)

★ مکروہ ہے راہ میں کھانا اور ننگے سر کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ الاکل علی الطریق مکروہ ولا بأس بالاکل مکشوف الراس وھو المختار نقل کی یہ عالمگیری میں خلاصے سے۔

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کہ برتن میں تمہارے مکھی گرے تو اسکو غوطہ دو اسلئے کہ اسکے ایک بازو (پنکھ) میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور مکھی اپنے اس بازو کو ڈالتی ہے جسمیں بیماری ہے تو چاہیئے کہ غوطہ دے ساری مکھی کو تاکہ دوا کے بازو سے اسکی بیماری کا دفعیہ (کاٹ) ہو جائے۔ ح ـ عن ابی ھریرۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا وقع الذباب

فی اناء احد کم فامقلوہ فان فی احد جنا حیہ داء وفی الاخرۃ شفاء فانہ یتقی بجنا حہ الذی فیہ الداء فلیغمسہ کلہ نقل کی یہ ابوداؤد نے (م م)

اور ایسے ہی روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپؐ نے کہ جس وقت طعام میں مکھی گرے پس اسکو غوطہ دو۔ اسلئے کہ تحقیق اسکے ایک بازو میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور تحقیق وہ پہلے ڈالتی ہے زہر کے بازو کو اور پیچھے ڈالتی ہے شفا کے بازو کو

ح۔ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا وقع الذباب فی الطعام فامقلوہ فان فی احد جنا حیہ سما وفی الاخر شفاء فانہ یقدم السم ویوخر الشفاء نقل کی یہ شرح السنہ میں (م م)

★ کھانے کے بعد دانتوں کا خلال کرنا سنت ہے۔ والسنۃ ان یخیل اسنانہ بعدالطعام۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں شرح اوراد سے۔ اور فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب کوئی خلال کرے پس جو چیز اسکے دانتوں سے نکلے اسکا نگل جانا اور پھینک دینا دونوں جائز ہیں۔ قال الفقیہ اذا تخلل الرجل خرج من بین اسنانہ فان ابتلعہ جازوان القاہ جاز (عالمگیری)

ترجمۂ کیمیائے سعادت میں یوں مذکور ہے کہ جو کچھ دانتوں سے نکل کے زبان پر آئے اسے نگل جائے اور جو کچھ خلال کے ساتھ نکل آئے اسے پھینک دے۔ مکروہ ہے خلال کرنا ریحان (بمعنی درخت نازبو و ہرگیاہ کہ خوشبو دارد یعنی ناز بو کا درخت اور ہر گھاس جسمیں خوشبو ہو) اور آس (آس نام درختے کہ بہ فارسی آں را مُورد گویند ولفظ موردور فارسی بضم میم وسکون واو معروف وسکون رائے مہملہ۔ نام درختے است کہ آں را بہ عربی آس گویند۔ برگش بہ غایت سبزی و طراوت باشد کذافی البرہان و غیاث ترجمہ آس نام ہے درخت کا جسے فارسی میں مُورد کہتے ہیں میم پر پیش اور واؤ اور ر ساکن ہے۔ یہ درخت کا نام ہے جسے عربی میں آس کہتے ہیں۔ اسکی پتیاں خوب سبز اور شاداب ہوتی ہیں ایسا ہی ہے برہانی میں۔ غیاث اللغات) اور انار کی لکڑی سے۔ ویکرہ الخلال باریحان وبالاس وبخشب الرمان (عالمگیری)

خلال کرنا بہتر ہے خلاف اسود سے (خلاف بالکسر بہ معنی درخت بید۔ خلاف میں ب پر زیر ہے جسکے معنی ہیں بید کشف اللغات) ویستحب ان یکون الخلال من الخلاف الاسود (عالمگیری)

★ مٹی کا کھانا مکروہ ہے پس چاہیئے کہ مٹی کھانے سے پرہیز کرے اس لئے کہ مٹی کھانے سے پیٹ پھول جاتا ہے اور رنگ زرد ہو جاتا ہے جس شخص نے مٹی کھائی تو تحقیق اُس نے اپنی جان کی ہلاکی پر مدد کی۔ اکل الطین مکروہ فی الشرعۃ ویجتنب اکل الطین فانہ ینفخ البطن ویصفر اللون ومن اکل الطین فقد اعان علی قتل نفسہ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں سراجیہ سے۔

★ مشرکین کے برتنوں میں دھونے کے قبل کھانا اور پینا مکروہ ہے۔ الاکل والشرب فی اوانی ۰

المشرکین مکروہ اس لئے کہ غالب اور ظاہر حال سے ان کے برتنوں میں نجاست ظاہر ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں اور مردار کھاتے ہیں۔ اس لئے دھونے کے قبل انکے برتنوں میں مسلمانوں کو کھانا اور پینا مکروہ ہے۔ جیسا کہ اُس پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے جس میں مرغی نے منہ ڈال کر پیا ہو۔ اس لئے کہ وہ اکثر نجاست سے نہیں بچتی۔ یکرہ الاکل والشرب من اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاہر من حال اوانیہم النجاسۃ فانہم یستعاسون الخمر والمیتۃ ویشربون فی ذلک ویاکلون فی قصاعہم واوانیہم فکرہ الاکل والشرب فیہا قبل الغسل اعتبار اللظاہر کما کرہ التوضی بسور الدجاجۃ لانہا لاتتوقی من النجاسۃ فی الغالب والظاہر نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں خلاصے سے اس میں نقل کی مفید المستفید سے اور اس میں ذخیرے سے۔ (ا۔ ش)

دوسری فصل پانی پینے کے بیان میں

اے مسلمانو! جانو اور آگاہ ہو کہ جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو سانس نہ لے اور اُس میں نہ پھونکے اس لئے کہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ سانس لیا جائے برتن میں پانی پینے کے وقت یا اس میں پھونک ماری جائے۔

ح۔ عن ابن عباس قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتنفس فی الاناء اوینفخ فیہ نقل کی یہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (م م)

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اونٹ کی مانند ایک سانس میں پانی نہ پیو بلکہ دو سانسوں میں یا تین سانسوں میں پیو اور جس وقت تم پانی پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جس وقت برتن کو اپنے منھ سے ہٹاؤ تو حمد کرو یعنی ہر بار میں یا آخر میں

ح۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشربوا واحد اکشرب البعیر ولکن اشربوا مثنی وثلث وسموا اذا انتم شربتم واحمدو اذا انتم رفعتم

نقل کی یہ ترمذی نے (م م)

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے درمیان تین بار دم (سانس) لیتے تھے۔ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ایک روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اس طرح کئی دفع کر کے پینا خوب سیراب کرتا ہے اور پیاس کو دفع کرتا ہے اور معدہ میں بہت سبک جاتا ہے۔ ح۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتنفس فی الشراب ثلثا متفق

علیہ و زاد مسلم فی روایۃ و یقول انہ اروی و ابرا و امرا (م م)

ف۔ دم (سانس) لیتے یعنی ۳ دم میں پیتے اور یہ باعتبار اکثر کے ہے اس لئے کہ بعضے روایتوں میں دو دم میں بھی پینا آیا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو یا تین دم میں جو پیتے تو ہر بار برتن منھ سے جدا کر لیتے۔ ایسے ہی نقل ہے مظاہرالحق میں مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا (کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے سوائے آب زم زم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے کذا فی المنیۃ) ح۔ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی ان یشرب الرجل قائما نقل کی یہ مسلم نے (م م)

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر نہ پیئے پس جو کوئی بھولے سے کھڑے ہو کر پیئے تو چاہیئے کہ قے کر دے۔ ح۔ عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یشربن احد منکم قائما فمن نسی فلیستقی نقل کی یہ مسلم نے (م م)

ف۔ جبکہ بھولے سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا یہ حکم ہے یعنی قے کر ڈالے تو قصداً پینے میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ (ش م م) مظاہرالحق میں مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے یوں لکھا ہے کہ یہ امر استحباب کے لئے ہے۔ پس اس حدیث صحیح کے مطابق مستحب ہے کھڑے ہو کر پینے والے کے لئے ان کا قے کر ڈالنا۔

روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے تو یہ پینا اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ پلائے گا۔ ح۔ عن ام سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یشرب فی انیۃ الفضۃ انما یجر جر فی بطنہ نار جھنم

نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (م م)

روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ریشمی کپڑا اور دیباج جو ریشمی کپڑے کی ایک قسم ہے اور پینے کی کوئی چیز سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیو اور سونے اور چاندی کی رکابیوں میں نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے واسطے ہیں اور آخرت میں تمہارے واسطے۔ ح۔ عن حذیفۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تلبسو الحریر ولا الدیباج ولا تشربوا فی انیۃ الذھب والفضۃ ولا تاکلوا فی صحافھا فانھا لھم فی الدنیا وھی لکم فی الاخرۃ نقل کی یہ۔ بخاری اور مسلم نے (م م)

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں پیئے تو اس کا یہ پینا اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ پلائے گا۔ ح۔ عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من شرب فی اناء ذھب او فضۃ او اناء فیہ شی من ذلک فانما یجر جر فی بطنہ

نار جهنم نقل کی یہ دار قطنی نے (م م)

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ کھانا اور پینا اور تیل لگانا اور خوشبو لگانا سونے اور چاندی کے برتن میں مردوں، لڑکوں اور عورتوں کو مکروہ ہے۔ ایسا ہی لکھا ہے سراجیہ میں۔ علماء نے کہا کہ یہ مکروہ اس وقت ہے جبکہ برتن سے تیل اپنے سر اور بدن پر پہنچائے۔ لیکن اگر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالے اور اس سے تیل نکال کر استعمال کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ ایسا ہی حکم ہے جس وقت برتن سے کھانا روٹی یا جو چیز اس کے مانند ہے اسکے اوپر رکھے اور پھر کھائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسے ہی لکھا ہے محیط میں۔ یکرہ الاکل والشرب و الا دھان والتطیب فی انیۃ الذھب والفضۃ للرجال والصبیان والنساء کذافی السراجیۃ قالو اھذااذاکان یصب الدھن من الانیۃ علی راسھا وعلی بدنہ امااذادخل یدہ فی اناء واخرج منھا الدھن ثم استعملہ فلاباس بہ وکذلک اذااخذ الطعام من القصعۃ ووضعہ علی خبز وماشبہ ذلک ثم اکل لاباس بہ کذافی المحیط (**عالمگیری**)

★ رانگ، کانچ، بلور اور عقیق کے برتن کا کھانے اور پینے وغیرہ میں استعمال کرنا کچھ مضائقہ نہیں۔ ولا باس باستعمال انیۃ الرصاص والزجاج والبلور (**قدوری**)

★ تانبے اور پیتل کے برتن میں کھانا مکروہ ہے۔ افضل اور بہتر مٹی کے برتن ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر میں مٹی کے برتن رکھے اس کی زیارت فرشتے کرتے ہیں۔ ویکرہ الاکل فی نحاس او صفر والافضل الخزف قال صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ اوانی بیتہ خزفازارتہ الملئکۃ کذافی الاختیار۔ اختیار درالمختار

ظاہرہ کراہت اس وقت ہے جب تانبے اور پیتل کا برتن بے قلعی ہو اور چینی کے برتن میں تو نفاست تجمل اور ادائے سنت دونوں موجود ہیں۔ اس لئے کہ وہ مٹی کے برتن ہیں۔ یہ مضمون غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار کا ہے۔

تیسری فصل ضیافت وغیرہ کے بیان میں

اے مسلمانو! جانو کہ ضیافت (مہمانی) اسلام کے طریقے میں سے ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں مہمان داخل نہیں ہوتے اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ جس وقت کسی مسلمان بھائی کے گھر میں مہمان داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل ہوتی ہے۔ پہلے جس شخص نے مہمان کی ضیافت کی وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ الضیافۃ من سنن الاسلام وفی الحدیث ایمابیت لاید

الضیف لا تدخله الملئکة وقال النبی علیه السلام خبر امن جبرئیل صلوات اللہ علیه ان الضیف اذا دخل بیت اخیه المؤمن دخلت معه الف برکته والف رحمته واول من اضاف الضیف خلیل اللہ صلی اللہ علیه وسلم (ا۔ ش)

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مہمان کے اوپر چار چیزیں واجب ہیں۔ اول یہ کہ بیٹھے جس طرح کے بیٹھایا جائے۔ دوسری یہ کہ اس کھانے سے راضی ہو جو آگے لایا جائے۔ تیسری صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر نہ کھڑا ہو۔ چوتھی جانے کے وقت اسکے واسطے دعا کرے۔ قال الفقیه ابو اللیث رحمته اللہ علیه یجب علی الضیف اربعة اشیا اولها ان یجلس حیث یجلس والثانی ان یرضی بما قدم الیه والثالث ان لا یقوم الا باذن رب البیت والرابع ان یدعوله اذا خرج (عالمگیری)

★ مہمان کو چاہیئے کہ میزبان کو منتظر نہ رکھے۔ جانے میں جلدی کرے۔ اچھی جگہ نہ بیٹھے جہاں میزبان کہے وہاں بیٹھے۔ اگر دوسرے مہمان اسے مقام صدر میں بٹھائیں تو فروتنی (انکساری) کرے۔ عورتوں کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے۔ جہاں سے کھانا لاتے ہیں ادھر بہت نہ دیکھے۔۔ جب بیٹھے تو جو شخص قریب ہے اس کی مزاج پرسی کرے۔ اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو منع کرے۔ اگر اس امر کو منع نہ کر سکے تو وہاں سے اٹھ جائے۔ (ت۔ک۔س)

★ میزبان یعنی ضیافت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ مہمان کو کبھی کبھی کہے کہ کھاؤ (کھائیے) مگر زیادہ اصرار اور کھاؤ کھاؤ اسکو نہ کہے۔ مہمانوں کے نزدیک زیادہ چپ نہ رہے۔ انکے پاس سے غائب نہ ہو جائے۔ اپنے مہمانوں کے روبرو اپنے خادم پر غصہ نہ کرے۔ مہمانوں کے سبب اپنے اہل و عیال پر کھانے پینے کی کمی اور بخل نہ کرے۔ ویستحب ان یقول المضیف احیانا کل من غیر الحاح ولا یکثر السکوت عند الاضیاف ولا یغیب عنهم ولا یغضب علی خادمه عند الاضیاف ولا یقتر علی اهله وعیاله لاجل الاضیاف

نقل کی یہ عالمگیری میں فتویٰ ظہیریہ سے۔

★ مہمان کو چاہیئے کہ (کھانا لانے میں) جلدی کرے۔ یہ مہمان کے اکرام میں سے ہے۔ تا کہ مہمان کھانے کا انتظار نہ کھینچے۔ اگر بہت لوگ آ چکے ہوں اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت اُولیٰ تر (بہتر) ہے۔ مگر جبکہ فقیر نہ آیا ہو اور انتظار نہ کرنے سے دل شکستہ ہو جائیگا تو اُسکی خوشی کی نیت سے تاخیر بہتر ہے

(ت۔ک۔س)

★ ضیافت کرنے والے کو چاہیئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا میں خود مہمانوں کی خدمت کرے۔ وینبغی ان یخدم المضیف بنفسه اقتداء بابراهیم علی نبینا وعلیه السلام

نقل کی یہ عالمگیری میں خزانتہ المفتین سے

★ صاحب خانہ کو چاہیئے کہ ہاتھ دھلانے کے قبل کھانا نہ لائے۔ اگر چہ قیاس اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ ہاتھ دھلانا اس شخص سے شروع کرے جو مجلس کے آخر میں ہے اور صاحب صدر کو آخر میں دھلائے لیکن لوگوں نے صاحب صدر سے ابتداء کرنا بہتر جانا ہے۔ پس اگر ایسا کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ وینبغی لصاحب الضیافة ان لا یقدم الطعام مالم یقدم الماء لغسل الا یدی و کان القیاس ان یبدابمن ھو فی اخر المجلس ویؤ خر صاحب الصدر ولکن الناس قداستحسنوا بالبدایة صاحب الصدر فان فعل ذلک فلا باس به **(عالمگیری)**

★ اگر طشت میں ہاتھ دھوئے تو لوگوں کے سامنے طشت میں نہ تھوکے۔ جو شخص معزز ہو اُسے مقدم کرے۔ اگر لوگ اسکی تعظیم کریں تو مان لے (یعنی پہلے ہاتھ دھوے)۔ داہنی طرف سے طشت کو گھمائے اور سب کے ہاتھوں کا دھون جمع کرے۔ ہر ایک کے ہاتھ کا دھون الگ الگ نہ پھینکے چونکہ یہ اہل عجم کی عادت ہے۔ اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دھوئیں تو بہت بہتر ہے اور فروتنی سے نزدیک تر ہے۔ اگر کلی کرے تو آہستہ سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اُڑے اور کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے (ت۔ک۔س)

★ مہمان کو چاہیئے کہ نمک کے علاوہ صاحب خانہ سے کوئی چیز طلب نہ کرے جو کچھ آگے لایا جائے اُس پر راضی ہو۔ کھانے میں ہاتھ نہ ڈالے مگر صاحب خانہ کی اجازت سے یا جب صاحب خانہ اُسکے پاس حاضر ہو۔ ویرضی بماقدم الیه یطلب من المضیف شیا الا الملح ولا یضع یدہ فی الطعام الا ان یاذن المضیف اویشاھدله کذافی الشرعة نقل کی یہ **ابراہیم شاہی** میں **شرح اوراد** سے

★ چاہیئے کہ مہمان کے اوپر احسان نہ کرے کہ یہ کھانا اتنے میں خرید کیا ہے یا اس کھانے میں میرا اس قدر خرچ ہوا ہے۔ بلکہ مہمان کا احسان اپنے اوپر سمجھے۔ اس لئے کہ مہمان روزی اپنی کھاتا ہے اور جب جاتا ہے تو گناہ اسکا لے جاتا ہے۔ یعنی ضیافت کرنے والے کا گناہ معاف ہوتا ہے۔ اگر ضیافت کرنے والا خود دسترخوان پر بیٹھا ہو تو پہلے خود ہاتھ کھانے میں ڈالے اور جو چیز اچھی اچھی ہو مہمان کے آگے رکھے۔ ایسے ہی لکھا ہے ابراہیم شاہی میں۔

★ چاہیئے کہ میوا کھانے کے پہلے لائے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نہ رکھے اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب دسترخوان پر ہری چیز ہوتی ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ اچھا کھانا رکھنا چاہیئے تاکہ اُس سے آسودہ ہو جائیں۔ مہمان کو چاہیئے کہ میزبان کی اجازت سے نکلے اور میزبان کو چاہیئے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتھ آئے۔ اس لئے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ ایسا ہی کرتے تھے۔ چاہیئے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اور اگر مہمان اس سے کچھ قصور دیکھے تو معاف کرے اور حسنِ خلق سے چھپائے۔ اس لئے کہ حُسنِ خلق بہت سارے تقربات سے بہتر ہے (ت۔ک۔س)

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ

آدمی مہمان کے ساتھ (مہمان کے اکرام کے واسطے) اپنے گھر کے دروازے تک نکلے۔ ح۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من السنۃ ان یخرج الرجل مع ضیفہ الی باب الدار نقل کی یہ ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور کہا بیہقی نے کہ اسکی سند میں ضعف ہے (م م)

ف :۔ سنت سے ہے یعنی عادت قدیم اور فطرت سلیم سے ہے یا میری سنت اور طریقے سے ہے۔ سند بھی اس حدیث کی اگرچہ ضعیف ہے لیکن اسناد کی تعداد کے سبب اسے قوت حاصل ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے ایسا لکھا ہے مظاہر الحق میں مرقات شرح مشکوۃ ملا علی قاری رضی اللہ عنہ۔

★ مہمان کو چاہیئے کہ اپنے آگے کا جوٹھا اُٹھا کر نہ لے جائے جب تک کہ کھلانے والا اُسکے لے جانے کی اجازت نہ دے۔ اس لئے کہ بلا اجازت لے جانا حرام ہے۔ رفع الذلۃ حرام مالم یقل صاحب الطعام ارفع نقل کی یہ **ابراہیم شاہی** میں **سراجیہ** سے

★ اس کھانے کی دعوت قبول کرنا مکروہ ہے جو مُردہ کی ثواب رسانی کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ مصیبت کے دنوں میں ضیافت کا کھانا تیار کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ افسوس کے دن ہیں پس ان دنوں کے لائق وہ چیز نہیں ہے جو باعث خوشی ہو۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں مفید المستفید سے اور اسمیں نقل کی نادر الفتاویٰ سے یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانہا ایام تأسف فلا یلیق بہامایکون للسرور۔ نقل کی ابراہیم شاہی میں مفید المستفید سے اور اسمیں نقل کی خانیہ سے۔

★ واجب ہے دعوت کا قبول کرنا جبکہ اس جگہ کوئی گناہ اور بدعیت کی بات نہ ہو اور اگر قبول نہیں کریگا تو گنہگار ہوگا۔ اس زمانے میں قبول ضیافت سے زیادہ سالم تر (سلامت رکھنے والی) اسکا منع یا انکار ہے مگر جب یقین ہو کہ وہاں کوئی سامان بدعت اور گناہ کا نہیں ہے تو قبول کرنا چاہیئے۔ ولوادعی الی دعوۃ فالواجب ان یجیبہ الی ذلک وانما یجب علیہ ان یجیبہ اذالم یکن ھناک معصیۃ ولا بدعۃ وان لم یجبہ کان عاصیا والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقینا بانہ لیس فیہا بدعۃ ولا معصیۃ

نقل کی یہ **عالمگیری** میں نیابیع سے۔

★ ضیافت میں بغیر بلائے کسی کے یہاں نہ جائے۔ بغیر بلائے کسی کے یہاں جا کے کھانا حرام ہے۔ ایسے ہی لکھا ہے ابراہیم شاہی میں شرح اوراد سے۔ ترجمۂ کیمیائے سعادت میں مذکور ہے کہ دعوت قبول کرنے میں فقیر اور امیر میں کچھ فرق نہ کرے اور فقیر کی دعوت سے بے پرواہی نہ کرے۔ اسلئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فقیروں کی دعوت قبول فرماتے تھے۔

★ مستحب یہ ہے کہ جسکی دعوت کرے اسکو ایک روز قبل خبر دے اور دعوت کا وقت معین (مقرر)

کرے۔ ایسا نہ کرے کہ ایک گھر سے صرف باپ کو بلائے اور اس کے بیٹے یا بھائی کو نہ بلائے اسلئے کے یہ ظلم ہے۔ اور اس شخص کی دعوت نہ کرے جسکو جانے کہ اسپر دعوت کا قبول کرنا گراں اور سخت ہوگا کسی عذر کی وجہ سے جب دعوت میں حاضر ہو تو کسی سبب سے وہ حاضرین سے فریاد کرے۔ ویستحبان یعلم قبل الدعوة بیوم ویعین الوقت ولا یدعون دار واحد الاب دون الابن والاخ اذا کانا کبیرین فان ذلک جفاء ولا یدعون یعلم انه یشق علیه الاجابة واذا حضر نادے من الحاضرین بسبب من الاسباب (ابراہیم شاہی) ★

چوتھا باب

آداب لباس وزیور وستر عورت ونظر ولمس ونوم کے بیان میں

پہلی فصل لباس زیور وغیرہ کے پہننے کے بیان میں

اے عزیزو! جانو! کہ مردوں کو ریشمی کپڑا جسکا تانا اور بانا دونوں ریشم کا ہو پہننا حرام ہے اور عورتوں کو حرام نہیں۔ ریشمی کپڑے کی گوٹ مقدار چار انگلی کے مردوں کو بھی حلال ہے۔ ریشمی کپڑے کا تکیہ یا بچھونا مردوں کو درست ہے۔ جس کپڑے کا تانا ریشم کا اور بانا روئی یا اون کا ہو اس کا پہننا مرد کو حلال ہے۔ جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اسکا پہننا مرد کو صرف لڑائی میں حلال ہے۔ حرم الرجل للمرأۃ لبس الحریر الاقدراربعة اصابع وحل توسده وافتراشه ولبس ماسداه حریر ولحمته قطن اوخز عکسه فی الحرب فقط (کنزالدقائق)

بستان ابوللیث میں یوں مذکور ہے کہ مردوں کو حریر اور دیباج اور ابریشم کا پہننا جائز نہیں ہے اور عورتوں کے لئے جائز ہے۔ اسلئے کہ روایت کی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے دنیا میں ریشمی کپڑا پہنا وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔

روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپؐ کے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے ہاتھ میں ریشمی کپڑا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام کئے گئے ہیں اور انکی عورتوں کے واسطے حلال کئے گئے ہیں۔ قال الفقیه رحمه الله لا یجوز للرجال لبس الحریر والدیباج والابریشم ویجوز لنساء لماروی انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبس فی الاخرۃ وروی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما قال خرج النبی صلی اللہ علیه وسلم وفی احدی یدیه ذهب وفی الاخری حریر فقال هذان محرمان علی ذکور امتی حل لاناثاتهم

مکروہ ہے کسم کا رنگا کپڑا اور زعفران کا رنگا کپڑا پہننا مردوں کو جو سوت کہ ذاتی سرخ ہے اسکا کپڑا پہننا مکروہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے۔ پس آپؐ نے کہا کہ بچو تم سرخ رنگ کپڑے سے اسلئے کہ یہ شیطان کی زینت ہے۔

اور وہ روایت کہ آپؐ نے سرخ رنگ کا حلہ (لباس) پہنا تو اسکی صورت یہ ہے کہ اگر یہ فعل آپؐ کا

سرخ رنگ کی ممانعت کے پہلے کا ہے تو اس حدیث سے وہ حکم منسوخ ہوگیا اور اگر سرخ رنگ کی ممانعت کے بعد آپ نے سرخ رنگ کا حلہ پہنا تو یہ اس بات پر محمول ہے کہ اس حلہ کا سوت ذاتی سرخ ہوگا۔ ویکرہ لبس الثوب المعصفر والمزعفر للرجال الا ان یکون ثوب من قطن لونہ احمر خلقة لماروی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال نہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس المعصفر فقال وایاکم والحمرة فانہا زین الشیطان وماروی انہ علیہ السلام لبس حلة حمراء ان کان قبل النہی عن لبس الاحمر فہو منسوخ بہ وان کان بعدہ فہو محمول علی انہ کان من قطن لونہ احمر (نصاب الاحتساب)

ابراہیم شاہی میں نقل کی مفید المستفید سے کہ سرخ او زعفرانی اور ورسی اور اسکے مانند سب کپڑا مردوں کے واسطے پہننا مکروہ ہے اور عورتوں کو بالکل مباح ہے۔ علماء نے کہا کہ سرخ کپڑے سے دور رہو اس لئے کہ یہ دیوں کی زینت ہے اور ابلیس سرخ کپڑے کو پسند کرتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص سرخ کپڑا پہنے ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا۔ آپ نے اسکی طرف سے منہ پھیرلیا۔ وہ شخص چلا گیا اور اس کپڑے کو جلا دیا۔ پھر دوسرے روز آیا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ وہ سرخ کپڑا تو نے کیا کیا؟ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جب منہ پھیرلیا تو میں نے اس کپڑے کو جلا دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی عورتوں میں سے کسی عورت کو کیوں نہیں دیا؟ پس اس خبر سے عورتوں کے لئے سرخ کپڑے کا مباح ہونا ظاہر ہوا۔ ح ـ وروی عن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال ران النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ملحفة مشرودة بالمعصفر فاعرض عنیی فذھبت فاحرقتہا ولبست غیرھا ثم جئت فقال مافعلت الملحفة فقلت رایتک اعرضت عنی فاحرقتہا قال فہلا اعطیتہا بعض نسائک

یہ حدیث منقول ہے بستان ابواللیث میں اور ایسے ہی روایت ہے مشکوٰۃ المصابیح میں عبداللہ بن عمرو وبن العاص رضی اللہ عنہم سے۔

★ مردوں کو ازار بند ابریشم کا پہننا حرام ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مرد ابریشم کا ازار بند پہنے اور بے توبہ دنیا سے جائے تو جب وہ خاک میں رکھا جائیگا تو وہ ازار بند سانپ کی صورت بن کر اس کو لپیٹے گا اور عذاب کریگا۔ یہ ابراہیم شاہی میں نقل کی ہے صلوٰۃ المسعودی سے۔

★ کپڑوں میں سب سے دوست ترین سفید کپڑا ہے۔ اس لئے کہ روایت ہے سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑا پہنو اس لئے کہ وہ بہت پاک اور بہت پاکیزہ اور خوش تر ہوتا ہے اور اپنے مردوں کو سفید کپڑے کا کفن دو۔ ح ـ عن سمرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البسو الثیاب البیض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم نقل کی یہ احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے (م۔م)

نفیس کپڑے کا پہننا مباح ہے اگر تکبر کی راہ سے نہ ہو یعنی جس طرح اس کے پہننے کے قبل تھا اسی طرح پہننے کے بعد رہے۔ نفیس کپڑے کے پہننے سے دل میں تکبر نہ لائے اور درمیانی کپڑے کا پہننا افضل ہے جو نہ ایسا نفیس ہو اور نہ اتنا خسیس ہو۔ لبس الثیاب الجمیلة مباح اذالم یتکبر و تفسیرہ ان یکون معھا کما کان قبلھا و الافضل ان یلبس ثوبا وسطا لا جیدا غایة و لا ردیا غایة

نقل کی یہ ابراہیم شاہی نے سراجیہ سے

★ فرض ہے کپڑا پہننا بقدر ستر عورت (ستر کو چھپانے کے لئے) اور گرمی و سردی دفع کرنے کے لئے سنت ہے اس قدر کپڑا جو اس کے بدن پر زینت کرے نماز کے واسطے اور مسلمان بھائیوں سے ملاقات کے واسطے۔ مستحب ہے وہ کپڑا کہ تونگری کے اظہار کے لئے پہنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکر کے لئے۔ مکروہ ہے وہ کہ زینت کے واسطے پہنے مانند سرخ اور کسم رنگ کے رنگے ہوئے کپڑوں کے۔ حرام ہے ریشمی کپڑے کا پہننا۔ اللباس فرض قدر مایستر العورة ویدفع الحر والبرد وسنة قدر مایتزین به الصلوة و لقاء الاخوان و مستحب مایلبس به لاظهار الغنى ومکروہ مایلبس للزینة مثل الاحمر والمعصفر وحرام وھولبس الحریر نقل کی یہ ابراہیم شاہی نے مختار الفتاویٰ سے۔ روایت ہے عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نقل کی اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے (پسند کرتا ہے) کہ بندے پر اس کی نعمت کا اثر دکھلایا جائے۔ ح۔ عن عمر وبن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ یحب ان یری اثر نعمته علی عبده

نقل کی یہ ترمذی نے (م۔م)

★ چاہئے کہ ہر وقت درمیانی کپڑا پہنے اور نفیس کپڑا جیسا کہ میسر ہو اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے واسطے بعض وقتوں میں پہنا کرے اس لئے کہ یہ مستحب ہے۔ ہر وقت بہت نفیس کپڑا نہ پہنا کرے اس لئے کہ اس سے غریبوں اور محتاجوں کو اذیت پہنچے گی۔ ایسے ہی جاڑے کے دنوں میں دو اور تین کپڑوں کے ساتھ ظاہر نہ ہو جبکہ سردی کے دفع ہونے کے لئے اس سے کم کپڑا کافی ہے اس۔ لئے کہ اس سے بھی محتاجوں کو اذیت پہنچے گی۔ اس لئے کہ اس کام کا کرنا منع ہے جو دوسروں کے واسطے اذیت کا سبب ہو۔ وینبغی ان یلبس فیی عامة الاوقات الوسط ویلبس احسن مایجد فی بعض الاوقات اظہار النعمة اللہ تعالی فان ذلک مندوب الیه ولا یلبس احسن مایجد فی جمیع الاوقات لانه یؤذی المحتاجین و کذلک لاینبغی فی الشتاء ان یتظاھر بین ثوبین او ثلثة اذا کان یدفع البرد مادونه لانه یؤذے المحتاجین وھو منھی عن اکتساب سبب اذی الغیر (نصاب الاحتساب)

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں

شہرت کا کپڑا پہنے اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا کپڑا پہنائیگا۔ یعنی جو کوئی کبر کے قصد سے اور فقیروں کو خوار رکھنے کے لئے اور انکے دل شکستہ کرنے کی نیت سے نفیس کپڑا پہنے۔ ح۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس ثوب شہرۃ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ نقل کی یہ ترمذی، احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (م م)

★ مردوں کو ایسا پائیجامہ پہننا مکروہ ہے جو قدموں کی پشت پر لٹکے۔ ویکرہ للرجل لبس السراویل المخرفجۃ وھیی التی تقع علی ظھر القدمین

نقل کی یہ عالمگیری میں فتاوائی عتابیہ سے۔ مردوں کو چاہیئے کہ ٹخنوں کے اوپر نصف ساق تک ازار (پائیجامہ) پہنے اور عورتوں کو چاہیئے کہ اپنی ازار مردوں کی بہ نسبت زیادہ لٹکائیں تاکہ ان کے دونوں قدموں کی پشت چھپ جائیں۔ ینبغی ان یکون الازار فوق الکعبین الی نصف الساق وھذا حق الرجال واما النساء فیرخین ازارھن اسفل من ازار الرجل لیستر ظھر قدمھن **(فتاوای غرائب)**

★ پائیجامہ کا پہننا مردوں اور عورتوں کو سنت ہے اسلئے کہ یہ اور کپڑوں کی بہ نسبت انکے لئے ستر کا زیادہ چھپانے والا ہے۔ لبس السراویل وسنۃ وھو من استر الثیاب للرجل والنساء **(فتاوای غرائب)**

قصر کرنا لباس کا سنت ہے اور دراز کرنا ازار اور قمیص کا بدعت ہے۔ تقصیر الثیاب سنۃ واسبال الازار والقمیص بدعۃ **(فتاوای غرائب)**

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ازراہ تکبر اپنا کپڑا یہاں تک دراز کرے کہ گھسیٹتا جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا ح۔ عن ابن عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م۔م)

راویت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف قیامت کے دن رحمت سے نہیں دیکھے گا جو کہ دراز کرے اپنی ازار ٹخنے سے نیچے تکبر اور اترانے کے لئے۔ ح۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ازارہ بطرا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م۔م)

ف۔ پس اس حدیث سے تکبر کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر تکبر کے ازار دراز کرے تو حرام نہیں ہے لیکن مکروہ ہے کراہت تنزیہی کے ساتھ اور اگر کسی عذر کے سبب دراز کرے مانند سردی اور بیماری کے تو پھر مکروہ نہیں۔ (ش۔م۔م)

ایسے ہی مذکور ہے فتاوائے غرائب میں اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ

کراھۃ تنزیہ

★ مستحب ہے سیاہ رنگ کپڑے کا پہننا اور عمامے کے شملے کا لٹکانا دونوں مونڈھوں کے درمیان پیٹھ کے بیچ تک ۔ **ندب** لبس السود و ارسال ذنب العمامۃ بین الکتفین الی وسط الظھر ۔ نقل کی **عالمگیری** میں کنز سے ۔

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے **کہ** کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت پگڑی باندھتے تو اپنی پگڑی کا شملہ مونڈھوں کے درمیان چھوڑتے ۔ ح ۔ عن ابی عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذااعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز بلا عمامے کے ستر (۷۰) رکعت نماز سے بہتر ہے ۔ (ل ۔ ۱)

ح ۔ قال عم رکتعان مع العمامۃ خیر من سبعین رکعۃ بغیر العمامۃ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمامے کے ساتھ نماز پڑھنے سے دس ہزار نیکیوں کا ثواب ملتا ہے ۔

ح ۔ قالَ عم الصّلوٰۃ مع العمامَۃ عشرَ الفَ حَسَنَۃ ۔ (ل ۔ ۱)

★ بیٹھ کر پگڑی نہ باندھنی چاہیئے ۔ اسلئے کہ حدیث شریف میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے کہ بیٹھکر عمامہ باندھنا موجبات فقر (فقیری کی وجوہات) میں سے ہے ۔ لیکن ایسا شخص ہو جس کے کھڑے ہونے سے مجلس کے تمام لوگ کھڑے ہو جاتے ہوں تو اسکو چاہیئے کہ بیٹھے ہوئے باندھے ۔ ایسے ہی ازار (پاجامہ) کھڑے ہوکر نہ پہنے ۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے سبب کہ جو شخص کھڑے ہوکر ازار پہنے اور بیٹھے ہوئے عمامہ باندھے تو اللہ اسکو ایسی بلا کے ساتھ مبتلا کرے گا کہ اسکی دوا نہیں ہے ۔ ح ۔ مَنْ تسر ولَ قائما وتَعَمَّم قاعدا ابتَلاہُ اللّٰہ ببلاءِ لاَ دَ واءَ لہ ۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں ۔ ترغیب الصلوۃ سے

★ جائز نہیں ہے مردوں کو سونے اور چاندی کا زیور پہننا مگر چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضائقہ نہیں ہے ۔ عورتوں کے واسطے سونے اور چاندی کا زیور جائز ہے اور لڑکوں کو مکروہ ہے ۔ ولا یجوز للرجال التحلے بالذھب والفضۃ الا الخاتم والمنطقہ وحلیۃ السیف بالفضۃ ویجوز للنساء التحلے بالفضۃ والذھب یکروہ ان یلبس الصبیی الذھب والفضۃ **(مختصر القدوری)**

★ چھوٹے لڑکوں کو پاؤں میں جلاجل کا پہننا مکروہ ہے اور لڑکے کے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی نہیں لگانا چاہیئے ۔ یکرہ اتخاذ الجلا جل فی رجل الصغیر ولا ینبغی ان یخضب ید الصبی و رجلہ بالحناء

★ مکروہ ہے چھوٹے لڑکوں کے واسطے خلخال (کڑا) اور کنگنے کا پہننا ۔ (خلخال زبر کے ساتھ ۔ حلقۂ طلاونقرہ کہ درپائے کنند و آنرا در فارسی پائے برنجن گویند ۔ غیاث اللغات سونے چاندی کا حلقہ جسے پاؤں میں پہنتے ہیں اور فارسی میں اسکو پائے برنجن کہتے ہیں) ویکرہ **للذ**کور الصغار الخلخال و السوار ۔

نقل کی یہ **احتساب الاحتساب** میں **ملتقط الناصری** سے۔

روایت ہے ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور ریشم میری امت میں عورتوں کے واسطے حلال کیا گیا ہے اور میری امت کے مردوں پر حرام کیا گیا۔ ح۔ ان ابی موسیٰ الاشعری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احل الذهب والحریر للاناث من امتی وحرم علی ذکورها نقل کی یہ ترمذی اور نسائی نے اور ترمذی کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

روایت ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم زیور والوں اور حریر والوں کو فرماتے تھے کہ اگر تم جنت کے زیور اور حریر کو دوست رکھتے ہو تو اسے دنیا میں نہ پہنو۔

ح۔ عن عقبة بن عامر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمنع اهل الحلیة والحریر ویقول ان کنتم تحبون حلیة الجنة وحریر ها فلا تلبسو ها فی الدنیا نقل کی یہ نسائی نے (م م)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سونا مشرکین کا زیور ہے اور چاندی مسلمانوں کا زیور ہے اور لوہا دوزخیوں کا زیور ہے۔ وفی الحدیث الذهب حلیة المشرکین والفضة حلیة المسلمین والحدید حلیة اهل النار

نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں **شرعة الاسلام** کے **باب اللبس** سے۔

★ مردوں کو چاندی کی انگوٹھی جائز ہے جبکہ اسکی ہیئت مردوں کی انگوٹھی جیسی ہو اسلئے کہا اگر اسکی ہیئت عورتوں کی انگوٹھی جیسی ہوگی یعنی اسمیں دو نگینے یا تین نگینے ہوں گے تو مردوں کو اسکا استعمال مکروہ ہے وانما یجوز التختم بالفضة اذا کان علی هیأة خاتم الرجال اما اذا کان علی هیأة خاتم النساء بان یکون له فصان او ثلثة یکرہ استعماله للرجال نقل کی یہ عالمگیری میں خلاصے سے

★ چاندی کی انگوٹھی میں حلقے کا اعتبار ہے۔ نگینے کا اعتبار نہیں تو اگر چاندی کا حلقہ ہو تو اسمیں نگینہ ہر چیز کا پتھر اور عقیق اور یاقوت وغیرہ کا جائز ہے۔ والعبرة بالحلقة من الفضة لا بالفص فیجوز من حجر وعقیق ویاقوت وغیر ها

★ حلال ہے سونے کی کیل جڑنا نگینے کے سوراخ میں وحل مسمار الذهب فی حجر الفص

(در المختار)

★ چاہئے کہ چاندی کی انگوٹھی کا وزن ایک مثقال سے زیادہ نہ ہو وینبغی ان یکون فضة الخاتم المثقال ولا یزید علیه۔ **(عالمگیری)**

★ چاہئے کہ نگینے کو اپنے ہتھیلی کی طرف رکھے نہ کہ ہتھیلی کی پشت کی طرف۔ بخلاف عورتوں کے۔ اسلئے کہ وہ نگینے کو ہتھیلی کی پشت کی طرف رکھتی ہیں۔ زینت کے واسطے اور مرد پہنتے ہیں مہر کی ضرورت کے لئے۔ ادا تختم ینبغی ان یجعل الفص الی بطن کفه لا الی ظهره بخلاف النسوان لانهن یفعل لتزیین والرجال

للحاجة الی التختم۔ نقل کی یہ **عالمگیری** میں محیط **السرخسی** سے۔

★ چاہیئے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنے نہ کہ کل انگلیوں میں اور داہنے ہاتھ میں نہ پہنے اسلئے کہ داہنے ہاتھ میں پہننا رافضیوں کی علامت ہے۔ لیکن دونوں ہاتھوں میں پہننے کا جواز ثابت ہوا ہے اور دونوں ہاتھوں میں پہننے کی حدیثیں آئی ہیں۔ ینبغی ان یلبس الخاتم فی خنصر یسرے دون سائر اصابعه ودون الیمنے لان اللبس فی الیمنے علامة الر وافض واما الجواز فثابت فی الیمین والیسار جمیعا وبکل ذلک ورد الاثر نقل کی یہ **عالمگیری** میں **ذخیرہ** سے۔

★ اپنے ہلتے دانت کو سونے کے تار سے نہ باندھے بلکہ چاندی کے تار سے باندھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے چاندی سونے دونوں سے جائز کہا ہے ولا یشد سنة المتحرک بذهب بل بفضة وجوزهما محمدؒ

(رد المحتار)

دوسری فصل ستر عورت اور نظر ولمس وغیرہ کے بیان میں

★ اے عزیزو! جانو! کہ ستر ڈھانکنا فرض ہے۔ جیسا کہ نقل کی ابراہیم شاہی میں شرح اوراد سے۔ ستر العورة فریضة۔ پس چاہیئے کہ کوئی آدمی کسی کے ستر پر نظر نہ کرے اور کوئی اپنا ستر کسی کو نہ دکھائے۔ اسلئے کہ روایت ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریق ارسال کے کہ کہا۔ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت ہو خدا کی اس پر جو کسی کا ستر دیکھے اور اس پر جس کا ستر دیکھا جائے یعنی دکھلانے والے پر۔ ح۔ عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لعن اللہ الناظر والمنظور الیه نقل کی یہ بیہقی نے **شعب الایمان** میں (م م)

★ ستر مرد کا ناف کے نیچے سے زانو (جانگھ) تک ہے۔ ہمارے علماء کے نزدیک زانو ستر میں داخل ہے اور ناف ستر سے خارج ہے۔ والعورة من الرجل ماتحت السرة الی الرکبة والرکبة عندنا عورة والسرة لیست **(قدوری)**

آزاد عورت کا کل بدن ستر ہے سوائے منہ، ہتھیلیوں اور قدموں کے بدن المراة الحرة کلها عورة الا وجها وکفیها وقدمیها **(قدوری)**

اور جو بال عورت کے سر پر ہیں وہ ستر ہیں اور جو بال سر سے لٹکے ہوئے ہیں اسمیں دو روایتیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی ستر میں داخل ہیں۔ وشعر المراة ماعلی راسها عورة واما المسترسل ففیه روایتان الاصح انه عورة نقل کی یہ عالمگیری میں خلاصے سے اور یہی صحیح ہے اور اس کو فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور اسی پر فتوی ہے

★ عورت کو ایسا باریک کپڑا نہ پہننا چاہئے کہ اسکے نیچے سے بدن ظاہر ہو۔ اسلئے کہ جو عورت ایسا کپڑا پہنتی ہے اس پر لعنت واجب ہوتی ہے۔ ولا تلبس امراة رقيق الباس الذی يصف ماتحته فانه يوجب اللعنة (ابراہیم شاہی)

روایت ہے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں آئیں کہ ان پر باریک کپڑے تھے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرلیا اور فرمایا کہ اے اسماءؓ! تحقیق عورت جس وقت ایام حیض کو پہنچے یعنی بالغہ ہو تو ہرگز درست نہیں کہ اسکا کوئی عضو دیکھا جائے مگر یہ اور یہ۔ اور آپؐ نے اپنے منہ اور ہاتھ (چہرہ انور اور دست مبارک) کی طرف اشارہ کیا۔

ح۔ عن عائشة ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و علیها ثیاب رقاق فاعرض عنها وقال یا اسماء ان المراة اذابلغت المحیض لن یصلح ان یری منها الا هذا و هذا و اشار الی وجهه و کفیه نقل کی یہ ابوداؤد نے (م م)

★ پارسا عورت کی طرف فاجرہ عورت (گناہگار) نگاہ نہ کرے۔ اسلئے کہ وہ مردوں کے نزدیک اس کا حال بیان کریگی۔ پس اپنے بدن کی چادر اور اوڑھنی اسکے نزدیک نہ اتارنا چاہئے۔ مسلمان عورت کو مشرکہ یا کتابیہ (اہل کتاب) لونڈی کے نزدیک ظاہر ہونا حلال نہیں مگر صرف جبکہ وہ لونڈی اسکے لئے ہو۔ ولا ینبغی للمراة الصالحته ان تنظر الیها المراة الفاجرة لانها تصفها عند الرجال فلا تضع جلبابها ولا خمارها عندها ولا یحل ایضا لا مراة مومنة ان تنکشف عندامة مشرکة او کتابیة الا ان یکون امة لها

نقل کی یہ عالمگیری میں سراج الوہاج سے

روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کسی مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے اور عورت کسی عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے اور ایک کپڑے میں ننگے ہوکر مرد کسی مرد کے ساتھ نہ جمع ہو اور ایک کپڑے میں ننگی ہوکر عورت کسی عورت کے ساتھ نہ جمع ہو۔ ح۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا ینظر الرجل الی عورة الرجل ولا المراة الی عورة المراة ولا یفضی الرجل الی الرجل فی ثوب واحد ولا یفضی المراة الی المراة فی ثوب واحد نقل کی یہ مسلم نے (م م)

★ جب کسی عورت پر نگاہ نظر پڑ جائے تو دوسری نگاہ نہ ڈالے جیسا کہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؓ! ایک نظر کے بعد دوسری نظر مت کر کہ پہلی تیرے لئے ہے اور دوسری تیرے لئے نہیں۔ یعنی ایکا ایک جو نظر پڑ جائے تو اسکا مواخذہ نہیں اور نگاہ ٹھہرائیگا تو اسکا مواخذہ ہوگا۔ ح۔ عن بریدة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعلی یا علی لا تتبع النظرة فان لک الاولی ولیست لک الاخرة نقل کی یہ احمد، داؤد اور دارمی نے (م۔م)

★ جو شخص نگاہ پڑ جانے کے بعد آنکھیں بند کر لے تو ثواب ملے گا اس لئے کہ روایت کی ہے ابن امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی عورت کی خوبصورتی کی طرف پہلی بار دیکھے اور پھر آنکھیں بند کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک ایسی عبادت پیدا کرے گا کہ وہ اسکی حلاوت پائیگا۔ ح۔ عن ابی امامة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن مسلم ینظر الی محاسن امراة اول مرة ثم یغض بصرہ الا احدث اللہ له عبادة یجد حلاوتها نقل کی یہ احمد نے (م۔م)

★ جتنا بدن مرد کا ستر ہے اسی قدر عضو لونڈی کا بھی ستر ہے۔ لونڈی کی پیٹھ اور پیٹ بھی ستر ہے اسکے ماسوا کوئی بدن اسکا ستر نہیں۔ وما کان عورة من الرجل فهو عورة من الامة وظهرها وبطنها عورة ایضا (قدوری)

★ مرد کو چاہئے کہ اگر شہوت سے امن میں ہو تو اجنبیہ عورت کے بدن پر سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے نظر نہ کرے۔ اور جس مرد کو دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو اسکا چہرہ بھی نہ دیکھنا چاہئے۔ لیکن کسی حاجت کے سبب دیکھ سکتا ہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی اجنبیہ عورت کی طرف شہوت سے نظر کرے تو اسکی دونوں آنکھوں میں قیامت کے دن سیسہ ڈالا جائیگا۔ ولا یجوز ان ینظر الرجل من الاجنبیة الا وجهها وکفیها فان کان لا یامن الشهوة لا ینظر الی وجهها الا لحاجته لقوله علیه السلام من نظر الی محاسن امراة اجنبیة عن شهوة صبت فی عینه الانک یوم القیٰمة (ہدایہ)

★ چھونے کی حرمت کی حدیث قائم ہونے کے سبب اور عدم ضرورت کے سبب حلال نہیں ہے مرد کو اجنبیہ عورت کی ہتھیلی اور منہ کا چھونا اگرچہ وہ شہوت سے امن میں ہو ایسا نہ کرنے سے (یعنی نہ چھونے سے) کسی طرح کی دشواری نہیں ہے برخلاف نظر کرنے کے۔ اسلئے کہ اس میں (نظر نہ کرنے میں) سختی اور دشواری ہے۔ حدیث حرمت کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس عورت کی ہتھیلی کو مس کرے (چھوئے) جو کہ اس پر حلال نہیں ہے تو قیامت کے دن اسکی ہتھیلی پر انگارے رکھے جائیں گے۔ یہ چھونا اس حال میں حرام ہے جب کہ وہ عورت جوان مشتہاة (شہوت والی) ہو اور اگر ضعیفہ غیر مشتہاة (بغیر شہوت والی) ہو تو مصافحہ کرنے اور چھونے میں اسکے ہاتھ کو کچھ مضائقہ نہیں چونکہ اس میں فتنہ کا خوف یعنی زنا کا خوف موجود نہیں۔ ولا یحل له ان یمس وجهها وکفها وان کان یامن الشهوة لقیام محرم وانعدام الضرورة والبلوی بخلاف النظر کان فیه بلوی والمحرم قوله علیه السلام من مس کف امراة لیس منها بسبیل وضع علی کفه جمر یوم القیٰمة وهذا اذا کانت شابة تشتهی اما اذا کانت عجوز الا تشتهی فلا باس بمصافحتها ومس یدها لا نعدام خوف الفتنة (ہدایہ)

★ ہمارے بعض مشائخوں نے کہا ہے کہ اس زمانے میں جوان عورت کو اپنے منہ کا کھولنا منع ہے اس

کو فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ کے واسطے اختیار کیا۔ وقال بعض مشایخنا رح تمنع المراۃ الشابۃ عن کشف وجھھا فی زماننا وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ للفتوی (**ابراہیم شاہی**)

★ لڑکی صغیرہ غیر مشتہاۃ (نابالغہ بغیر شہوت والی) کو چھونا اور دیکھنا مباح ہے۔ فتنہ یعنی زنا کا خوف نہ ہونے کے سبب۔ والصغیرۃ اذا کانت لا تشتھی یباح مسھا والنظر الیھا لعدم خوف الفتنۃ (**ہدایہ**)

★ قاضی کو جائز ہے عورت کے منہ کی طرف نظر کرنا جب اسکے اوپر حکم کرنے کا ارادہ کرے اور گواہ کو جب اسپر شہادت ادا کرنے کا ارادہ کرے اگر چہ شہوت کا خوف ہو۔ لیکن چاہئے کہ ادائے شہادت یا حکم کا ارادہ کرے اور قضائے شہوت کا قصد نہ کرے۔ ویجوز للقاضی اذا اراد ان یحکم علیھا وللشاھد اذا اراد ان یشھد علیھا ان ینظر الی وجھھا وان خاف ان یشتھی ولکن ینبغی ان یقصد لہ اداء الشہادۃ او الحکم علیھا لا قضاء الشھوۃ (**عالمگیری**) اور ایسے ہی لکھا ہے **ہدایہ** میں

★ جب عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کرے تو اسکی طرف دیکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں اگر چہ شہوت کا خوف ہو۔ ولو اراد ان یتزوج امراۃ فلا باس بان ینظر الیھا وان خاف ان یشتھیھا

ایسے ہی نقل کی **عالمگیری** میں **تبیین** سے

روایت ہے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ میں نے ایک عورت سے منگنی کا ارادہ کیا پس مجھ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تو نے اس عورت کی طرف دیکھا؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا پس تو اسکی طرف دیکھ اسلئے کہ تحقیق اسکی طرف دیکھنا لائق تر ہے تاکہ تمہارے درمیان الفت ڈالی جائے۔

ح۔ عن المغیرۃ ابن شعبۃ قال خطبت امراۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل نظرت الیھا قلت لا قال فانظر الیھا فانہ احری ان یودم بینکما

نقل کی یہ احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے (م م)

ف۔ یعنی دیکھنے کے بعد جو نکاح کریگا تو آپس میں محبت ہوگی اس لئے کہ دیکھنے کے بعد جب نکاح ہوتا ہے تو ندامت نہ ہوگی۔ غالباً ایسا ہی لکھا ہے مظاہر الحق میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے۔

★ ضرورت کے سبب عورت کے مرض کی جگہ پر نظر کرنا طبیب کے واسطے جائز ہے مگر چاہئے کہ کسی عورت کو عورت کا علاج کرنے کے لئے تعلیم کرے۔ کیونکہ ہم جنس کی نظر ہم جنس کی طرف آسان تر ہے۔ پس اگر ایسی عورت نہ ملے جو اسکا علاج کرے تو مجبوری کے وقت چاہئے کہ بیماری کی جگہ کے علاوہ عورت کا تمام بدن چھپادے۔ اور طبیب کو چاہئے کہ دیکھے اور آنکھوں کو اپنی حتی الامکان بند کرے اسلئے کہ جو امر ضرورت کے سبب ثابت ہے اس امر کو بقدر ضرورت کرنا چاہئے۔ ویجوز للطبیب ان ینظر الی موضع المرض منھا للضرورۃ وینبغی ان یعلم امراۃ مداواتھا لان نظر الجنس الی الجنس اسھل فان لم یقدروا یستر کل عضو منھا

سوی موضع المرض ثم ینظر ویغض بصرہ مااستطاع لان ماثبت بالضرورة یتقدر بقدرھا

(ہدایہ)

★ شرمگاہ کی طرف نظر کرنا ختنہ کرنے والے، جنانے والی وائی اور طبیب کے لئے علاج کرنے کے وقت جائز ہے مگر آنکھوں کو حتی الامکان بند کرے۔ ویجوزالنظر الی الفرج للخاتن وللقابلة وللطبیب عندالمعالجة ویغض بصرہ مااستطاع نقل کی یہ **عالمگیری** میں **سراجیہ** سے

★ مرد کے واسطے مرد کی شرمگاہ کی طرف نگاہ کرنا حُقنہ (انیمایاڈوش) کے واسطے جائز ہے ایسے ہی ذکر کیا شمس الایمۃ السرخسی نے ویجوزللرجل ان ینظر الی فرج الرجل للحقنة کذاذکرشمس الایمة السرخسی نقل کی یہ **عالمگیری** میں **ظہیریہ** سے

★ مرد کو مرد کا تمام بدن سوائے زیر ناف سے زانو تک دیکھنا جائز ہے۔ پیغیبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سبب کہ مرد کا ستر زیر ناف سے زانو تک ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ناف ستر نہیں ہے۔ وینظر الرجل الی جمیع بدنہ الا الی مابین سرتہ الی رکبة لقولہ علیہ السلام عورة الرجل مابین سرتہ الی رکبة ویروی مادون سرتہ حتے تجاوز رکبتہ وبھذاثبت ان السرة لیست بعورة **(ہدایہ)**

★ مرد کے جس بدن کا مرد کو دیکھنا مباح ہے اسکا چھونا بھی مباح ہے اس لئے کہ جو بدن ستر نہیں اسکا دیکھنا اور چھونا برابر ہے۔ ومایباح النظر الیہ للرجل من الرجل یباح المس لا نھما فیما لیس بعورة سواء **(ہدایہ)**

★ جتنا بدن مرد کا مرد کے لئے دیکھنا جائز ہے اُسی قدر عورت کو بھی مرد کا بدن دیکھنا جائز ہے جس وقت کہ وہ شہوت سے امن میں ہو۔ اس لئے کہ نظر کے حکم میں مرد اور عورت برابر ہیں اُس چیز کی طرف جو ستر نہیں ہے جیسے مانند کپڑوں اور دابہ کے۔ ویجوزللمراۃ ان ینظر من الرجل الی ماینظر الرجل الیہ منہ اذا امنت الشھوة لاستواء الرجل والمراۃ فی النظر الی مالیس بعورة کالثیاب والدواب **(ہدایہ)**

عورت کی عورت کو اُسی قدر بدن کا دیکھنا جائز ہے جتنا مرد کو مرد کے بدن کا جائز ہے۔ ہم جنس ہونے کی وجہ سے اور شہوت نہ ہونے کی وجہ سے جیسا کہ مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے میں۔ ینظر المراۃ الی مایجوز للرجال ان ینظر الیہ من الرجل ان ینظر الیہ مس الرجل لوجود المجانسة وانعدام الشھوة غالبا کمافی نظر الرجل الی الرجل **(ہدایہ)**

جو لڑکا بالغ شہوت کی حد کو پہنچا ہو اسکا حکم مرد کے جیسا ہے۔ اگر خوبصورت نہ ہو اور اگر خوبصورت ہو تو اسکا حکم سر سے پاؤں تک عورت کے جیسا ہے۔ پس اسکو شہوت سے دیکھنا حلال نہیں ہے۔ لیکن خلوت اور نظر کرنا اگر بلاشہوت کے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی لئے اسکے واسطے پردے کا حکم نہیں کیا گیا۔ الغلام اذابلغ مبلغ

الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال وان کان صبیحا فحکمه حکم النساء وهو عورة من قرنه الی قدمه لا یحل النظر الیه عن شهوة فاما الخلوة النظر الیه لا عن شهوة لا بأس به ولهذا لا یؤمر بالنقاب نقل کی یہ عالمگیری میں ملتقط سے

★ مرد کو اپنی بیوی اور لونڈی کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا درست ہے۔ وینظر الرجل من امته التی تحل له ولزوجته الی فرجها

★ مرد اپنی محرم عورت کے چہرے اور سر اور سینے اور پنڈلیوں اور بازوؤں کو دیکھ سکتا ہے اگر وہ شہوت سے امن میں ہو۔ مگر پیٹھ اور پیٹ کا اسکے دیکھنا درست نہیں۔ وینظر الرجل من ذوات المحارم من الوجه والرأس والصدر والساقین والعضدین اذا امن الشهوة ولا ینظر الی ظهرها وبطنها

★ جس بدن کا محرم عورت کے دیکھنا جائز ہے اسکا چھونا کچھ مضائقہ نہیں۔ ولا باس بان یمس ماجاز ان ینظر الیه منها **(ہدایہ)**

★ اپنی محرم عورتوں کے ساتھ خلوت اور سفر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ولا باس بالخلوة والمسافرة بهن (ہدایہ) لیکن غایۃ البیان میں یوں مذکور ہے کہ غالب رائے میں اسکی یہ بات ہو کہ اگر محرم عورت کے ساتھ خلوت اور مسافرت کریگا تو اسکی طرف شہوت اور رغبت پیدا ہوگی تو ایسے حال میں خلوت اور سفر کرنا اسکے ساتھ حلال نہیں ہے۔ اس لئے کہ غالب ملحق ہے قطعی کے ساتھ احتیاطاً ولو کان اکبر رائه انه لو خلا بها او سافر بها ان یشتهیها لم یحل له ذلک لان الغالب ملحق بالقطعی احتیاطا

★ جتنا بدن محرم عورت کا دیکھنا درست ہے اسی قدر غیر کی لونڈی کا بھی دیکھنا جائز ہے۔ وینظر الرجل من مملوکة غیره الی مایجوز ان ینظر الیه من ذوات محارمه **(قدوری)**

★ مرد کو عورت کے اس بدن کا چھونا جسکا دیکھنا درست ہے کچھ مضائقہ نہیں اگر اسکے خریدنے کا ارادہ ہو اگرچہ خوف شہوت کا ہے۔ ولا باس بان یمس ذلک اذا اراد الشراء وان خاف ان یشتهی **(ہدایہ)**

★ خصّی اور مقطوع الذکر اور ہیجڑا مانند مرد کے ہے اور عورت کا غلام مانند اجنبی کے یعنی دیکھنے اور ہاتھ لگانے میں جو مردوں کو جائز ہے وہی اسکو بھی درست ہے۔ والخصیی والمجبوب والمخنث کالفحل وعبدها کالاجنبی **(کنز الدقائق)**

غلام کو جائز نہیں ہے اپنی مالکہ کی طرف نظر کرنا مگر جتنا بدن عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا درست ہے اسی قدر اسکو بھی دیکھنا جائز ہے۔ ولا یجوز للمملوک ان ینظر من سیدته الا الی مایجوز للاجنبی النظر الیه منها

(قدوری)

تیسری فصل ـ سونے کے بیان میں

★ اے عزیزو ! جانو کہ فقیہ ابو للیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب کوئی آدمی سونے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ باوضو سوئے ـ قال الفقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ اذا اراد الانسان النوم ینبغی ان ینام علی الوضوء

(بستان ابوللیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص باوضو سوئے اور اسی رات کو مرجائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید ہے ـ ح ــ قال عم من نام علی وضوء وادرکہ الموت فی اللیل فھو عند اللہ شھید

(لباب الاخبار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی رات کو طاہر (پاک) سوتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے دن کو روزہ رکھا ہو اور تمام رات عبادت میں گذاری ہو ـ ح ــ قال عم النائم الطاھر کصائم القائم (لباب الاخبار)

اور کہا گیا کہ تحقیق مومنوں کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں جبکہ وہ سب سوتے ہیں ـ بس ان روحوں میں جو طاہر ہوتی ہیں انکو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے اور جو طاہر نہیں ہوتیں انکو سجدے کا حکم نہیں ہوتا ہے ـ

ویقال ان ارواح المؤمنین تعرج الی السماء اذا ناموا فما کان منھا طاھر اذن لہ السجود وما کان غیر طاھر فلایؤذن لہ بالسجود (ابوللیث)

مستحب ہے کہ سونے کے وقت یہ پڑھے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم (اسکے علاوہ) اور جو دعا چاہے پڑھے ـ جب صبح کے وقت بیدار ہو تو یہ کہے الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ النشور ـ اور جب یہ کہا تو (گویا) اپنے رات کا شکر ادا کیا ـ (ابوللیث)

★ مستحب ہے کہ جب گھر میں داخل ہو تو پہلے داہنے پاؤں سے شروع کرے اور گھر سے نکلنے کے وقت بائیں پاؤں سے ابتدا کرے ـ ویستحب لہ عند دخول البیت ان یبدأ برجلہ الیمنی وعند خروجہ ان یبدأ برجلہ الیسرے (ابوللیث)

★ مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ تمامی حرکات میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنے کی عادت ڈالے (جاننا چاہیئے کہ غیر شرعی کام اور شرع میں حرام کئے گئے کام مثلاً زنا ، قمار اور حرام کھانا کھانے وغیرہ کے مانند کام کرنے میں بسم اللہ اور ختم کرنے پر الحمد للہ ہرگز نہ کہنا چاہیئے اسلئے کہ ایسی حالتوں میں بسم اللہ کہنے والا کافر ہوتا ہے ایسا ہی لکھا ہے فتاویٰ عالمگیری میں ـ پس جمیع حرکات جو فقیہ ابوللیث رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں ہیں اس سے مراد شرعی حرکات ہیں ـ) ہر کام سے فراغت کے بعد الحمد للہ کہنے کی عادت ڈالے ـ تاکہ اسکے دل میں ایمان کی حلاوت (مٹھاس) داخل ہو ـ ویستحب للمسلم ان یعود لسانہ بقول بسم اللہ الرحمن الرحیم فی جمیع

حرکاته و بقول الحمد للہ بعد فراغ کل شئی لید خل حلاوۃ الایمان فی قلبہ (ابو اللیث)

★ مستحب یہ ہے کہ طاہر (پاک) سوئے اور پہلے قبلہ رخ ہو کر داہنے کروٹ لیٹے اسکے ایک ساعت بعد اپنی بائیں کروٹ پر سوئے۔ ویستحب ان ینام الرجل طاہر او یضطجع علی شقه الایمن مستقبل القبلة ساعة ثم ینام علی یساره نقل کی یہ عالمگیری میں سراجیہ سے

★ دن کے پہلے پہر اور مغرب و عشا کے درمیان سونا مکروہ ہے اور دوپہر کے وقت سونا مستحب ہے۔ ویکرہ النوم فی اول النہار وفی مابین المغرب و العشاء ویستحب النوم فی وسط النہار

(بستان ابو للیث)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے بعض لڑکوں کو صبح کے وقت سوتے ہوئے دیکھا۔ پس انکو پاؤں سے (ہلاکر) جگایا اور کہا کہ اٹھو تمہاری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نہ سلائے۔ تم ایسی ساعت میں سوتے ہو کہ اسمیں ارزاق (مختلف روزی رزق) تقسیم کئے جاتے ہیں۔

ح۔ روی عن ابن عباس رضی اللہ عنه انه نظر الی بعض ولدہ وھو نائم نوم الصبحة فرکضه برجله وقال قم لانام اللہ عینک اتنام فی الساعة التی تقسیم فیہا الا رزاق (بستان ابو اللیث)

★ جاننا چاہیئے کہ سونا چار طرح پر ہے ایک داہنی کروٹ دوسری بائیں تیسری چت اور چوتھی اوندھا۔ تو داہنی کروٹ پر سونا مسلمانوں کا کام ہے بائیں کروٹ پر سونا بادشاہوں کا ہے۔ چت سونا انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اوندھا سونا کفار کا کام ہے۔ ویقال الا ضطجاع بالجنب الا یمن اضطجاع المؤمن و بالایسر اضطجاع الملوک ومتوجہا الی السماء الضطجاع الانبیاء وعلی الوجه اضطجاع الکفار

(عالمگیری)

——— × ———

پانچواں باب

کلام اور چند مکروہات و محرمات متفرقہ کے آداب کے بیان میں

بیان آداب کلام

اے عزیزو! جان لو کہ ہر آدمی کو چاہئے کہ انداز کے ساتھ گفتگو کرے اور بے موقع اور بے محل بات نہ بولے۔ بے فائدہ، فضول اور بیہودہ بات نہ بکے۔ جیسا کہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عقلمند آدمی کو چاہیے کہ انداز کے ساتھ کلام کرے جہاں گفتگو کا مقام ہو وہاں بولے اور بے فائدہ بے ہودہ کلام نہ کرے۔ اسلئے کہ جو شخص بیہودہ بکا کریگا تو پھر اسکو اچھی بات کرنے کی عادت نہ رہیگی۔ جو بات اس سے نہ پوچھیں اسکا جواب نہ دے اسلئے کہ یہ علامت آدمی کی خفت (ہلکا پن) اور کم عقلی کی ہے۔ قال الفقیہ رحمۃ اللہ ینبغی للعاقل ان یکون کلامہ بالوزن ویکون کلا مہ فی موضعہ ولا یتکلم بما لا یعنیہ فانہ اذا شتغل بما لا یعنیہ فانہ مایعنیہ ولا یجیب عما لا یسال فان ذلک علامۃ لخفۃ الرجل وقلۃ عقلہ (**بستان ابو اللیث**)

★ عقلمند کو چاہیئے کہ اس بات پر غصہ نہ کرے جس میں کچھ فائدہ نہ ہو۔ اسلئے کہ یہ اسکی جہالت کی نشانی ہے ولا ینبغی للعاقل ان یغضب علی مالا فائدۃ فیہ فانہ یقال علامۃ جھل الرجل (**بستان ابو اللیث**)

★ آدمی کو لازم نہیں کہ چوپایوں کو گالی دے اور انکو برا کہے اسلئے کہ وہ نہیں سمجھتے مگر صرف بلانے اور آواز دینے کو۔ پس انکو گالی دینا اور برا کہنا جہالت ہے۔ ولا ینبغی للرجل ان یقذف الدواب ویشتمہا فان الدواب لا یعرفن الا دعاء ونداء فالا شتغال بشتمہن وقذفہن جھل تام (**بستان ابو اللیث**)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو ہوا کے لئے لعنت کرتے ہوئے سنا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جس شخص نے اس چیز پر لعنت کی جو اُس (لعنت) کی اہل نہ ہو یعنی لعنت کرنے کے قابل نہ ہو وہ لعنت اُسی پر اُلٹ کر پڑتی ہے

ح — روی عن النبی علیہ السلام انہ سمع رجلا یلعن للریح فقال النبی علیہ السلام من لعن شیالم یکن اھلا نھا رجعت اللعنۃ علیہ (**بستان ابو اللیث**)

بیان مکروہات کلام (بولنے کے مکروہات)

بات کرنا پانچ جگہوں میں مکروہ ہے۔ ایک جنازے کے پیچھے۔ دوسرے پڑھنے کے وقت۔ تیسرے خطبے کے وقت۔ چوتھے پاخانے میں اور پانچویں جماع (صحبت بیوی سے) کرتے وقت۔ قال الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ یکرہ الکلام فی خمسۃ مواضع اولھا خلف الجنازۃ والثانی عند قراءۃ

القران والثالث عند الخطبة وفی مجلس الذکر والرابع فی الخلاء والخامس فی حال الجماع

(بستان ابو اللیث)

بیان مکروہات نظر

پانچ جگہوں میں نظر کرنا مکروہ ہے ۔ ایک نماز میں داہنے اور بائیں دیکھنا ۔ دوسرے آدمیوں کے دروازے پر ۔ تیسرے حمام وغیرہ میں آدمیوں کے ستر کی طرف ۔ چوتھے اس شخص کی طرف رغبت سے نظر کرنا جو دنیاوی امر میں اس شخص سے بڑھکر ہو ۔ پانچویں اُس آدمی کی طرف نظر کرنا جو دین کے کام میں اس سے گھٹ کر ہو ۔ ویکرہ النظر فی خمسة مواضع فی الصلوة یمینا وشمالا وفی ابواب الناس والی عورات الناس فی الحمام وغیرہ والی من فوقہ فی امر الدنیا علی وجہ الرغبتہ والی من دونہ فی امر الدین

(بستان ابو اللیث)

بیان مکروہات استماع لہو وغنا وغیرہ

پانچ چیزوں کی طرف کان لگا کر سننا مکروہ ہے (۱) لہو اور گانے وغیرہ کی طرف (۲) نوحہ (۳) بیہودہ اور فضول باتوں کی طرف (۴) ان دو آدمیوں کی بات کی طرف جو آپس میں علحدہ ہوکر باتیں کرتے ہوں (۵) آدمیوں کے دروازوں کے بیچ ۔ ویکرہ الاستماع الی خمسة اشیاء احدھا الی اللھو والغناء والثانی الی نیاحتہ والثالث الی الکلام الباطل والفضول والرابع الی اثنین یتناجیان والخامس فی ابواب الناس

(بستان ابو اللیث)

بیان مکروہات ضحک (ہنسی)

پانچ جگہوں میں ہنسنا مکروہ ہے ایک جنازہ کے نزدیک ۔ دوسرے مقبروں میں ۔ تیسرے مصیبت زدہ کے نزدیک ۔ چوتھے قرات قرآن کے وقت ۔ پانچویں اللہ تعالی کے ذکر کے وقت ۔ کہا گیا ہے کہ بغیر تعجب والے کسی امر کے ہنسنا ایک قسم کا جنون ہے ۔ ویکرہ الضحک فی خمسة مواضع عندالجنازة وعندالمقابر والفجوع بالمصیبة وعندقراءة القران وعندذکر اللہ تعالی ویقال الضحک من غیر تعجب نوع من الجنون (بستان ابو اللیث)

بیان مکروہات بول و براز

★ آدمی کے واسطے راہ میں یا نہر کے کنارے یا پھل دار درخت کے نیچے یا اس سایہ دار درخت کے نیچے جسکے سائے میں لوگ بیٹھتے ہوں پیشاب کرنا یا پاخانہ پھرنا مکروہ ہے ۔ قال الفقیہ رحمہ اللہ یکرہ للرجل ان یقضے حاجتہ فی الطریق او فی سفیر النہر او تحت شجرة المثمرة او تحت شجرة یستظل الناس تحتھا

(بستان ابو اللیث)

روایت کی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پائخانہ پھرے یا پیشاب کرے پھل دار درخت کے نیچے یا شارع عام (عام راستہ) یا جاری نہر کے کنارے پر پس اسپر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے ح۔ روی عن النبی علیہ السلام انہ قال من قضے حاجتہ تحت شجرۃ مثمرۃ او علی طریق عام او علی صفۃ نھر جار فعلیہ لعنۃ اللہ و الملئکۃ و الناس اجمعین (**بستان ابو اللیث**)

★ جب پیشاب لگے تو اسکا روکنا بہتر نہیں اسلئے کہ یہ مثانے کو نقصان کرتا ہے۔ ولا یستحب امساک البول ما اخذہ فان ذلک یضر بالمثانۃ (**بستان ابو اللیث**)

★ پائخانہ پھرنے اور پیشاب کرنے میں دیر تک نہ بیٹھے اسلئے کہ یہ بواسیر کی بیماری پیدا کرتا ہے۔ ولا ینبغی ان یطیل القعود فی حاجتک فان ذلک یتولد منہ الباسور (**بستان ابو اللیث**)

★ جب آدمی میدان میں ہو تو زمین کے سوراخ میں پیشاب نہ کرے چونکہ اسمیں خوف ہے کہ اسکو جن سے اذیت پہنچے اور مرجائے۔ اذا کان الرجل فی ارض الفضاء فلا ینبغی ان یبول فی جحر الارض فانہ یخاف منہ ان یصیبہ الاذی من الجن فمات (**بستان ابو اللیث**)

کہا گیا ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے زمین کے سوراخ میں پیشاب کیا پس انکو جن سے آفت پہنچی اور مرگئے۔ تب جن نے کہا کہ ہم نے سردار خزرج (قبیلہ کا نام) یعنی سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قتل کیا اور ہم نے دو تیر ایسے پھینکے کہ ان تیروں سے انکا دل نہ بچا۔ یقال ان سعد بن عبادۃ بال فی جحر الارض فاصابتہ افۃ من الجن فمات فقالت الجن نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادۃ و رمیناہ بسھمین فلم یحفظ فوادہ (**بستان ابو اللیث**)

روایت کی ہے عبداللہ بن خلیل رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تم میں سے کوئی زمین کے سوراخ میں پیشاب نہ کرے اسلئے کہ وہ جگہ جن کی سکونت ہے۔ ح۔ و روی عبداللہ بن خیل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبولن احد کم فی الجحر فانھا مساکن الجن (**بستان ابو اللیث**)

★ مکروہ ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مگر جب کچھ عذر ہو تو کھڑے ہوکر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یکرہ یبول قائما الا من عذر۔ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں سراجیہ سے۔

بیان مکروہات تصویر اور کتے وغیرہ کے پالنے کے احکام

جاندار چیزوں کی تصویر بنانا مکروہ ہے جیسا کہ فقیہ ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ تصویر جاندار چیزوں

کی بنانا مکروہ ہے اور جو چیز کہ بے جان ہے اسکی تصویر بنانے میں کچھ مضائقہ نہیں مانند تصویر درخت وغیرہ کے

۔ قال الفقیہ رحمہ اللہ یکرہ للرجل ان یصورۃ یصور صورۃ مما لھا روح ولاباس بان یصور شامالا روح لہ مثل الاشجار ونحوھا **(بستان ابو اللیث)**

روایت ہے نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے (روایت کی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تصویر بنانے والے لوگ قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے اور انکو کہا جائیگا کہ تم ان چیزوں کو جلاؤ (زندہ کرو) جنکو تم نے بنایا۔

ح ـ وروی نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ النبی علیہ السلام انہ قال اصحاب ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ ویقال لہم احیوا ما خلقتم **(بستان ابو اللیث)**

روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ عذاب کے رو سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سے سخت تر وہ لوگ ہیں جو کہ تصویر بناتے ہیں

ح ـ عن عبداللہ بن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اشدالناس عذابا عنداللہ المصورون نقل کی یہ. بخاری اور مسلم نے (م م)

ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں۔

ح ـ عن ابی طلحۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب وتصاویر نقل کی یہ. بخاری اور مسلم نے (م م)

ف ـ علما نے لکھا ہے کہ اس جگہ مراد وہ کتا اور صورت ہے جسکا رکھنا حرام ہے اور جو کہ ایسے نہیں ہیں انکا ہونا فرشتے کے داخل ہونے کا مانع (روکنے والا) نہیں ہے جیسے شکار کے لئے کتا پالیں یا زراعت (کھیتی) اور مویشی کی محافظت کے لئے یا وہ تصویریں جو خوار اور پائمال ہوں. بچھونوں وغیرہ میں۔ جیسا کہ آگے بہ تصریح (صراحت کے ساتھ) معلوم ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جسمیں کتا یا تصویر ہو پس یہ کہ اسکا سر کاٹا جائے (تصویر میں چہرہ نہ بنائے) یا بچھائی جائے تو فرشتے کے داخل ہونے کی مانع نہیں ہے۔ ح ـ روے عن مجاھد عن النبی علیہ السلام قال لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب او صورۃ فاما ان یقطع راسھا واما ان یبسط

(بستان ابو اللیث)

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ مویشی

یا شکاری یا کھیتی (کی حفاظت) کے سوائے کتے پالے تو اسکا ثواب ہر روز پانچ جو کے برابر کم ہوتا ہے۔

ح ـ عن ابی ہریرۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (م م)

ف ـ پس اس سے معلوم ہوا کہ کتا پالنا تین کام کے لئے درست ہے ایک مویشی کی حفاظت دوسرے شکار کے لئے تیسرے زراعت کی محافظت کے واسطے اور ان تین کاموں کے سوا کتا پالنا درست نہیں۔ ایسے ہی لکھا ہے ترجمۂ مشارق الانوار میں۔

فقیہ ابواللیث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کپڑے کا بھی بچھانا کچھ مضائقہ نہیں جسمیں تصویریں ہوں اور اسی کو میں اختیار کرتا ہوں۔ قال الفقیہ رضی اللّٰہ عنہ لا باس یبسط الثیاب التی علیہا تماثیل وبہ ناخذ

(بستان ابو اللیث)

روایت ہے عطاء رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ وہ تصویریں مکروہ ہیں جو بطور اعزاز واکرام کے نصب کی گئی ہوں اور جو پائمال ہوں پاؤں کے تلے مانند بچھونے وغیرہ کے تو انکا رکھنا کچھ مضائقہ نہیں۔ ح ـ وروی عن عطاء و عکرمۃ انہما قالا انما یکرہ التماثیل ماینصب نصبا فاما ماوطیتہ اقدام فلا باس بہ **(بستان ابو اللیث)**

بیان حُرمت لعب شطرنج وغیرہ

مکروہ ہے شطرنج اور نرد (چوسر) کا کھیلنا اور مراد کراہت سے یہاں حرمت (حرام ہونا) ہے۔ یکرہ اللعب بالشطرنج والنرد والمراد من الکراھۃ الحرمۃ نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں نصاب الاحتساب سے۔ لیکن جب شطرنج میں ہار جیت پر مال دینے لینے کی شرط ہو تو وہ قمار ہے یعنی جوا پس وہ بالاجماع حرام ہے اور جو قمار سے خالی ہو تو وہ کھیل عبث (بے فائدہ) ہے۔ اما الشطرنج فما کان قمارا فھو حرام بالاجماع وماخلا عن القمار فھو عبث نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں جامع الصغیر الخانی سے اور مالا بد منہ میں یوں مذکور ہے کہ شطرنج یا تختۂ نرد (چوسر یا چوپڑ) یا مانند اسکے (سبھی کھیلوں کا) کھیلنا حرام ہے اور اگر اسمیں مال مشروط ہو تو قمار یعنی جوا ہے یہ حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے اسکی حرمت کا منکر کافر ہے۔

روایت ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نرد (چوسر) کے ساتھ کھیلے پس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔

ح ـ عن ابی موسی الاشعری ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من لعب بالنرد فقد عصے اللّٰہ ورسولہ نقل کی یہ احمد اور ابوداؤد نے (م ـ م)

روایت ہے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں کھیلتا شطرنج کے ساتھ مگر خطاکار۔ ح۔ عن ابن شہاب ان اباموسی الاشعری قال لا یلعب بالشطرنج الا خاطئی نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں (م۔م)

روایت ہے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے کہ ان سے پوچھا گیا شطرنج کے بارے میں پس کہا کہ یہ کھیلنا باطل میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا۔ ح۔ وعنہ انہ سئل عن لعب الشطرنج فقال ھی من الباطل ولا یحب اللہ الباطل نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں (م۔م)

★ کبوتر اڑانے اور مرغ لڑانے کے مانند کھیل حرام ہے (مالا بدمنہ)

روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ کبوتر کے کھیل میں پیچھے پڑ رہا ہے اور اڑانے میں مشغول ہو رہا ہے پس فرمایا کہ شیطان ہے اور پیچھے پڑ رہا ہے شیطان کے۔ ح۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا یتبع حمامۃ فقال شیطان یتبع شیطانۃ نقل کی یہ احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں (م۔م)

ف۔ اس شخص کو شیطان فرمایا حق سے دور ہونے کے سبب اور لایعنی مشغول ہونے کے سبب اور کبوتروں کو شیطان اس لئے فرمایا کہ بازی اور لہو و لعب کے باعث (سبب) ہوئے اور ذکر خدا اور دین و دنیا کے کام سے باز رکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبوتر بازی حرام ہے اور نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کبوتروں کا پالنا انڈے بچے کے واسطے یا دل بہلانے کے واسطے یا خط لے جانے کے لئے بلا کراہت جائز ہے اور ان کا اڑانا مکروہ ہے۔ ایسے ہی لکھا ہے مظاہر الحق میں شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ سے۔

بالوں میں جوڑ لگانے وغیرہ کی حرمت کے بیان میں

★ بالوں کو پیوند لگا کر لمبا کرنا حرام ہے۔ خصوصاً آدمی کے بالوں سے جوڑ لگانا بڑا گناہ ہے (مالا بدمنہ)

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے خدا اس عورت پر جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑے اور اس عورت پر جو اپنے بالوں سے اور بال جوڑوائے اور اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گدوائے۔ ح۔ لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلتہ والواشمۃ والمستوشمۃ **(مشارق الانوار)**

ف۔ بال میں بال جوڑنا اور بدن گودنا حرام ہے اس لئے کہ اس میں خلقت الٰہی کا تغیر ہے اور تدلیس (دھوکا) اور بناوٹ بھی ہے کہ آدمی دھوکا کھائے (ترجمہ مشارق الانوار)

بیان حرمت وطی ولواطت وزنا وغیرہ

★ وطی کرنا اپنی بیوی یا لونڈی کے ساتھ پیچھے کی راہ سے یا حیض اور نفاس کی حالت میں حرام ہے۔ (مالا بد منہ) ___ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی بیوی کے ساتھ نزدیکی کرے پیچھے کی راہ سے اللہ تعالیٰ اسکو آتش دوزخ میں اندھا کریگا۔ ح۔ قال من دخل لا مراتہ فی الدبر انکسہ اللہ تعالی فی النار

(لباب الاخبار)

★ لواطت حرام قطعی ہے اسکی حرمت کا منکر کافر ہے۔ (مالا بد منہ)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد گرد آوے یعنی لواطت کرے مرد کے ساتھ تو وہ دونوں زانی ہیں اور جب عورت عورت کے ساتھ گرد آوے تو وہ زانیہ ہیں۔ ح۔ قال عم اذا اتی الرجل الرجل فھما زانیان واذا اتی المراۃ فھما زانیان (لباب الاخبار)

★ اجنبیہ عورت یا امرد کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے (مالا بد منہ)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت بیگانہ کی طرف نظر کرنا گناہ کبیرہ ہے ح۔ قال عم النظر الی النساء الاجنبیۃ من الذنوب الکبائر (لباب الاخبار)

★ اجنبی عورت پر شہوت سے ہاتھ ڈالنا اور حرام کاری کی کوشش میں چلنا پھرنا بھی حرام ہے (مالا بد منہ) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیگانہ عورت کی طرف پاؤں کا چلنا اور آنکھوں کا دیکھنا اور ہاتھ کا پکڑنا گناہ ہے۔ ح۔ قال عم زناء الرجلین المشیے وزناء العینین النظر وزناء الیدین المس

(لباب الاخبار)

★ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نظر خراب کرتا ہے بناؤں کو (بال بچوں کو)

ح۔ قال عم الزناء یخرب البناء (لباب الاخبار)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا پیدا کرتا ہے فقر اور درویشی کو اور دور کرتا ہے چہرے کے نور کو اور کوتاہ کرتا ہے عمر کو۔ ح۔ قال عم الزناء یورث الفقر ویذھب نور الوجہ وینقص العمر

(لباب الاخبار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا اور تونگری جمع نہیں ہو سکتے ح۔ قال عم الزناء والغناء لا یجتمعان (لباب الاخبار)

عقوبت و حرمت خمر کا بیان

★ سب پلیدیوں (نجاستوں) سے زیادہ پلید شراب ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب سب پلیدیوں کی ماں ہے یعنی اصل ہے پلیدیوں کی۔

ح۔ قال عم الخمر ام الخبائث (لباب الاخبار) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا میں شراب پیۓ وہ آخرت کی شراب سے محروم رہے گا۔ح۔ قال عم من شرب الخمر فی الدنیا فلم یشر به فی الاخرۃ **(سراج المسلمین و لباب الاخبار)**

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب پینے والے پر لعنت کی گئی ہے ۔ ح۔ قال عم شارب الخمر ملعون **(لباب الاخبار)**

★ شراب انگوری نجاست غلیظہ اور حرام ہے جو شخص اس کو حرام نہ جانے وہ کافر ہے۔اس کو یوں بناتے ہیں کہ انگور کا پانی بغیر جوش آنے کے رکھ چھوڑتے ہیں یہاں تک کہ وہ نشہ لانے والا ہو اور اس میں جھاگ اٹھ آوے اور وہ شراب جو کہ خرمائے تر (بھیگے ہوئے خرمے سے) یا کشمش سے بناتے ہیں اور وہ طلائے انگوری جو کہ انگور کے پانی کو جوش دے کر دو تہائی سے کم خشک کر کے رکھ چھوڑتے ہیں سکر ہونے تک اور جھاگ لانے تک یہ تینوں قسمیں نجس ہیں لیکن انکی نجاست خفیفہ ہے نہ کہ غلیظہ ۔ دوسری شرابیں جو کہ خرمے یا کشمش کے پانی کو جوش دے کر بناتے ہیں یا شہد یا انجیر یا گیہوں یا جو یا جوار وغیرہ سے تیار کرتے ہیں اور مثلث انگوری جو کہ انگور کے پانی کو جوش دینے کے بعد ایک تہائی باقی رکھتے ہیں یہ سب شرابیں بھی ان تینوں کی مانند نجس ہیں اور حرام ہیں نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اگر چہ ایک قطرہ بھی ہو۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ زیادتی سے نشہ لائے اسکا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔اور جو چیز نشہ لانے والی ہے وہ شراب ہے یعنی حرمت اور نجاست میں شراب کی مانند ہے۔امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جو چار شرابیں پہلے کی ہیں یعنی شراب انگوری اور شراب خرمائے تر اور شراب کشمش اور طلائے انگوری۔ انکے سوا جو پچھلی شرابیں ہیں یہ سب نہ تو نجس ہیں اور نہ حرام ہاں جو شخص لہو و لعب کے ارادے سے پیۓ تو حرام ہیں اور اگر طاقت کے قصد سے پیۓ تو حرام نہیں یہ قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا متروک ہے اور فتویٰ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے **(ترجمہ مالا بد منہ)**

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز کہ اسکا بہت (زیادہ مقدار) نشہ لائے اسکا تھوڑا (کم مقدار) بھی حرام ہے۔ ح۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے (م۔م)

نوٹ:۔ اس حدیث کا حکم اشربہ کے ساتھ مخصوص ہے یعنی جو چیز کہ خمیر کے مانند پتلی ہو اور جو چیز اشربہ کے

قسم سے نہیں ہے یعنی جامد ہے پس ان چیزوں کا قلیل حرام نہیں اگر چہ کثیر اسکا مسکر (نشہ آور) ہے مانند زعفران اور عنبر وغیرہ کے یہ مضمون فتاوائے شامی حاشیہ درالمختار کا ہے۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نقل کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو چیز نشہ لائے بقدر فرق آٹھ سیر کے پس اسمیں سے بھرا ہوا چلو حرام ہے۔ ح۔ عن عائشة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ما اسکر منه الفرق فملا الکف منه حرام نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے (م۔م)

ف۔ یعنی جس کا بہت حرام ہے اسکا تھوڑا بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزرا۔ (شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی)

روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا۔ منع فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ کرنے والی چیز سے اور مفتر (مست کرنے والی شراب) سے۔ ح ۔ ان ام سلمة قالت نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر نقل کی یہ ابوداؤد میں (م۔م)

روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا شراب کے پینے سے اور جوئے کے کھیلنے سے اور کوبہ (شطرنج اور چوسر) سے اور غبیرہ (جو سے بنی ہوئی شراب) سے اور فرمایا کہ جو چیز نشہ کی ہو حرام ہے۔

ح ۔ عن عبداللّٰہ بن عمر وان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نهی عن الخمر والمیسر والکوبة اولغبیراء وقال کل مسکر حرام نقل کی یہ ابوداؤد نے (م۔م)

ف۔ قاموس میں لکھا ہے کہ کوبہ کہتے ہیں نرد (چوسر) اور شطرنج اور چھوٹے طبل اور نقارے یعنی نقارے اور بربط کو اور یہ سب ممنوع ہیں۔ جو چیز ان میں سے یہاں مراد لیں صحیح ہے۔ اور غبیرہ ایک قسم کی شراب ہے کہ ارزن یعنی چینے سے بنتی ہے حبشی بنایا کرتے ہیں (شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی)

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو چیز نشہ کرنے والی ہے شراب ہے اور جو چیز نشہ کرنے والی ہے حرام ہے یعنی تھوڑی یا بہت ۔ اور جو دنیا میں شراب پیئے گا اور اس حال میں مریگا کہ ہمیشہ پیتا تھا اور اس نے توبہ نہ کی تو آخرت میں شراب نہ پیئے گا۔ ح۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وهو یدمنها لم یتب لم یشربها فی الاخرة نقل کی یہ مسلم نے (م۔م)

بیان حرمت ربا (سود)

سود لینا حرام ہے بیع (خرید و بکری) اور قرض دونوں میں اور گناہ کبیرہ ہے۔ جو شخص اسکی حرمت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ (مالا بد منہ)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا لعنت کی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور دینے والے اور لکھنے والے اور گواہوں کو اور فرمایا کہ سب لعنت کے وارد ہونے اور گناہ کے ارتکاب میں برابر ہیں۔ ح۔ عن جابر قال لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکل الربو اوموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء نقل کی یہ مسلم نے (م۔م)

ف۔ یعنی لکھنے والے وغیرہ کو نامشروع امر (غیر شرعی کام) پر انکی مدد کے سبب لعنت کی۔ اس سے صریح معلوم ہوا کہ سود کا تمسک لکھنا اور گواہ ہونا حرام ہے۔ ایسے ہی لکھا ہے مظاہر الحق میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ سے۔ تفصیل واحکام سود کے بہ نظر طوالت اور کتاب کے دراز ہونے کی وجہ سے نہیں لکھے۔ جن صاحبوں کو درکار ہو فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

داڑھی اور مونچھ کی حرمت کا بیان

داڑھی کتروا کر ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے اور داڑھی وغیرہ سے سفید بالوں کو اکھاڑنا مکروہ ہے (ترجمہ مالا بدمنہ)

روایت کی گئی عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نقل کی اپنے والد سے اور انہوں نے دادا سے کہ کہا فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مت چنو تم سفید بالوں کو اس لئے کہ پیری (ضعیفی) مسلمانوں کی نورانیت کا سبب ہے۔ ح۔ لا تنتفوا الشیب فانہ نور المسلم (در ک المآرب) ایسا ہی ہے ابراہیم شاہی میں

★ داڑھی چھوڑنی اور مونچھ اور ناخن کتروانا اور بغل اور زیر ناف کا بال منڈانا سنت ہے (ترجمہ مالا بدمنہ)۔ خلق العانۃ سنۃ ونتف الابطین کذلک ایسے ہی ابراہیم شاہی میں نقل کی سراجیہ سے۔

روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ ہمارے واسطے لبوں (مونچھ) کے کتروانے اور ناخونوں کے ترشوانے اور بغلوں کے بال دور کرنے اور زیر ناف کے بال مونڈنے کے لئے معین کیا گیا ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑدیں۔ ح۔ عن انس قال وقت لنا فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان لا نترک اکثر من اربعین لیلۃ نقل کی یہ مسلم نے (م۔م)

ف۔ ابن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابی عمر رضی اللہ عنہ سے بعضے روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ میں اپنے ناخن اور لبیں ترشواتے تھے اور زیر ناف کے بال بیس دن میں مونڈتے تھے اور بغلوں کے بال چالیس دن میں اکھیڑتے۔ قنیہ میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک بار اپنے ناخن ترشوائے اور لبیں کتروائے اور زیر ناف کے بال مونڈے (بغل بنائے) اور نہانے کے ساتھ اپنے بدن کو ستھرا کرے پس اگر یہ نہ کرے تو ہر پندرہ دن میں اور چالیس دن سے زیادہ ترک کرنے میں عذر نہیں ہے۔ پس ہفتہ افضل ہے

اور پندرہ روز اوسط ہیں اور چالیس دن ابعد (سب سے زیادہ)۔ چالیس دن سے زیادہ میں عذر نہیں اور ہمارے نزدیک وعید کا مستحق ہوتا ہے۔ انتہیٰ۔ مظہر نے کہا کہ ابی عمر اور ابی عبداللہ الاغر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ میں نماز جمعہ کے لئے نکلنے سے پہلے اپنے لبیں اور ناخن کترتے اور بعضوں نے کہا کہ چالیس دن میں بال زیر ناف کے مونڈتے تھے اور بغلوں کے بال اکھیڑتے تھے۔ اور بعضوں نے کہا ہر مہینے میں۔ انتہیٰ اور یہ اعدل الاقوال ہیں۔ ایسے ہی لکھا ہے مظاہر الحق میں شرح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مونچھوں کو کوتاہ کرو اور داڑھیوں کو چھوڑو جیسی کہ ہیں۔ پس مت مونڈو مونچھوں کو اور نہ قطع و نقصان کرو داڑھیوں کو قدر مسنون سے زیادہ کہ وہ ایک مشت ہے۔ ح۔ قال عم احفو الشوارب واعفوا اللحی ای قصوا الشوارب واترکو االلحے کما ھی فلا تحلقوھا ولا تقطعوھا ولا تنقصوھا من القدر المسنون وھو القبضۃ (نصاب الاحتساب)

بعضے روایت میں وارد ہوا ہے کہ فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنی مونچھوں کو دراز کرے وہ تین عذابوں کے ساتھ عذاب کیا جائیگا ایک یہ کہ میری شفاعت نہیں پائیگا دوسرے یہ کہ میرے حوض کوثر کا پانی نہیں پئے گا تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ اسکے اوپر قبر میں منکر نکیر کو غضب و قہر کے ساتھ مقرر کریگا۔

ح۔ من طول شاربہ عوقب بثلث لم ینل شفاعتے ولم یشرب من حوضے وسلط اللہ علیہ منکر او نکیر ابالغضب (درک المآرب وابراہیم شاہی)

روایت ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مونچھوں کو کوتاہ کرے یہاں تک کہ بھنوؤں کے بہ مقدار ہو جائیں اور حلق کرنا (مونڈنا) انکا مکروہ ہے اور یہی صحیح تر ہے۔ وعن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی مقدار الشارب مقدار الحاجب والحلق فیہ مکروہ وھو الاصح (درک المآرب)

ابراہیم شاہی میں نقل کی سراجیہ سے کہ مونچھوں کا مونڈنا بدعت ہے۔ وفی السراجیۃ وحلق الشارب بدعۃ اور بھی نقل کی اسی میں سراجیہ سے کہ چاہیے کہ مونچھوں کو اپنی یہاں تک تراشے کہ بھنوؤں کی مانند ہو جائیں وینبغی ان یاخذ الرجل من شاربہ حتے یصیر مثل الحاجب

روایت کی گئی ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ قیامت کے دن سجدے کے واسطے حکم کئے جائیں گے پس جس شخص کی مونچھیں دنیا میں دراز ہونگی تو اسکی مونچھوں کے بال لوہے کی میخ کی طرح ہو جائیں گے اور وہ سجدے نہ کر سکے گا۔ ح۔ روی ان النبی علیہ السلام قال یوم الناس یوم القیامۃ بالسجود فمن کان شاربہ طویلا صارت شعورہ کاوتاد الحدید لا یستطیع ان یسجد

بعضے روایت میں آیا ہے کہ اگر اسکی مونچھیں دراز ہونگی تو اسکا نیک عمل آسمان کی طرف بلند نہیں ہوگا۔ وفی الروایات ان کان شاربہ طویلا لا یصعدلہ عمل صالح الی السماء

نقل کی یہ ابراہیم شاہی میں فتاوائے حجت ہے

فتاوائے ابواللیث میں ہے کہ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ سے اس عورت کی بہ نسبت سوال کیا گیا جس نے اپنے سر کے بال تراشے تھے تو کہا اس پر یہ (لازم ہے) کہ وہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور پھر ایسا نہ کرے۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر یہ امر شوہر کی اجازت سے کرے تو اسکا کیا حکم ہے۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔ تو پوچھا گیا کہ بال کا تراشنا کیوں نہیں جائز ہوا تو فرمایا اس لئے کہ اسمیں مشابہت ہے مردوں کے ساتھ اور تحقیق کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے ان عورتوں کو جو اپنے مردوں کے ساتھ مشابہت کریں اور لعنت کی ان مردوں کو جو کہ اپنے کو عورتوں کے ساتھ مشابہہ بنائیں۔ اس لئے کہ عورتوں کے بال مردوں کی داڑھی کی مانند ہیں اور حلال نہیں ہے مردوں کے واسطے داڑھی کا قطع کرنا پس ایسے ہی حلال نہیں ہے عورتوں کو بھی اپنے سر کے بال قطع کرنا۔ وفی فتاوی ابو اللیث وسئل ابوبکر رحمہ اللہ عن امراۃ جزت شعرھا قال علیہا ان تستغفر اللہ وتتوب ولا تعود الی مثلہ قیل فان فعلت ذلک بامر الزوج قال لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق قیل لم لا یجوز ان یجز شعرھا قال لانہا تشبہت بالرجال وقد قال النبی علیہ السلام لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنساء ولان شعر النساء کاللحیۃ للرجال ولا یحل للرجال ان یقطع لحیتہ فکذا لا یحل لہا ان تقطع شعرھا (ابراہیم شاہی)

فتاوائے حمادی میں مذکور ہے کہ غازی کو دار حرب میں مستحب ہے کہ مونچھوں کو دراز کرے تاکہ دشمنوں کی آنکھ میں ہیبت اور رعب پیدا ہو۔ ماالغازی فی دار الحرب یندب لہ تطویل الشارب لیکون اھیب فی عین العدو (درک المآرب اور ابراہیم شاہی)

طعام ولیمہ کے قبول کرنے کے بیان میں

ولیمہ نکاح کا قبول کرنا سنت ہے اور جو شخص کہ بلایا جائے اسے چاہیئے کہ قبول کرے اور اگر بغیر عذر کے قبول نہ کیا تو گناہ گار ہوگا (مالا بد منہ)

دعوت کے قبول کرنے کا بیان

دعوت کے کھانے میں سے اپنے گھر میں کچھ نہ لائے اور سائل کو بھی نہ دے مگر مالک کی اجازت سے۔ اگر یہ جانے کہ اس جگہ لہو (کھیل تماشہ) یا راگ ہے تو حاضر نہ ہو اور دعوت قبول نہ کرے۔ اگر بعد ظاہر ہونیکے حاضر ہو پس اگر منع کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو منع کرے اور اگر طاقت نہ رکھے تو اس صورت میں اگر لوگوں کا

پیشوا ہے یا کھانے کی مجلس میں لہو ہے تو بھی نہ بیٹھے۔ اگر ہر کسی کا نہ پیشوا ہے نہ کھانے کی مجلس میں لہو ہے تو بیٹھ جائے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہا ایسی جگہ میں پیشوا ہونے سے قبل میں گرفتار ہوا تھا پس میں نے صبر کیا (ترجمہ مالا بد منہ) اور ایسے ہی لکھا ہے عالمگیری میں۔ من ادعی الی ولیمة فوجد ثمه لعبا او غناء فلا بأس ان یقعد و یا کل فان قدر علی المنع یمنعهم وان لم یقدر یصبر وهذا اذالم یکن مقتدی به اما اذا کان ولم یقدر علی منعهم فانه یخرج ولا یقعدو ولو کان علی المائدة لا ینبغی ان یقعدوان لم یکن مقتدا وان لم یکن مقتدی بهی وهذا اکله بعد الحضور واما اذا علم قبل الحضور فلا یحضر لانه لا یلزمه حق الدعوة بخلاف ما اذا هجم علیه لانه قدلزمه کذافی السراج الوهاج (عالمگیری)

حرمت سماع و ملاہی و مزامیر کا بیان

راگ حرام ہے اس لئے کہ وہ خدا کی یاد سے روکتا ہے اور شہوت کو گناہوں کی طرف خواہش دلاتا ہے۔ جس آدمی کو راگ سے گناہ کی طرف خواہش نہ ہو مثلاً ایک درورش نفس مطمئہ کا مالک ہے۔ خدا کی محبت اور عیش کے سوا اور کچھ میل اور رغبت اسکے سر میں نہ ہو پھر اگر یہ درویش اس مرد کی زبان سے کوئی کلام موزون آواز موزون کے ساتھ سنے جو مرد قابل شہوت نہ ہو اور وہ کلام اس کو یاد الہٰی سے مانع نہ ہو بلکہ خدا کی محبت کی خواہش دلائے پس اس کے حق میں انکار نہ کرنا چاہیے۔ خواجہ عالی شان بہاء الدین نقشبند قدس سرہ جو کہ سنت کی کمال تابعداری رکھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ نہ میں یہ کام کرتا ہوں کیونکہ یہ سنت نہیں ہے اور نہ انکار کرتا ہوں۔ ملاہی اور مزامیر اور طنبورہ اور ڈھول اور نقارہ اور دف وغیرہ سب حرام ہیں باالاتفاق مگر طبل یعنی نقارہ غازیوں کا یا دف بجانا نکاح کی خبر کے لئے جائز ہے۔ ترجمہ مالا بد منہ

بیان ریاو سمعہ

ریا اور سمعہ یہ دونوں عبادت کے ثواب کو باطل کرتے ہیں یعنی جو شخص لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لئے عبادت کرتا ہے اسکا ثواب خدا کے نزدیک نہ ہوگا (ترجمہ مالا بد منہ)

بیان جھوٹ بولنے کا

جھوٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانے یا اپنی بیوی کو راضی کرنے یا ظالم کے

ظلم کو دفع کرنے کے واسطے اگر حاجت ہو تو ایسے مقاموں میں جھوٹ بولنا بہتر ہے اور بغیر حاجت کے مکروہ ہے۔ اور سب جھوٹ سے زیادہ برا جھوٹی گواہی دینی اور جھوٹی قسم کھانی ہے جس میں مسلمان کا مال ناحق ضائع کرے۔ حق تعالیٰ نے جھوٹ کا شرک کے برابر شمار فرمایا کہ تم جھوٹ بات سے پرہیز کرو جبکہ میں تم سیدھی راہ چلنے والے مسلمان ہونہ کہ شرک کرنے والے (ترجمہ مالا بدمنہ)

بیان رشوت

رشوت دینے والا اور رشوت کھانے والا دونوں دوزخ میں ہونگے لیکن ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے رشوت دینی جائز ہے (ترجمہ مالا بدمنہ)

عبادت کے اوپر اجرت لینے کا بیان

اذان کہنے پر اور امامت اور تعلیم قرآن اور فقہ اور اسکے سوا اور عبادت پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مزدوری جائز نہیں لیکن دوسرے اماموں کے نزدیک جائز ہے اور اس زمانے میں فتویٰ اس بات پر ہے کہ تعلیم قرآن مجید وغیرہ پر اجرت لینی درست ہے (ترجمہ مالا بدمنہ) اور ایسے ہی لکھا ہے درالمختار میں۔ لا تصح الاجارة لعسب التیس وھونزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاھی ولواخذ بلا شرط یباح ولا لا جل الطاعات مثل الاذان والحج ولا مامته وتعلیم القران والفقه ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القران والفقه والامامة ولاذان (درالمختار)

———— × ————

خاتمۂ کتاب مجمع الآداب معروف بہ نسخۂ اشرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نثر خاتمۂ کتاب مجمع الآداب معروف بہ نسخۂ اشرف از کمترین بندگان درگاہ احد ضیاء الدین احمد متخلص بہ ضیاؔ

یہ کتاب مستطاب تالیف کی ہوئی جناب کرامت انتساب۔ ملکی صفات سراپا برکات، حقیقت پناہ، فضیلت دستگاہ، معدن فضائل، مخزن فواضل، مصدر فیوضات، منبع حسنات، محقق مسائل شریعت، سالک مسالک طریقت، حاوی کمالات صوری و معنوی، متکفل مرام دینی، و دنیوی، جامع علم و عمل، مظہر لطف ازل، قبلۂ حاجات، کعبۂ مرادات، عالی نسب، والا حسب، مقبول بارگاہ خداوند عرش اعظم مولوی مولانا سید شاہ محمد اشرف عالم صاحب شہبازی کی ہے زاد اللہ برکاتہٗ و رفع اللہ تعالیٰ شانہ جناب ممدوح صاحب سجادہ اولاد امجاد میں سلطان العارفین برہان العاشقین قدوۃ السالکین، زبدۃ الواصلین، بندگی حضرت مولانا شہباز محمد دیوریہ قدس اللہ سرہ العزیز کے ہیں جنکا مزار اقدس محلہ ملاچک شریف منحلات شہر بھاگلپور میں رشک افزای بیت المعمور ہے۔ آثار کرامات و خرق عادات شہبازی ہر دیار و امصار میں کالشمس فی النہار ہے اور ذکر اذکار اسکا کالنجوم علی السماء ظاہر و آشکار ہے۔ حاجت نگارش نہیں احتیاج گزارش نہیں ؏

آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیانست (یعنی جو بات عیاں ہے اسے بیان کی کیا ضرورت ہے) + فاما بر سبیل ذکر بدیں معنیٰ کہ جو دم یاد خدا و مردان خدا میں گزرے غنیمت ہے کہ موجب خیر و برکت ہے بلکہ باعث نزول رحمت ہے شعر۔ مردان خدا خدا نباشند + لیکن زخدا جدا نباشند

(اللہ والے خدا نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے)

چند کرامات و حالات حضرت کے زیب قرطاس کرتا ہوں اس راہ سعادت میں قلم کے ہمراہ دل کا قدم دھرتا ہوں۔ نقل ہے کہ جب تاج العاشقین، قطب العارفین، زبدۃ الموحدین، قدوۃ المحققین، محرم اسرار الٰہی، سرچشمۂ فیوضات نامتناہی، ماہتاب منزل ہدایت، آفتاب سپہر ولایت، سلطان ملک تحمل، شہنشاہ اقلیم توکل، شمع شبستان اولیاء، بہار بوستان اتقیا، قطب الاقطاب، فرد الاسباب، عارف کامل، بحق واصل، مقرب درگاہ لم یزلی، مادرزاد ولی، سراپا راز و نیاز، حضرت مخدوم شاہ شہباز قدس اللہ سرہ سن نو سو چھیاسی ہجری قدسی میں بعمر سی سالگی باخلعت ولایت بھاگلپور میں تشریف لائے اس سرزمین کو پسند فرمایا کہ محلہ مذکور میں استقامت پذیر ہوئے۔ فیض ہدایت سے انکے فیضیاب صغیر و کبیر ہوئے بارگاہ عرش اشتباہ میں جو کوئی باریاب ہوا بہرہ و رشتاب ہوا۔ نزدیک و دور سے لوگ آنے لگے فیضان شہبازی سے مراد پانے لگے۔ حاجتمند صاحب غرض آتے تھے کامیاب خرسند ہو جاتے تھے۔ ایک روز تاجر باوقار عقیدت شعار آیا حضور میں حضرت کی حرف مدعا زبان پر لایا کہ میں

ہر تجارت سفر کو جاتا ہوں دعا فرمائیے کہ بخت یار ہو بیڑا پار ہو۔ یہ استعانت کر کے وہ تری کی راہ سے روانہ ہوا۔ کئی روز بعد طوفان کا بہانہ ہوا۔ جہاز غرق آب ہونے لگا گرداب اضطراب میں پڑکر تاجر نے دل سے حضرت کو یاد کیا اس وقت حضرت مولانا طلبہ کو درس دے رہے تھے کہ یکبارگی استغراق میں آگئے اور دونوں دست مبارک کو زمین پر رکھ کر زور دیا اور جب ہاتھوں کو اٹھایا تو دونوں ہاتھ حضرت کے آستین تک پانی میں تر تھے۔ خلفاء نے پوچھا کہ یا حضرت! یہ کیا ماجرا تھا کس کی دستگیری تھی۔ ارشاد ہوا کہ اسی تاجر کا جہاز طوفانی ہوگیا تھا۔ ڈوبنے میں اسکے کچھ دیری نہ تھی۔ اس نے مجھ کو یاد کیا۔ فوراً اسکے جہاز کو نکالا۔ غرقاب ہونے نہ دیا۔ اس واسطے ہاتھ میرا پانی میں تر ہے۔ سبحان اللہ فقرائے کاملین کی یاد میں کیا اثر ہے۔ ہر آفت میں مدد کو پہنچتے ہیں۔ فریاد رس ہوتے ہیں دعا انکی سپر تیر قضا ہے دافع ہر رنج و بلا ہے۔ مولانا روم۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ + تیر جستہ راںگر داند زراہ

(اولیاء اللہ کو اللہ کی طرف سے یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ پھینکے ہوئے تیر کو پلٹادیتے ہیں)

القصہ خلفائے حضرت نے وہ تاریخ لکھ رکھی۔ جب وہ تاجر پہنچا اور احوال اپنا بیان کیا۔ تاریخ ایک ہی تھی دن بھی موافق آیا۔ پھر تاجر عقیدت مظاہر نے عرض کی کہ میں بہت مالدار ہوں لیکن کوئی فرزند دلبند نہیں بی بی بھی اس کی ضعیفہ ہوگئی ہے۔ اسی لئے دلفگار ہوں۔ حضرت نے دو عدد بادنجان (بینگن) اس کو دیئے اور فرمایا کہ ایک تم کھالینا اور دوسری اپنی بیوی کو دینا۔ اس سے ایک لڑکا تولد ہوگا۔ تاجر نے پوچھا نام اس لڑکے کا کیا رکھونگا۔ ارشاد ہوا کہ وہ مقیم ہے اور میں مسافر۔ سبب اس کا یہ ہے کہ بعد چھ مہینے کے حضرت کا وصال ہوا سفر آخرت پیش آیا۔ تاجر نے ویسا ہی کیا اور اپنے گھر کو چلا گیا۔ جب اسکے لڑکا پیدا ہوا مقیم نام رکھا۔ جب کہ وہ جوان ہوا تاجر نے اپنا احوال کہہ سنایا اور کہا کہ تو دعا اور توجہ سے ہمراز خالق بے نیاز حضرت مولانا شہباز[رح] کی تولد ہوا ہے۔ یہ سن کر مقیم بھاگلپور آیا۔ بڑی دھوم اور تیاری سے طعام داری کی اور نیاز فاتحہ ادا کی مزار حضرت کا اور چار دیواری و برج پختہ بنوادیا۔ چنانچہ ابھی تک بنائے مقیم قائم و برقرار ہے۔ واہ کیا خوب یہ اسکی یادگار ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خود بدولت واسطے ادائے نماز عصر کے وضو کرتے تھے اور چند خلفائے محرمان راز گردو پیش حاضر تھے۔ یکبار چہرہ اطہر سرخ ہوگیا اور لوٹا پانی بھرا ہوا غضب سے ہوا پر پھینکا۔ خلفائے حضرت نے متعجب ہوکر وقت و روز کو قلمبند کر رکھا۔ بعد ایک ہفتے کے ایک مرید پیر مرد واسطے زیارت حضرت کے پہنچا اور واقعہ اپنا جناب حضرت میں مفصل بیان کیا کہ تاریخ فلاں روز فلاں وقت عصر کو اثنائے راہ میں بسبب ضعف پیری منزل تک نہ پہنچ سکا۔ متصل ایک جنگل کے شام ہوگئی۔ ناگاہ ایک شیر مہیب شکل حملہ آور ہوا چاہا کہ مجھ ناتواں پر دست بردی کرے۔ وہاں کوئی مامن بھی نہ تھا۔ آخر کار جناب حضرت میں فریاد کیا کہ یا

حضرت خبر لو۔ طرفۃ العین میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوٹا پانی بھرا ہوا غیب سے شیر کے کلے پر آلگا۔ شیر چلاتا ہوا بھاگا جب خلفاء نے تاریخ و روز کو مقابلہ کیا برابر پایا۔

نقل ہے کہ منجملۂ تلامذہ ایک شخص نسخۂ شفا و اشارات کہ مصنف اسکا حکیم بو علی سینا ہے، پڑھتا تھا۔ ایک مقام پر مطلب سخت مشکل تھا۔ اس تلمیذ اور حضرت سے بڑی تکرار و بحث ہوئی۔ حضرت فرماتے تھے کہ مراد مصنف کی یہی ہے کہ جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ کہتا تھا کہ مراد مصنف کی کچھ مفہوم نہیں ہوتی ہے۔ اتفاقاً ایک شخص آیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا ان سے پوچھ لو۔ تلمیذ نے پوچھا تو اس نے وہی جواب دیا کہ جو حضرت فرماتے تھے تلمیذ نے اس شخص سے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے؟ کہا بو علی سینا۔ اور آنکھوں سے غائب ہو گیا

نقل ہے کہ فقیر مسافت بعید سے آیا۔ خصلت اسکی یہ تھی کہ جس درویش کے ساتھ ملاقی ہوتا عند المصافحہ سب نعمت و عمل کھینچ لیتا۔ تاثیر بعض اسما کی ایسی ہے کہ عمل دوسروں کا جذب کر لیتی ہے۔ اور ان کو خالی کر دیتی ہے۔ چنانچہ اس فقیر نے حضرت کے پاس آکر مصافحہ کیا۔ حضرت نے عمل و نعمت اسکی مع نعمت و عمل دوسرے درویشوں کے جو اس نے جمع کئے تھے بالکل کھینچ لئے اور اس کو خالی کر دیا۔ وہ فقیر گھبرایا اور بہت منت و سماجت کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس قول و قرار پر میں دے سکتا ہوں کہ جنکا جنکا جو کچھ تو نے لیا ہے سب ان کو واپس دے دیوے۔ اسنے عہد و پیمان کیا تب حضرت نے عمل و نعمت اسکی اور دوسروں کی اسکے حوالے کر دی۔

نقل ہے کہ جب شاہجہاں نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا حضرت کو ایک نامہ لکھا کہ قبل اسکے ایام شاہزادگی میں حضرت سے مجھ کو ملازمت ہوئی تھی اب ارادہ یہ ہے کہ ساتھ اس سلطنت کے شرف ملازمت حاصل کروں اور چند قطعۂ اسناد املاک بھی روانہ کئے۔ حضرت نے جواب (اسکے) نامے کا یہ ارقام فرمایا کہ۔

"سابق شما شاہزادہ بودند ملاقات باشما جائز بود حالا حق سبحانہ تعالی سلطان کردہ است ملاقات باشما جائز نیست بنا بر آنکہ در حدیث آمدہ است کہ العلماء ورثۃ الانبیاء مالم یخالطون الملوک۔ یعنی علماء وارث پیغمبر انند تا آنکہ آمیزش بہ پادشاہان نکردہ اند۔ لیکن فقیر رای باید کہ دعا در حق سلطان کند اگر عادل باشد و فقیر در دعائے شما مشغول است تاکہ عدالت خواہند کرد و سند املاک چرا فرستادہ اند رزاق من و شما واحد ست۔ اگر رزاق شما دیگر بودے و رزاق من دیگر و رزاق من محتاج رزاق شمامی بود میگر فتم" (ترجمہ پہلے تم شاہزادہ تھے تم سے ملاقات جائز تھی اب حق سبحانہ تعالی نے تمہیں بادشاہ بنا دیا ہے۔ تم سے ملاقات جائز نہیں ہے۔ اس بنا پر کہ حدیث میں آیا ہے کہ علما انبیا کے وارث ہیں جب تک کہ وہ بادشاہ سے میل جول نہ رکھیں۔ لیکن فقیر کو چاہئے کہ سلطان کے حق میں دعا کرے اگر وہ عادل ہو۔ اور فقیر تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے تاکہ تم عدل و انصاف کرو۔ اور جائداد کی سند کیوں بھیجی ہے؟ میرا اور تمہارا رزاق تو ایک ہے۔ اگر تمہارا رزاق دوسرا ہوتا اور میرا رزاق دوسرا اور میرا الرزاق

تمہارے رزاق کا محتاج ہوتا تب میں (یہ سند) لے لیتا۔)

اور اسی وقت اسناد املاک کو دست توکل سے چاک کر دیا اور قاصد کو بلاکر جواب نامہ زمین پر دھر دیا۔

غزل حضرت حافظ علیہ الرحمۃ

روضۂ خلد بریں خلوت درویشانست — مایۂ محتشمی خدمت درویشان ست
کنج عزلت کہ طلسمات عجائب وارد — فتح آں در نظر ہمت درویشانست
قصر فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت — منظری از چمن نزہت درویشانست
انچہ زرمیشو داز پر تو آں قلب سیاہ — کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست
وانکہ پیششں بہ نہد تاج تکبر خورشید — کبریائیست کہ در حشمت درویشانست
(ماخوذ)

نقل ہے کہ خواجہ خضر علیہ السلام کی حضرت مولانا سے بڑی دوستی تھی اکثر اوقات آتے تھے۔ راز و اسرار کی باتیں کہہ جاتے تھے۔ ایک روز ایک سنگ بطریق تحفہ حضرت کو دے گئے اس کو ایک لڑکے نے کنوئیں میں ڈال دیا۔ پھر جو خواجہؑ آئے پوچھا کہ وہ پتھر کیا ہوا۔ کہاں رکھا ہے؟ آخر تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک لڑکے نے چاہ انداز کر دیا ہے۔ خواجہ نے کہا کہ آپ نہیں جانتے ہیں وہ سنگ پارس تھا۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ جس چیز میں اسکو لگائے فی الحال زر ہو جائے۔ مال و دولت سے گھر بھر جائے۔ فرزند آپکے محتاج نہ ہونگے حشر تک مرفہ الحال فارغ البال رہیں گے۔ جو یاد محتاج نہ ہونگے۔ حضرت نے کلوخ واسطے استنجے کے لیا اور دیوار پر دے مارا۔ وہیں دیوار سونے کی ہوگئی ع طلائی بن گئی دیوار خاکی

اللہ ری کرامت اکسیر خاصیت + مٹی سے بس بدل گئی مٹی کی ماہیت

بعد اسکے حضرت نے کہا کہ اے برادر خضرؑ میں بھی مناجات کرتا ہوں کہ ہمارے فرزند میں یہ نعمت رہے کہ جس کو چور نہ لے سکے اور سنگ پارس کی اگر آپکو چاہ ہے تو کنوئیں میں ڈھونڈ لیجیے۔ خواجہ جب کنوئیں پر گئے دیکھا کہ صدہا سنگ پارس پڑے ہیں۔ برج آبی میں ہزاروں اختر جڑے ہیں۔ اللہ اکبر کرامت ہے اعجاز یا دستگیر مولانا شہبازؒ حافظ

آنا نکہ خاک رابنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

الحمد للہ کہ ہم گدائے در شہبازی ہیں —— امیدوار بندہ نوازی ہیں۔ مثمن

نام لو شہبازؒ کا اے دوستان پاکباز — اسمیں ہے طرفہ اثر حق ہو تمہارا کارساز
ہو جیو اس مرغ دل پر سایہ اس شہباز کا — لامکاں تک شور ہے جس شاہ کی پرواز کا
(ماخوذ)

نوٹ:۔ اس کے بعد ایک غزل مشتمل بر دوازدہ نام مبارک حضرت مخدومنا ہے جسکا مطلع ہے ؎

مژدہ باد اے دل کہ مخدوم جہاں شہبازؒ ہے　　ہادی اپنا قبلۂ کون و مکاں شہبازؒ ہے

(بغرض اختصار اس کو حذف کیا گیا ہے۔ مترجم)

جناب ممدوح مؤلف کتاب ہٰذا کی کیا ہی ذات کامل ہے کہ ورائے نسبت فرزندی با حضرت مولانا شرف سجادگی و جانشینی بھی حاصل ہے۔ حضرت مولانا سے جناب ممدوح تک آٹھ پشتیں ہوئی۔ اس عہد سے اس وقت تک علی التسلسل سجادگی باکمال پیرزادگی چلی آتی ہے۔ اس خاندان اشرف میں بطریقہ شہبازی اکثر سلسلۂ عالیہ قادریہ جاری ہے۔ اگرچہ اجازت چودہوں خانوادوں کی ہے۔ جس وقت جناب ممدوح کا سن شریف ۲۴ برس کا تھا سجادہ نشین ہوکر صدر آرائے بزم طریقت ہوئے۔ مانند مرشدان عظام رہنمائے مریدان خوش عقیدت ہوئے۔ ابتدا میں استاد انکے جناب فیض مآب چمن آرائے حدیقۂ فیض بخشی، رونق افزائے ایوان درویشی، خورشید آسمان صداقت، گوہر دریائے شرافت، سرو گلزار معانی، مرید فیضان رحمانی، کامل الذات، ستودہ صفات، حقائق و معارف آگاہ، خلد آرام گاہ، محرم اسرار خفی و جلی، شیخ فریدی مولانا حافظ سرفراز علی مرحوم و مغفور متوطن بلدہ خیرآباد منمضاف صوبہ اودھ تھے اور انتہا میں استاد باکمال، عدیم المثال، مولانا الاعظم، افضل العلماء، مصداق مضمون ورثۃ الانبیاء، جامع علوم معقول و منقول، واقف رموزات فروع و اصول، معدن لطائف روحانی، مخزن معارف سبحانی، فاضل اکمل، عالم باعمل، مظہر نکات غریب لوزعی المعی مولوی محمد عجیب اللہ صاحب ہیں۔ دام اللہ افاضتہ و افادتہ جناب ممدوح نے علوم سفینہ اساتذہ ممدوحین سے اور علوم سینہ مرشدان حق بین سے سیکھا۔ ہمیشہ چرچا علم کا رہتا ہے درس و تدریس جاری ہے اور بہت سے حاجتی آتے ہیں خاص و عام انکی ذات بابرکات سے فائدے اٹھاتے ہیں اللھم زد و لاتنقص

اور جناب ممدوح کے والد ماجد و ہم پیر و مرشد قدوۃ العاشقین، زبدۃ العارفین، قبلۂ کونین، کعبۂ دارین، نیر چرخ ہدایت، غواص محیط معرفت، دستگیر مریدان، رہبر طالبان، حامی دین متین، ہادی مسترشدین، مصباح طاق ایمان، مفتاح خزینۂ عرفان، صاحبدل، بحق واصل، پیر طریقت، مرکز دائرہ حقیقت، رونق افروز بزم کاملان، بہار افزای باغ واصلان، ذاکر و شاغل، عالم و عامل، عابد و زاہد حضرت مرشدی مولانا سید شاہ محمد عابد عرف شاہ نوری قدس اللہ سرہ العزیز تھے جبکہ ان حضرت نے دعوت خدا کو قبول کیا۔ وفات پائی ایک عالم میں شور برپا ہوا گویا قیامت سر پر آئی کتنے صاحبوں نے تاریخ وصال کہی۔ اظہار غم و الم کیا۔ اس راقم نے بھی جو خاک پا انھیں حضرت کا ہے اور دست گرفتہ انھیں پیر طریقت کا ہے بصد آہ و فغاں و داغ حرمان و بہزار غم دوری و رنج مجبوری خامۂ اشکبار سے کچھ رقم کیا۔

قطعات تاریخ وصال قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین کرامت انتساب مرشدی مولائی حضرت مولانا سید شاہ محمد عابد عرف شاہ نوری قدس اللہ سرہ العزیز

محمد عابد پیرم کہ باشد قبلۂ پیراں　　زہے تلقین وارشادش زہے توحید عرفانش
چو دیدش خوش بذکر حق وردن کوشک جنت　　"محمد عابد ذاتی" بگفتا سال رضوانش

۱۲۹۰ھ

شاہ نوری پیر مارا شد وصال　　عالمے از نور حق مجور شد
باصد آہ غم دم ماتم ضیا　　گفت ہاتف "خانہ بس بے نور شد"

۱۲۹۰ھ

کرد رحلت شاہ نوری فرد وقت　　"شیخ فقر" آمد بہ تاریخ دو حرف

۱۲۹۰ھ

چل بسے خلد کو مولانا محمد عابد　　فیض ملتا تھا ہراک شخص کو نی حضرۃ
کہہ اٹھاکر یہ ضیا اب تو سر دست دعا　　"رحمۃ اللہ علیہ وعلی مرقدہ"

۱۲۹۰ ھجری

الحاصل جب یہ کتاب مؤلف ممدوح سے اختتام پذیر ہوئی طبع زاد بندہ یہ اسکی تاریخ تحریر ہوئی

قطعہ تاریخ اختتام کتاب

ہزار آفریں بردل اشرف است　　کہ تاج سر عالم است او بنام
بریں تاج ظل محمدؐ شدہ　　پذیرفت ازاں کار عالم نظام
نوشتہ کتابے بہ علم ادب　　کہ از فیض آں ہر کسے شاد کام
بہ چندیں کتب داد تالیف داد　　کہ ہر یک بود معتبر لا کلام
بہ تدوین تالیف و حسن سعی　　بفرمود چنداں کہ گشتہ تمام
ضیا شد بتاریخ آں سربہ جیب　　کہ خاکست درپائے آں نیک نام
دلم گفت ایں "نسخۂ اشرف" است　　سن ہجری است ایں چہ خوش والسلام

۱۲۹۶ھ

رقم گشت تاریخ ازروئے دولت　　ہزار و نود شش دو صد سال ہجری

۱۲۹۶ ھجری

قطعہ تاریخ از محمد اظہر حسین آزاد بہ صنعت توشیح

حبذا شاہ اشرف العالم — قابل دید گفتہ اند کتاب
شد بیان حدیث وقال اللہ — برہمہ قول اوبطور صواب
چوں نہ گردد پسند اہل نظر — ہست ایں نسخہ مجمع الآداب
ذات آں شاہ مغتنم باشد — مثل وے اندریں زماں نایاب
سالہا گر کسے شود مداح — کے رسد وہم او بہ وصف جناب
نام ممدوح تا ابد باشد — حق جزائش دہد بخیر و ثواب
از سر مصرع حرف گیر آزاد — ی شود سال اختتام کتاب

۱۲۹۶ ھجری

ہست سال دگر زروئے جمل — یعنی ایں نسخہ سعادت مآب

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول الکریم کہ اندنوں یہ کتاب فیض انتساب موسوم بہ مجمع الآداب کہ واسطے دینداروں کے ایک دستور العمل ہدایت اور قانون شریعت ہے کہ جملہ معاملات روز مرہ اور کاروبار ضروریہ اسمیں موافق طریقۂ مسنونہ کے حدیث و قرآن سے ثابت ہیں عاجز محمد عبدالرحمٰن کے اہتمام سے مطبع نظامی واقع کانپور میں بماہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ ہجری چھپ کر مطبوع طبائع طالبین و پسندیدہ خواطر شائقین ہوئی

— × —

۷۸۶
۹۲

مولوی شاہ اشرفِ عالم　　دوست دارِ خدا فرشتہ شیم

۵

رسالہ نجات الآخرۃ

پیکر رفعت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

نجات الآخرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ السلام علیٰ رسولہ محمد سید المرسلین وعلی الہ

اصحابہ اجمعین

امابعد بندہ عاصی راجی رحمۃ اللہ القوی خادم الطلبہ محمد اشرف عالم شہبازی بن جناب حضرت سیدنا و مولانا محمد عابد عرف شاہ نوری نوراللہ مرقدہ و قدس اسرارہ متوطن شہر بھاگلپور محلہ ملاچک خدمت میں بھائی مسلمانوں کے عرض کرتا ہے کہ بعد تالیف نسخۂ آداب القرآن تمنائے دلی برابر اس فقیر کو یہ تھی کہ کوئی رسالہ بیان میں ان چیزوں کے جن کے سبب سے تخفیف سکرات موت کی ہوتی ہے اور عذاب قبر سے نجات ملتی ہے احادیث اور فقہ وغیرہ کی کتابوں سے جمع کرے۔ لیکن انواع تر ددات دینوی اتنی فرصت نہ ملتی کہ اسکی طرف متوجہ ہوتا۔ الحال بوجہ کمال اشتیاق اور خواہش قلبی کل کار دنیوی چھوڑ کر ایسے امر صعب کو جسکا انجام علم و لیاقت سے ناچیز کی باہر و شوار تھا بہ امید نفع اپنے اور جمیع مسلمانوں کے مستعیناً باللہ تاریخ ۱۵/ شوال ۱۳۰۴ ہجری کی احادیث وفقہ و تصوف و تذکرہ بزرگان دین کی کتابیں عربی و فارسی و اردو جو کچھ نزدیک اس فقیر کے موجود تھیں ان سے چند چیزیں ایسی جنکے سبب تخفیف سکرات موت کی ہو اور عذاب قبر سے نجات ملے، اردو میں جمع کرنا شروع کیا۔ الحال بہ توفیق خالق انس و جاں و بہ برکت روح پاک جناب رسول آخرالزماں و بہ امداد بزرگان دین تاریخ ۶ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور الصدر کو تحریر رسالۂ ہذانے انجام پایا اور نام اسکا "نجات الآخرت" رکھا۔ امید ناظرین رسالۂ ہذا سے یہ ہے کہ جو لوگ اسکو ملاحظہ کریں اگر پسند ہو تو اس کمترین کو بہ دعائے خیر فرماویں اور اگر کسی جگہ کوئی عیب و غلطی پاویں تو اسکی اصلاح میں کوشش کریں اور اس رسالے کو اوپر تین بابوں کے مرتب کیا۔

پہلا باب

سکرات موت اور عذاب قبر کے بیان میں

★ سکرات موت

برادران اسلام جانو اور آگاہ ہو کہ سکرات موت اور عذاب قبر حق ہے۔ کلام الٰہی، احادیث نبوی اور عقائد اہل سنت کی کتابوں سے بخوبی ثابت ہے۔ اس میں کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں۔ بزرگان دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی تکلیف اور الم جاں کنی سے زیادہ سخت نہیں۔ اگر تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں پھر بھی یہ تکلیف نزع کے مقابل نہ ہو سکے۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے جہاد کی ترغیب میں فرمایا ہے کہ جہاد کرو خدا کی راہ میں اس سے سستی نہ کرو اسلئے کہ جان کنی کی سختی ہزار مرتبہ شمشیر کی ضرب سے زیادہ ہے۔ شمائل ترمذی میں لکھا ہے کہ جاں کنی کے وقت ایسی سختی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزری کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا دیکھ کر رونے لگیں اور پوچھا کہ آپؐ پر بہت تکلیف ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسی تکلیف مجھ کو کبھی نہیں ہوئی تھی۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکرات موت لاحق ہوئی آپؐ نے ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا منگایا اور بار بار اپنا دست مبارک اس میں تر کر کے روئے مبارک پر پھیرتے رہے اور فرماتے تھے کہ ان سکرات الموت حق

روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکرات موت کی تکلیف میں دیکھا تو اس کی تمنا رہی کہ جان بہ آسانی نکلے اس لئے کہ بہ آسانی مرنا مغفرت کی دلیل ہوتی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر مطلق تکلیف نہ ہوتی۔

مقاصد الصالحین میں لکھا ہے کہ ایک بیمار نزع کی حالت میں تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے اس کی سختی کی اطلاع ہے۔ اس کے بدن میں کوئی رگ ایسی نہیں جس میں جداگانہ ایک درد نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب پہنچا تو حق تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ سکرات موت میں تم نے اپنے تئیں کیسا پایا؟ عرض کیا کہ اس زندہ مرغ کے مانند کہ اسے بھونے اور وہ نہ اڑ سکے اور نہ مرے تاکہ نجات پائے۔

امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ جاں کنی کا کیا حال ہے؟ فرمایا ایسا حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسی کے پیٹ کے اندر داخل کریں اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ میں الجھے اور زور سے آندھی اس شاخ کو کھینچے۔ (ترجمہ کیمیائے سعادت)

یہ بھی لکھا ہے۔ یعنی وقت نزع کے اکثر بندے کا ایمان سلب ہو جاتا ہے

(دقائق الحقائق فخرالدین رازیؒ۔ فتاویٰ برہنہ)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ شیطان اس حالت میں بندے کے پاس آکر بائیں طرف بیٹھتا ہے اور ترغیب دیتا ہے کہ دین اسلام کو چھوڑ دے اور کہہ کہ دو خدا ہیں تب اس سختی سے بچے گا۔ پس جب ایسا امر ہو تو بڑا ہی خطرہ ہے۔ پس اے مسلمانو! اپنے اوپر گریہ و زاری، شب زندہ داری اور رکوع و سجود کی کثرت لازم کرو تب شیطان کے وسوسے اور ورغلانے سے نجات پاؤ گے۔

چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کس گناہ میں ایمان کے جانے کا زیادہ خوف ہے؟ آپؒ نے فرمایا تین گناہ ہیں۔ ایک ایمان کے شکر کا ترک کرنا۔ دوسرے خاتمے کا ڈر چھوڑ دینا۔ تیسرے بندگان خدا پر ظلم کرنا۔ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہونگی غالب ہے کہ وہ دنیا سے کافر اٹھے گا۔ مگر جس کو توفیق الٰہی رفیق ہو۔

کہا جاتا ہے کہ میت کی حالت پیاس کے وقت بہت سخت ہوتی ہے اور جگر جلتا ہے پس ایسے وقت میں شیطان علیہ اللعن ایمان کے چھین لینے کی فرصت پاتا ہے کیونکہ مومن اس وقت پانی کے لئے سخت گھبراتا ہے۔ تب وہ ملعون ایک پیالہ پانی کا ساتھ لئے ہوئے اس کے سرہانے آتا ہے اور اس پیالے کو نکال کر ہلاتا ہے اس وقت وہ مومن مضطر پانی مانگتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ وہ ابلیس لعین ہے۔ تب وہ لعین کہتا ہے کہ دے کہہ دنیا کا کوئی بنانے والا نہیں تاکہ میں تجھے پانی دوں۔ پھر جس شخص کو شقاوت لاحق ہوئی اس نے تو اس ملعون کا کہنا مان لیا اس لئے کہ وہ پیاس پر صبر نہیں کر سکتا پس وہ دنیا سے کافر گیا اور جس کو سعادت لاحق ہوئی وہ اسکے کام کو رد کرتا ہے اور انجام کی فکر کرتا ہے۔ (دقائق الحقائق)

★ **عذاب قبر**

مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عذاب قبر کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا عذاب القبر حق یعنی عذاب قبر حق ہے

مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُوذوا باللّٰہ من عذاب اللّٰہ عوذوا باللّٰہ من عذاب القبر عوذوا باللّٰہ من فتنۃ المسیح الدجال عوذوا باللّٰہ من فتنۃ المحیا و الممات یعنی خدا کے عذاب سے خدا کی پناہ مانگو۔ قبر کے عذاب سے خدا کی پناہ مانگو۔ دجال کے فتنے سے خدا کی پناہ مانگو۔ اور زندگی اور موت کے فتنے اور فساد سے خدا کی پناہ مانگو۔ (ترجمہ مشارق الانوار)

لکھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے بعد ہر نماز کے بعد پناہ چاہتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ

اُلْقَبْرِ (مشکوٰۃ المصابیح)
نوٹ:۔ روایت کی یہ حدیث بخاری نے سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ سے

(مشکوٰۃ المصابیح اور ترجمہ مشارق الانوار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان القبر اول منزل من منازل الاخرۃ فان نجا منہ فما بعدہ ایسر منہ وان لم یج منہ فمابعدہ اشد منہ یعنی آخرت کی منزلوں سے پہلے قبر کی منزل ہے اگر یہ منزل بہ آسانی کٹی اور نجات ملی تو پھر سب منزلیں اس سے زیادہ آسان ہو جاتی ہیں اور اگر اول ہی دشوار ہوئی تو پھر اور سب اس سے بھی زیادہ دشوار ہو جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ)

نوٹ:۔ روایت کی یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی لکھا ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ میں

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما رایت منظر اقط الا والقبر افظع منہ
میں نے نہیں دیکھی کوئی جگہ قبر سے زیادہ بڑھ کر سخت۔ مشکوٰۃ المصابیح (روایت کی یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے)

لکھا ہے کہ عذاب گور کافروں اور گناہ گار مسلمانوں پر ہوتا ہے لیکن خدا کو اختیار ہے جس پر چاہے عذاب کرے اور جس پر چاہے نہ کرے۔ اور فرمانبردار مسلمان پر عذاب گور نہیں ہوتا ہے (مجموعہ خانی)

لیکن شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ اور دیگر کتب عقائد وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرمانبردار مسلمان کو اگر چہ عذاب قبر نہیں ہوتا ہے مگر ضغطہ قبر یعنی قبر کی تنگی اس پر بھی ہوتی ہے چنانچہ تذکرۃ الموتی والقبور میں لکھا ہے کہ ضغطہ قبر اکثر صالحین پر ہوتا ہے اگر چہ تھوڑا ہو یہاں تک کہ سعد بن معاذ جو کبار صحابہ سے تھے جن کی وفات کی جہت سے عرش جنبش میں آیا تھا اور ستر ہزار فرشتے انکے جنازے کے ہمراہ تھے اُن پر بھی ایک ساعت ضغطہ قبر ہوا۔ چنانچہ آگے اسکا ذکر آتا ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فقہ اکبر میں تحریر فرمایا ہے کہ عذاب گور حق ہے اور عذاب گور کل کافروں پر ہوتا ہے اور بعضے گناہ گار مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے اور ایسا ہی لکھا ہے فتاویٰ سراجیہ اور شرح عقائد نسفی میں۔

اور بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ کافر کی قبر میں دو جانور اندھے، بہرے مسلط ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اور اس گرز کا سرا یا ہوتا ہے جیسے وہ ڈول جس سے اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں۔ وہ جانور اس کافر کو اُن گرزوں سے قیامت تک مارا کرتے ہیں کیونکہ نہ وہ آنکھ رکھتے ہیں اور نہ کان کہ اسکا حال دیکھ کر رحم کریں یا اسکی فریاد وزاری دیکھ کر ترس کریں (ترجمہ کیمیائے سعادت)

حدیث میں آیا ہے کہ عذاب کے وقت مردہ ایسا چلاتا ہے کہ سوائے جن اور انس کے جو بھی اس کے

قریب ہیں سب سنتے ہیں۔ روایت کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے (مشکوٰۃ المصابیح)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مردے کو دباتی ہے اگر کوئی اسکے فشار سے بچتا تو سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) بچتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں انہوں نے انتقال فرمایا۔ آپؐ نے انہیں قبر میں رکھا تو آپکا چہرہء مبارک نہایت زرد ہو گیا۔ جب باہر تشریف لائے تو چہرہ نورانی بحال ہوا۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس سبب

1 سے آپکا یہ حال ہوا تھا؟ فرمایا کہ قبر کے فشار اور عذاب کو میں نے یاد کیا۔ پھر مجھے آگاہی ہوگئی کہ حق تعالیٰ نے زینبؓ پر فشار و عذاب آسان کر دیا مگر با ایں ہمہ (ان سب کے بعد بھی) قبر اسکو ایسا دباتی ہے کہ سب جانور اسکی آواز سنتے ہیں۔ (ترجمہء کیمیائے سعادت)

لکھا ہے کہ جو شخص عذاب قبر سے نجات چاہے وہ چار خصلتوں کو اختیار کرے اور چار سے پرہیز کرے۔ اول چار یہ ہیں ۔ ایک حفاظت نماز دوسرے صدقہ تیسرے تلاوت کلام مجید چوتھے کثرت تسبیح کی۔ کیونکہ یہ چیزیں قبر کو روشن اور وسیع کرتی ہیں۔ اور وہ چار جن سے پرہیز لازم ہے (۱) جھوٹ (۲) خیانت (۳) چغلی (۴) پیشاب قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم استنزھوا من البول فان عامۃ عذاب القبر منہ یعنی فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے پاک صاف رہو پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر اُسی سے ہوتا ہے (دقائق الحقائق)

بیہقی نے امیہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ضغطہ کا سبب پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ پیشاب کی طہارت میں کسی قدر قصور کرتے تھے۔ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور)

پس اے مسلمانو! جبکہ سکرات موت اور عذاب قبر کا ہونا بندے کے لئے یقیناً شرع سے ثابت ہے تو لازم ہے کہ حتی الامکان ہر گناہ سے اپنے کو بچاؤ اور ہر وقت اپنے گناہوں کو یاد کرکے توبہ و استغفار زبان و دل سے کرتے رہو اور ہر لحظہ اپنے کو عبادت الٰہی میں مصروف رکھو۔ تاکہ سختیء جاں کنی و عذاب گور اور روز قیامت کی شدتوں سے نجات پاؤ۔ دنیا کی محبت اپنے دل سے دور کرو۔ آخرت کا دھیان رکھو کیونکہ یہ دنیا ناپائدار چند روزہ ہے کما قال اللّٰہ تعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا) قل متاع الدّنیا قلیل (یعنی آپؐ فرما دیجئے کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے) مرنے کے بعد۔ بجز اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہیں جاتا۔ خویش و اقربا۔ دوست و آشنا اُسوقت قبر میں کوئی اپنا شریک نہیں ہوتا۔ بموجب اس حدیث کے یتبع المیت ثلثۃ اھلہ ومالہ وعملہ فیر جع اثنان ویبقی واحد یرجع اھلہ ومالہ ویبقی عملہ (یعنی پیچھے لگی جاتی ہے مردے کے تین چیزیں۔ ایک قرابتی لوگ۔ دوسرے مال۔ تیسرے عمل۔ قرابتی لوگ اور مال تو پلٹ آتے ہیں اور اسکا عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔

دوسرا باب

ان چیزوں کے بیان میں جسکے سبب سکرات موت کی آسانی ہوتی ہے اور عذاب قبر سے نجات ملتی ہے

★ کلمہ کی تلقین

برادران اسلام تم پر لازم ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللّٰہ کا ہمیشہ ورد رکھو۔ کیونکہ رسول مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی لا الہ الا اللّٰہ بہت پڑھا کرے تو آتش دوزخ اسکو نہ جلائے گی۔ (انیس الواعظین)

اور یہ کلمہ جسکی زبان سے مرنے کے وقت نکلے اسپر سکرات موت کی آسانی ہوتی ہے اور عذاب قبر سے اسکو نجات ملتی ہے

روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ سے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ یعنی جو شخص کہ اسکا آخر کلام ہو لا الہ الا اللّٰہ وہ جنت میں داخل ہوگا مراد یہ ہے کہ جو آخرت میں لا الہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ سمیت کہیگا وہ جنت میں داخل ہوگا

(روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے مظاہرالحق شرح مشکوٰۃ المصابیح)

اسی لئے آں حضرتؐ نے فرمایا لقنوا موتاکم لا الہ الاّ اللّٰہ یعنی تلقین کرواپنے مرنے والوں کو کلمہ لا الہ الا اللّٰہ تا کہ سن کر انکو بھی خیال آجائے اور اپنی زبان سے یہ کلمہ کہیں (روایت کی یہ حدیث مسلم نے ابی سعید اور ابی ہریرہ رضی اللّٰہ عنھما سے۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ تلقین کے معنی سمجھانا اور اس جگہ مراد اس کلمے کا پڑھنا ہے مرنے والے کے روبرو اس طرح کہ اسکو اس کلمے کے پڑھنے کا حکم نہ کریں۔ شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحقؒ دہلوی)

جو شخص کہ قریب مرگ ہو اس کو اس کلمے کے کہنے کا حکم نہ کریں اس لئے کہ وہ وقت اسکے لئے نہایت سختی کا ہے شاید کہ انکار کردے۔ نعوذ باللّٰہ منہا

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے ویکون تلقینہ بلطف و مداراۃ یعنی تلقین نرمی اور مدارات کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ تلقین کلمۂ شہادت کے ساتھ کرے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ لقن الشہادتین وصورۃ التلقین ان یقال عندہ فی حالۃ النزع قبل الغر غرۃ جھرا وھو یسمع اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللّٰہ ولا یقال لہ قل ولا یلح فی قولھا مخافۃ ان یضجر یعنی محتضر (ض پر زبر ہے معنی قریب الموت یا مرنے والے) کے نزدیک کلمۂ شہادت بہ آواز بلند ایسا پڑھیں کہ وہ بخوبی سنیں اور اسکو کہنے کا حکم نہ کریں اور اس کلمے کے کہنے کے لئے اس پر سختی نہ کریں مبادا کہ وہ تنگ دل ہوجائے ایسا ہی لکھا ہے جامع الرموز میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر روز سات بار لاالہٰ الااللہ کہے اللہ تعالیٰ اس کو سات چیزیں عطا کرتا ہے ــــ (۱) سکرات موت کی اس پر آسانی ہوتی ہے ۔ (۲) دنیا سے باایمان جاتا ہے ۔ (۳) اسکی قبر کشادہ ہوتی ہے ۔ (۴) منکر نکیر کو اچھی صورت میں دیکھتا ہے ۔ (۵) قیامت کے دن اسکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا ۔ (۶) اعمال کو وزن کرتے وقت ترازو پر اسکی نیکی کا پلڑا بھاری ہوگا ۔ (۷) پل صراط سے برق کی مانند گزرے گا (انیس الواعظین)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز ایک سو بار لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو قیامت کے دن اسکا چہرہ چودھویں رات کے مانند چمکتا ہوگا ۔ ح ـ قال علیہ السلام من قال لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کل یوم مائۃ مرۃ جاء یوم القیامۃ و وجھہ کضوء القمر لیلۃ البدر (لباب الاخبار)

یوں بھی فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تلقین کرواپنے مرنے والوں پر لا الہ اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمدللہ رب العالمین

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف للاحیاء یعنی زندوں کو اسکا سکھانا کیسا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا اجود اجود یعنی فرمایا بہتر بہتر المصابیح (روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے)

★ قرآنی سورتیں :-

لکھا ہے محتضر کے نزدیک سورہ یٰس پڑھنے سے بھی اس پر موت آسان ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقرؤا سورۃ یٰس علی موتاکم یعنی محتضر کے نزدیک سورہ یٰس پڑھو (روایت کی یہ حدیث احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے معقل ابن یسارؓ سے)

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے ۔ وینبغی ان یقرا عندہ سورۃ یس لتکون عونالہ علی خروج روحہ وتسھلہ یعنی لکھا ہے کہ محتضر کے نزدیک سورہ یٰس پڑھے تاکہ اسکے اوپر روح کے نکلنے میں مددگار ہو اور اس پر موت کو آسان کردے ۔ مجربات دیربی اور تذکرۃ الموتیٰ والقبور میں لکھا ہے کہ جو شخص سورہ تبارک الذی بیدہ الملک کو پڑھا کرے اس پر عذاب قبر نہیں ہوگا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ملک اپنے صاحب یعنی تلاوت کرنے والے کے لئے شفاعت کریگی یہاں تک کہ وہ بخشا جائیگا ۔ حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب نہیں فرماتے تھے جب تک کہ سورہ الم تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک تلاوت کرلیتے ۔ ح ـ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ینام حتی یقرا الم تنزیل و تبارک الذی بیدہ الملک الخ

نوٹ :- روایت کی یہ حدیث احمد اور ترمذی اور دارمی نے مشکوٰۃ المصابیح)

فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص سورہ ملک ہر شب کو پڑھیگا وہ اپنے صاحب یعنی تلاوت کرنے والے کی قبر میں آکر اسکی جانب سے مجادلہ یعنی جھگڑا کریگی (تذکرۃ الموتیٰ والقبور)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تصنیفات میں زبید رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے جو کہ اولیائے مدینہ میں سے ہیں۔ زبید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ایک جنازے کے ہمراہ گیا اور وقت مغرب کا وقت تھا۔ میت کی دفن کے بعد جب لوگ واپس آئے اور رات ہوئی تو میں نے ایک شخص کو کتے کی صورت میں دیکھا کہ وہ اس قبر کے اندر گیا اور پھر اندر سے اس ہیئت اور کیفیت سے نکل آیا کہ اسکے منھ سے پانی ٹپکتا تھا اور زبان باہر نکالے تھا جس طرح تعب (تھکاوٹ) اور التہاب (گرمی) کے وقت کتوں کی عادت ہے اور اسکی داہنی آنکھ کانی ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے اس کتے کی طرف خطاب کیا کہ اس فعل سے تیرا کیا قصد تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے اس میت کی طرف برائی کا ارادہ کیا تھا مگر سورہ یٰس نے اس سے باز رکھا اور میری ایک آنکھ نکال لی۔ اور مجھے ندا پہنچی کہ اگر یہ شخص سورہ تبارک بھی پڑھتا تو تیری دوسری آنکھ بھی نکال لیتا (مجربات دیربی)

اور لکھا ہے کہ ایک صحابی نے نادانستہ ایک قبر پر خیمہ کھڑا کیا اس میں انہوں نے سنا کہ زمین کے اندر ایک شخص سورہ ملک پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے سورہ ملک تمام کی تب صحابی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوکر یہ حال بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سورہ عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ابو نعیم نے حلیہ میں عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی موت کے مراحل میں قل ھو اللہ احد پڑھے وہ فتنہء قبر اور ضغطہء قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ فرشتے قیامت کے دن اپنے ہاتھ پر اٹھا کر پلصراط سے گزاریں گے اور جنت میں لے جائیں گے۔ (تذکرۃ الموتی والقبور)

★ دعائیں:- اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اِلٰھِیْ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْتِ جو کوئی ہر روز نماز کے بعد تین دفعہ یہ پڑھے۔

اس دعا کے پڑھنے والا مرنے کے وقت عزرائیل علیہ السلام کو نہ دیکھے گا اور جاں کنی کی تلخی نہ چکھے گا۔ اسکے بدن سے روح ایسے نکلے گی جیسے بچہ اپنی ماں کا دودھ پیتا ہوا سو جاتا ہے۔ اور جو ہر روز پچیس بار یہ دعا پڑھا کرے وہ شہیدوں کا ثواب پائے۔ (معدن الاعمال والمسائل)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے اسمائے الٰہی میں سے کوئی اسم سن کر جل جلالہ کہا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر نیکی لکھتا ہے اور اسکی مانند ستر بدی مٹاتا ہے۔ اگر شوق دل سے جل جلالہ کہا تو اسکے گناہوں کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور اسکا ایمان سلب نہیں کرتا۔ ح ــ من سمع اسما من اسماء اللّٰہ تعالی وقال جل

جلاله کتب الله له سبعین حسنة ومحا مثلها سیة ولو قال بالشوق غفر الله له ذنوبه ولم یسلب ایمانه جو کوئی اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرے تو اسکا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ یَاوَلِیَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ مَسِّکْنَا بِالْاِسْلَامِ وَثَبِّتْنَا عَلَی الْاِیْمَانِ حَتّٰی نَلْقَاکَ بِهٖ وَاَنْتَ عَنَّا رَاضٍ غَیْرُ غَضْبَانَ (فتاوی برہنہ)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر روز ایک سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکو فقر سے محفوظ رکھے گا اور قبر کی وحشت اسکو نہ ہوگی اور بہشت کا دروازہ اسکے لئے کھلے گا۔ (مجربات دیربی)۔ ایسا ہی لکھا ہے تذکرۃ الموتیٰ والقبور اور انیس الواعظین میں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی یہ آیت پڑھے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ اللہ تعالیٰ اسکو دنیا کی برائیوں اور جان کنی کی سختی اور روز قیامت کی سختی سے محفوظ رکھیگا۔۔ (مجموعہ خانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا سوائے موت کے کوئی چیز اسکے جنت میں داخل ہونے سے مانع (رکاوٹ) نہ ہوگی۔ ح۔ عن علی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم علی اعواد هذا المنبر یقول من قراء اية الکرسی فی دبر کل صلوة لم یمنعه من دخول الجنة الا الموت الخ روایت کی یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں (مشکوٰۃ المصابیح)

جو کوئی رجب کے مہینے میں ہر رات سونے کے وقت سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک بار پڑھے اللہ تعالیٰ عذاب گور اور روز قیامت کی سختی سے اسکو محفوظ رکھتا ہے۔ (مجموعہ خانی)

★ **نمازیں:۔**

جو کوئی رجب کے مہینے میں نماز صبح کے بعد سورہ یٰس ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور عذاب قبر سے اسکو محفوظ رکھتا ہے (مجموعۂ خانی)

اصبہانی نے ترغیب الصلوٰۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شب جمعہ کو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور اذا زلزلت الارض پندرہ بار پڑھے تو سکرات موت کی اس پر آسانی ہوگی۔ عذاب قبر سے محفوظ رہیگا اور قیامت کے دن پل صراط سے گذرنا اسپر آسان ہوگا۔ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور)

فتاوائے غرائب میں لکھا ہے اس نماز کے بعد یہ دعا بھی پڑھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

اوراد کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مجھکو کوئی ایسی چیز بتائیے کہ جس سے عذاب قبر اور منکر نکیر کے جواب میں دشواری سے امن ملے۔ آپ نے کہا کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جو کوئی شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قل ھو اللہ احد ایک سو بار پڑھے تو عذاب قبر اور منکر نکیر کو جواب دینے میں سختی (دشواری) سے امن میں رہیگا۔ پس اس شخص نے اس نماز کو چند روز پڑھا۔ جب وہ مرا تو کسی نے اسکو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اور منکر نکیر سے امان پائی یا نہیں۔ تو اسنے جواب دیا کہ منکر نکیر ہیبت ناک صورت میں میرے پاس آئے اور مجھ سے سوال کیا۔ میں انکے سوال کے جواب دینے میں عاجز رہا۔ تب مجھ پر عذاب کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم آیا کہ اسپر عذاب نہ کرو۔ میں نے اس کو بخش دیا۔ پھر وہ عذاب کرنے سے باز رہے۔

کفایۃ الشعبی میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ یا روح الامین کوئی ایسی چیز بتلاؤ کہ میں اپنی امت کو تعلیم کروں۔ جس سے ان پر عذاب قبر نہ ہو۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جو کوئی دو رکعت نماز شب جمعہ کو پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحۃ الکتاب و آیۃ الکرسی ایک بار اور اذا زلزلت الارض تین بار پڑھے۔ جس شخص نے یہ نماز پڑھی اس پر ہرگز عذاب قبر نہ ہوگا۔ چنانچہ لکھا ہے غرائب میں کہ یاحی یاقیوم یاذاالجلال والاکرام پڑھے اور ایسا ہی لکھا ہے انیس الواعظین میں۔

مضمرات میں مذکور ہے کہ روز جمعہ کو چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار اور بعد سلام کے سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے تو خدا تعالیٰ مرنے تک اسکا ایمان قائم رکھے

احیاء العلوم میں ابوادریس رضی اللہ عنہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی بارہ رکعت نماز چہار شنبہ (بدھ) کے روز طلوع آفتاب کے قریب پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) تین تین بار پڑھیں تو فرشتے عرش کے نزدیک ندا کریں (پکاریں) کہ گذشتہ گناہ بخشے گئے اور عذاب قبر اور قیامت کی سختیوں سے خلاص پائے اور پیغمبروں کے ساتھ اُٹھے۔ کتاب الاوراد اور تحفہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے (اوراد احسانی)

صاحب بستان العارفین نے اپنی سند سے لکھا ہے اور اسکی سند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تک پہنچائی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ایسی چیز مجھے تعلیم کیجئے کہ جسکے سبب حق تعالیٰ مجھ پر حفظ ایمان کرے یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار کی ملاقات کروں یعنی میرا ایمان موت تک سلامت رہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہر شب بعد نماز مغرب اور دوسری روایت کی بنا پر بعد سنت مغرب کلام کرنے کے قبل دو رکعت نماز اس طریقے سے پڑھا کرو کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص چھ بار اور قل اعوذ برب الفلق ایک بار اور قل اعوذ برب الناس ایک بار اور دونوں رکعت کے بعد سلام بجا لاؤ تو

اللہ تعالیٰ تمہارا ایمان سلامت رکھیگا یہاں تک کہ تم قیامت میں اسکو پورا پاؤ گے (مجربات دیربی)

اعمال :- تذکرۃ الموتی والقبور میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو کوئی مسجد میں روشنی کرے اللہ تعالیٰ اسکی قبر میں روشنی کرتا ہے اور جو کوئی مسجد میں خوشبو کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی قبر میں جنت کی خوشبو اور خوشی داخل کرتا ہے (لباب الاخبار میں ہے)

یعنی پیغمبر علیہ اسلام نے فرمایا کہ جو کوئی مسجد میں چراغ جلائے اسکے لئے فرشتے اسوقت تک بخشائش چاہتے ہیں جبتک کہ وہ چراغ وہاں روشن ہے۔ اور لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی موت کو بہت یاد کریگا اور توشۂ آخرت کے سامان و سرانجام میں مشغول رہیگا تو بعد مرنے کے اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور وہاں ایک نورانی چہرہ نظر آئیگا چاند سے زیادہ خوبصورت اور مشک سے زیادہ معطر۔ یہ شخص اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جواب دیگا کہ تیرے اعمال نیک اور اخلاق حمیدہ ہوں۔ اس خانۂ وحشت میں تیری غم گساری کے لئے آیا ہوں اور اس تاریک مکان میں قیامت تک چراغ رہونگا۔

وہ بندہ خوش ہو کر کہیگا کہ کاش قیامت جلد آئے تو میرے خویش و اقربا مجھ کو دیکھیں کہ اللہ تعالےٰ نے میرے حال پر ایسی عنایت فرمائی۔ اور جو شخص موت کو بھول کر اپنی تمام ہمت (صلاحیت) دنیا کی طلب اور مال و متاع کی لالچ میں مصروف رکھے اور توشۂ آخرت سے غافل رہیگا تو وہ اپنی قبر کو دوزخ کے غاروں میں سے ایک غار پائیگا۔ اور اسکے مونس اور رفیق دوزخ کے جلانے والے اور ایذا پہنچانے والے شعلے ہونگے اور جو کہینگے کہ اے بد بخت! ہم تیرے بُرے اعمال ہیں۔

اسی سبب سے موت کو یاد کرنے میں بڑی فضیلت ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثرؤاذکر ھاذم اللذّات (ذال معجمہ کے ساتھ جیسا کہ حافظ ابن الحج نے صحیح کہا ہے) یعنی اے لوگو جو کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہوا سے بہت یاد کرو جو لذتوں کو غارت کرتی ہے یعنی موت کو۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شہیدوں کے مرتبہ پر بھی ہوگا؟ فرمایا ہاں وہ شخص جو دن بھر میں بیس بار موت کو یاد کرتا ہے۔

(ترجمہ کیمیائے سعادت و مقاصد الصالحین و مکتوبات صدی میں)

تیسرا باب

ان اعمال کے بیان میں جو تجہیز و تکفین اور قبر کی زیارت وغیرہ کے وقت کرنے سے عذاب قبر سے نجات ملتی ہے اور چند علامات مردوں کی بخشائش کے ذکر میں

* برادران اسلام! جانو اور آگاہ ہو کہ جنازے کی نماز کے لئے چالیس آدمیوں کا جمع ہونا مستحب ہے۔ اسلئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جنازے کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو مشرک نہ ہوں اور وہ اسکے لئے شفاعت کریں تو اللہ تعالےٰ انکی شفاعت میت کے حق میں قبول کرتا ہے۔ ویستحب ان یکون عدد المصلین علیه اربعین رجلا ففی الحدیث مامن مسلم یموت فیقوم علی جنازته اربعون رجلا لا یشرکون باللّٰه شیئا الا شفعهم اللّٰه فیه (روایت کی یہ حدیث مسلم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ مشارق الانوار) اور لکھا ہے قال علیه السلام من صلی علیه ثلثة صفوف من المسلمین غفر له یعنی جس جنازے کی نماز مسلمانوں کی تین صف پڑھیں اسکی مغفرت ہوتی ہے مردے کے لئے۔ (ایسا ہی لکھا ہے ابراہیم شاہی میں شرح اوراد سے) روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ۔ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ مسلمان کے جس جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں اللہ تعالیٰ اس میت کے لئے جنت اور مغفرت واجب کرتا ہے۔

* میت کو اس قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے جس میں علما و صلحا اور بزرگان دین مدفون ہوں چونکہ اس سے بخشائش ہوتی ہے اور جہاں برے لوگ دفن ہوتے ہیں وہاں دفن کرنے سے مردے کو اذیت ہوتی ہے۔ (ایسا ہی لکھا ہے تذکرۃ الموتیٰ والقبور اور ابراہیم شاہی میں)

قبر پر بسم اللہ و علیٰ ملّة رسول اللہ کہنے سے بھی مردے کی بخشائش ہوتی ہے۔ فتاویٰ غرائب میں لکھا ہے من قرا علی قبر بسم اللّٰه و علی ملة رسول اللّٰه رفع اللّٰه العذاب و الضیق و الظلمة عن صاحب القبر اربعین سنة یعنی جو شخص قبر پر بسم اللہ و علیٰ ملّة رسول اللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ صاحب قبر سے عذاب اور تنگی اور تاریکی چالیس برس تک اٹھا لیتا ہے

* میت کی پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے سے بھی اسکی بخشائش ہوتی ہے اور عذاب قبر اسپر نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے وصیت کی کہ بعد مرنے کے میری پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دینا چنانچہ لکھ دی گئی۔ پھر اسکو کسی نے خواب میں دیکھ کر حال پوچھا۔ اسنے کہا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے۔ تو جب انہوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ لکھی دیکھی تو کہا کہ تو خدا کے عذاب سے امن میں ہوا۔ (ایسا ہی لکھا ہے در مختار و ابراہیم شاہی و مجموعہ خانی میں)

★ اگر ایک مُشت (مٹی) خاک لیکر اسپر کوئی چیز قرآن شریف سے پڑھکر میت کے دفن کے وقت قبر میں ڈالے تو ہر ذرہ کے شمار سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کے نام نیکی لکھتا ہے اور میت کو اس سے آسائش ہوتی ہے (ایسا ہی لکھا ہے ابراہیم شاہی میں صلوٰۃ مسعودی سے اور ایسا ہی ہے مجموعہ خانی میں)

جو کوئی اس دعا کو قبر کی تھوڑی مٹی لیکر پڑھے تو اس قبر کے اوپر ڈالے اور میت پر عذاب قبر کچھ نہیں ہوگا اگر چہ وہ عذاب کا مستحق ہو۔ وہ دعا یہ ہے حبیب الفقراء یاانیس الغرباء یامعین الضعفاء یادلیل المتحیرین یاحی یاقیوم یاحنان یامنان یابدیع السموت والارض یاذاالجلال والاکرام (ارشاد الطالبین)

★ میت کے دفن کے بعد مستحب ہے کہ ایک ساعت قبر کے نزدیک بیٹھ کر قرآن پاک پڑھیں اور میت کے لئے دعا کریں (عالمگیری) اور دفن کرنے کے بعد تلقین نہ کریں اور اگر کوئی کرے تو منع بھی نہ کریں۔ (ایسا ہی لکھا ہے در مختار اور ابراہیم شاہی اور فتاوی دستور القضاۃ میں) تلقین کی صورت یہ ہے کہ کہے "اے فلاں بن فلاں یاد کر اس راہ کو جس راہ پر تو تھا اور کہہ رضیت باللہ ربّا و بالاسلام دنیا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی الہ و اصحابہ وسلم نبیا (ایسا ہی لکھا ہے در مختار و جامع الرموز و تذکرۃ الموتی و القبور میں)

★ غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار میں لکھا ہے کہ اگر مردے کا نام معلوم نہ ہو تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ آدم اور حوا علیہما السلام کی طرف منسوب کیا جائے یعنی مرد ہوں تو یوں کہنا چاہئے کہ اے آدم علیہ السلام کے بیٹے اور عورت ہوں تو یوں کہے اے حوا علیہ السلام کی بیٹی۔ غایۃ الاوطار ہی میں لکھا ہے کہ میت کے دفن کے وقت اسکے سر کے جانب سے تین بار مٹی دینا مستحب ہے۔ پہلی بار میں کہے منہا خلقناکم دوسری بار میں وفیہا نعیدکم اور تیسری بار میں ومنہا نخرجکم تارۃ اخری

چنانچہ ابن ماجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اسی طرح مروی ہے مردے کے دفن کے بعد ایک ساعت ٹھہرنا دعا اور قرات کے لئے مستحب ہے۔ اس قدر (یعنی اتنی دیر) کہ اونٹ قربانی ہو کر اسکا گوشت بنٹ جائے (تقسیم ہو جائے) ایسا ہی لکھا ہے عالمگیری وغیرہ میں

★ بعد دفن تلقین کے بارے میں لکھا ہے کہ اکثر اہل سنت کے نزدیک بعد دفن کے مردے کو تلقین کرنا مشروع ہے۔ چنانچہ فتاوی دستور القضاۃ میں ہے۔ السوال فی القبر حق و ثابت والتلقین فی ھذہ الحالۃ مشروع عند کثیر من اھل السنۃ اور ایسا ہی لکھا ہے در مختار میں۔

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تم میں سے مرے تو اسکے اوپر سو ہزار (ایک لاکھ) بار لاالہ الا اللہ پڑھو تاکہ عذاب قبر سے نجات پائے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فی الحال میت کی روح پر سو ہزار بار یہ کلمہ پڑھا کرتا تھا۔ جب کوئی مرتا تو میں اس کلمے کے کہنے کی وصیت کیا کرتا تھا اور جس میت کی روح پر میں نے یہ کلمہ پڑھا تو مجھ کو خواب میں معلوم ہوا کہ وہ بہشت میں داخل

ہوا۔ اگر تنہا نہ پڑھ سکے تو چند آدمیوں کو جمع کر کے پڑھوائے۔ (انیس الواعظین)

★ **نمازیں برائے مغفرت**:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب مردہ کو قبر میں رکھیں اور اسکے بعد کوئی دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور آیت الکرسی پانچ بار اور سورہ اخلاص اور معوذتین (سورہ فلق اور الناس) ایک بار اور بعد تشہد کے سجدے میں جائے اور کہے سبحان من تعزز بالقدرۃ والبقاء وقھر العباد بالموت والفناء پھر سجدے سے اٹھ کر سلام پھیرے اور قبر پر جاکر کہے فلاں ابن فلاں یہ نماز ہدیہ ہے تیرے لئے۔ پس اللہ تعالیٰ تاریکی اور تنگی اس قبر سے دور فرماتا ہے۔ (شرائط الوسائط)

★ لکھا ہے کہ کوئی رات پہلی رات سے زیادہ دشوار مردے پر نہیں ہے پس مردوں پر صدقات کے ساتھ بخشائش کرو یعنی صدقہ دو کہ اسکی بخشائش ہو۔ اگر صدقہ دینے کی قدرت نہیں ہے تو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار آیت الکرسی ایک بار۔ قل ھو اللہ احد دس بار اور الھکم التکاثر دس بار۔ اور یہ کہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے اس نماز کا ثواب فلاں شخص کو بخشا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکی قبر میں ہزار فرشتے کو بھیجتا ہے ہر ایک کے ساتھ نور ہوتا ہے اور مردے کو ہزار شہید کو ثواب دیتا ہے (مکتوبات صدی)

★ **ابراہیم شاہی** میں لکھا ہے وفی الخبر لا یاتی علی المیت لیلۃ اشد من اول لیلۃ فارحموا لموتاکم بشی من الصدقۃ اور ایسا ہی لکھا ہے غرائب میں اور یہ بھی لکھا ہے یستحب ان یتصدق علی المیت بعد موته الی سبعۃ ایام یعنی مستحب ہے صدقہ کرنا میت کے لئے سات دن تک (غرائب)

★ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ستر بار پڑھے اور بعد سلام استغفار ستر بار کرے۔ پس اس نماز کا پڑھنے والا اگر تمام امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کہ گناہ کبیرہ پر مرے ہوں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو اسکا ایسا ثواب ہے کہ کل اس کی شفاعت کی وجہ سے جنتی ہو جائیں (فتاوی برہنہ)

★ **زیارت قبور**

★ جب کوئی ارادہ زیارت قبر کا کرے تو مستحب ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور اسکا ثواب میت کی روح کو بخشے۔ اس سے اللہ تعالیٰ اسکی قبر کو روشن اور پر نور کرتا ہے اور اس نماز کو پڑھنے والے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے۔

(عالمگیری)

★ جب زیارت کے لئے قبرستان میں جائے تو اپنی پشت قبلہ کی طرف اور منھ میت کی طرف کر کے

کہے السلام علیکم من ربکم یااھل الدیار من المؤمنین والمسلمین یرحم اللہ المتقدمین منا والمتاخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسال اللہ لنا ولکم العافیۃ اور اگر شہید ہو تو کہے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور اگر گورستان مسلمان اور کفار کا ملا ہوا ہو تو کہے السلام علی من اتبع الھدی پس بیٹھے اور کہے بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ (مکتوبات صدی)

★ جب میت کے واسطے دعا کا ارادہ کرے تو قبلہ رخ ہو کر دعا کرے پھر سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اذازلزلت الارض اور الھکم التکاثر پڑھے (**عالمگیری**) جو قبرستان میں مسلمانوں کے جائے تو یہ (کلمہ) پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

خبر میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری قبروں کو روشن اور پر نور کرتا ہے اور پڑھنے والوں کی مغفرت کرتا ہے اور اسکے لئے ہزار ہزار نیکی لکھتا ہے اور اسکے لئے ہزار ہزار درجہ بلند کرتا ہے (مکتوبات صدی) اور ایسا ہی لکھا ہے دستور القضاۃ میں

ابو بکر بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ زیارت قبر کے وقت سورہ اخلاص سات بار پڑھنا مستحب ہے۔ مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ جو کوئی سورہ اخلاص سات بار پڑھے اگر میت غیر مغفور ہے (مغفرت نہیں ہوئی ہے) تو اسکی مغفرت ہوتی ہے اور اگر مغفور ہے تو پڑھنے والے کی مغفرت ہوتی ہے اور میت کو ثواب ملتا ہے (ایسا ہی نقل کیا **عالمگیری** میں ذخیرہ سے)

خبر میں ہے کہ جو کوئی سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اہل قبور پر پڑھے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر میں مشرق سے مغرب تک چالیس نور داخل کرتا ہے اور ہر قبر وسیع ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر مردے کا اور پڑھنے والے کا بھی درجہ بلند کرتا ہے اور نبیوں کا ثواب اسکو ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر حرف سے فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک تسبیح کرے (شرائط اور ایسا ہی لکھا ہے مکتوبات صدی میں)

جو کوئی قبر کی زیارت کے وقت یہ پڑھے اللھم انی اسالک بحق محمد و ال محمد ان لا تعذب ھذا المیت تو اللہ تعالیٰ اس کی میت سے عذاب قبر صور پھونکنے تک اٹھالیتا ہے۔ چنانچہ غرائب میں ہے۔ من زار قبر مؤمن فقال اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ لَّا تُعَذِّبَ هٰذَا الْمَيِّتَ رَفَعَ اللّٰهُ الْعَذَابَ عَنْهُ اِلٰى يَوْمِ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ اور ایسا ہی لکھا ہے دستور القضاۃ میں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ السلام سے روایت کی ہے کے جو کوئی قبرستان میں گذرے اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار پڑھ کر مردوں کو بخشے تو وہاں کے مردوں کی گنتی کے برابر اسکو ثواب دیا جائیگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی سورہ یس قبرستان میں

پڑھتا ہے حق تعالیٰ مردوں کے عذاب کی تخفیف کرتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی مردوں کی گنتی کے برابر ثواب ملتا ہے۔(مالا بد منہ)

جو کوئی ماں باپ کی قبر پر سورہ الحمد ایک بار اور سورہ اخلاص سات بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر نور کے ساتھ قیامت تک انکی قبروں کو روشن کرتا ہے (فتاویٰ برہنہ اور ایسا ہی لکھا ہے شرائط الواسائط میں)

اکثر علمائے محققین اس قول پر ہیں کہ اگر کوئی مردے کو نماز یا روزے یا صدقے یا دوسری مالی یا بدنی عبادت کا ثواب بخش دے تو ثواب پہنچتا ہے۔ چنانچہ غرائب میں ہے۔ اذا صلی او صام او اعتق او فعل شیئا من القربات لمصیل ثوابہ ال المیت یحوز و فی الکبریٰ لو تصدق عن المیت او دعالہ بعث اللہ تعالیٰ الی المیت ذلک علی طبق من نور یعنی اگر کوئی صدقہ کرے میت کے لئے یا دعا کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ میت کی طرف نور کے طباق میں کر کے پہنچاتا ہے۔ (ایسا ہی لکھا ہے تذکرۃ الموتیٰ والقبور میں بھی)

نقل ہے ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک رات میں نے قبرستان میں مردوں کو خواب میں دیکھا کہ ہر ایک کے سامنے ایک ایک طباق نور کا بھرا ہوا رکھا ہے ___ مگر ان میں سے ایک شخص کے آگے نہیں ہے۔ اور وہ شخص اپنا سر نیچے کئے ہوئے شرمایا بیٹھا ہے۔ ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان طباقوں کا حال پوچھا۔ سب نے کہا کہ یہ صدقہ ہمارے زندوں کا ہے جو کہ اپنے اپنے مردوں کے لئے دیا ہے۔ وہ شخص بولا کہ میرا ایک بد اعمال بیٹا ہے وہ کبھی کچھ میرے نام پر صدقہ نہیں دیتا اور مجھ پر رحم نہیں کرتا۔ میں اس سبب سے ان سب مردوں کے آگے شرمندہ ہوں۔ ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے اس کے لڑکے اور محلے کا نام پوچھ لیا۔ جب صبح ہوئی تو اس لڑکے کو بلا کر اس کے باپ کا حال تفصیل سے بیان کیا۔ وہ لڑکا بہت شرمندہ ہوا اور رویا اور اعمال بد سے توبہ کی اور اپنے باپ کے نام پر بہت سی خیرات کی۔ اور اسکی قبر پر جا کر ننگے سر ہو کر بہت گریہ و زاری کی اور عذر کیا۔ دوسری رات ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی شخص کو پھر خواب میں دیکھا کہ وہ شخص بہت خوش ہے اور دعا کرتا ہے کہ جیسے تو نے مجھ کو اس شرمندگی سے نجات دی اللہ تجھے اس کا عوض اور جزائے خیر عنایت فرماوے۔

(مقاصد الصالحین)

لکھا ہے کہ جیسے زندہ لوگ دانے اور پانی کے محتاج ہیں ویسے ہی مردے اس سے بھی زیادہ دعا کے محتاج ہیں۔ اکثر علماء سے منقول ہے کہ اجماع اس پر ہے کہ زندوں کی دعا مردوں کو نفع کرتی ہے۔ (تذکرۃ الموتیٰ والقبور) اور ایسا ہی لکھا ہے مشکوٰۃ شریف میں بھی۔

ترجمہ :۔ روایت ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ نہیں ہوتا ہے قبر میں مگر ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کے مانند۔ کہ کوئی اس کا ہاتھ پکڑے۔ وہ منتظر ہوتا ہے دعا کا کہ اسکو باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یا بھائی کی طرف سے یا دوست کی طرف سے پہنچے۔ پس جس وقت

کہ دعا پہنچتی ہے تو اس کو دعا کا پہنچا دینا اسکی سب چیزوں سے (زیادہ) پیارا ہوتا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ پہنچاتا ہے قبروالوں کو زمین والوں کی دعا کے سبب پہاڑوں کی مانند یعنی بڑا ثواب اور رحمت اور بخشش ۔ اور تحقیق زندوں کا صدقہ مردوں کی طرف ان کے لئے استغفار کرتا ہے ۔ نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں

(مشکوٰۃ المصابیح)

لکھا ہے کہ مومنین کی روحیں ہر شب جمعہ کو آتی ہیں (فتاوی غرائب و نیز دیگر بعض کتب فقہ میں مذکور ہے کہ شب عیدین اور شب عاشورہ اور شب برات میں بھی مومنین کی روحیں اپنے گھروں کو آتی ہیں) اور اپنے مکانوں کے گردو نواح آکر کھڑی ہوتی ہیں اور اپنی اولاد اور اقربا کو غمگین آواز میں کہہ کر پکار کر کہتی ہیں کہ میرے لئے کچھ خیرات و صدقہ کرو اور مجھ کو بھول نہ جاؤ اور مجھ پر ایسی غربت و سختی کی حالت میں رحم کرو کہ ہم حساب وعذاب میں گرفتار ہیں ۔ پس اگر انہوں نے کچھ خیرات و صدقہ وغیرہ کیا تو دعا دے کر جاتی ہیں ورنہ روتی ہوئی غمگین اور ناخوش جاتی ہیں اور بددعا کرتی ہیں ۔ (ایسا ہی لکھا ہے ابراہیم شاہی میں دستور القضاۃ سے اور فتاوی غرائب میں بھی ایسا ہی ہے)

غایت الاوطار میں لکھا ہے کہ سوال قبر نہیں ہوتا ہے انبیاء اور شہید اور غازی اور صدیق سے اور مومنین کے بچوں سے ۔ اور جو شخص روز جمعہ یا اسکی شب میں مرے اور جو شخص ہر شب سورہ ملک پڑھے ان لوگوں سے سوال قبر نہیں ہوتا ہے ۔ احمد اور ترمذی وغیرھما نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روز جمعہ یا شب جمعہ کو مرتا ہے وہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے ۔ ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی روز جمعہ یا شب جمعہ کو مرے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے اور قیامت کے دن اس پر شہیدوں کی نشانی ہوگی ۔

(تذکرۃ الموتیٰ والقبور)

فتاوائے مجموعہ خانی میں لکھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں پر عذاب قبر نہیں ہوتا ۔ ایک مؤذن دوسرے شہید تیسرے جو کوئی جمعہ کے دن یا رات میں مرے ۔ ح ۔ قال علیہ السلام ثلثۃ یعصمھم اللہ تعالی من عذاب القبر الشھید والموذن والمتوفی یوم الجمعتہ اولیلۃ الجمعہ

(لباب الاخبار)

مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرتا ہے تو اس سے عمل منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین چیزیں ہیں کہ بعد مرنے کے بھی ان کا ثواب موقوف نہیں ہوتا ہے ــــ (۱) صدقۂ جاریہ یعنی وقف (۲) علم کہ لوگ اس سے نفع پائیں یعنی بعد مرنے کے اس کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے جیسے شاگردوں کا چھوڑ جانا یا کتابوں کا تصنیف کر کے چھوڑنا (۳) اولاد صالح جو کہ ان

کے لئے دعا کریں نوٹ :۔ یعنی ثواب کا ملنا عمل کرنے پر ہے تو مرنے کے بعد نہ عمل ہے نہ ثواب یہ امر انسان کی زندگی تک قائم رہتا ہے لیکن تین کام ایسے ہیں کہ اگر کوئی دنیا میں کر جائے تو اسکا ثواب بعد مرنے کے بھی اسکو برابر پہنچایا کریگا اور موقوف نہیں ہوگا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے۔ یہ صفت کسی اور نیک عمل میں نہیں ہے۔ علم دین پڑھانا دینی علم کی کتاب بنانا جیسے علم تفسیر اور علم حدیث اور علم فقہ یا کسی دین کی کتاب کا ترجمہ اور شرح کرنا تاکہ ناواقف مسلمان دین سے واقف ہو جائیں۔ (ترجمۂ مشارق الانوار)۔ (تذکرۃ الموتی والقبور اور ترجمۂ مشارق الانوار)

ابن ماجہ اور ابن حذیمہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حسنات جو کہ بعد مرنے کے اسکو پہنچتے ہیں۔ ایک علم ہے جو کہ لوگوں کو سکھایا ہو اور پھیلایا ہو یا وہ اولاد صالح چھوڑ کر مرا۔ یا قرآن چھوڑ جائے کہ لوگ اسکی تلاوت کیا کریں یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر جاری یا صدقہ جو کہ صحت کی حالت میں اپنے مال سے دیا ہو۔ پس مرنے کے بعد یہ نیکیاں اسکو لاحق ہوتی ہیں (یعنی پیچھے سے پہنچتی ہیں)

ابوالنعیم رحمۃ اللہ علیہ اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے سات چیزیں ذکر کی ہیں ان میں سے ایک کنواں کھودنا اور درخت کا نصب کرنا لکھا ہے اصبہانی نے ابی منہال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ مردے کے لئے قبر میں کوئی شئے استغفار کثیر سے بڑھ کر رفیق تر اور محبوب تر نہیں ہے (تذکرۃ الموتی والقبور)۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

۷۸۶
۹۲

جناب اشرف العالمِ نکتہ داں   بلادِ جہاں مرجعِ خاص وعام

۶

رسالہ حفظ الایمان فی مناقب النعمان

مظہر رفعت حضرت مولانا سید شاہ اشرف عالم قدس سرہ

حفظ الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

امابعد بندہ عاصی راجی برحمۃ اللہ القوی محمد اشرف عالم شہبازی بھاگلپوری حنفی کا خدمت میں مسلمانان حنفی المذہب کے التماس یہ ہے کہ چون بالفعل اکثر دیار و امصار ہندوستان واطراف بنگالہ وغیرہ میں فرقہ غیر مقلدین کا نہایت زور شور ہے۔ روز بروز کثرت ہوتی جاتی ہے۔ انکی جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ والغفران جو مقتدا و پیشوا ہمارے ہیں ان پر ہر طرف طعن و تشنیع کی گرم بازاری ہے۔ ہر گلی کوچوں میں بےچارہ حنفئین اور اس امام المسلمین کی طرف نسبت شرک و ضلالت کی جارہی ہے۔ کوئی امام ممدوح کی جانب نسبت کذب کی کرتا ہے اقوال کو آپ کے مخالف آیات واحادیث صحیحہ کے بتلاتا ہے۔ علی ہذا القیاس انھیں قسم کے جھوٹھ الزام اور اتہام اس امام عالی مقام پر دیئے جارہے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ لوگ جو آپ کے اوصاف سے بالکل لاعلم ہیں انکو ضرور چاہئے کہ فضائل اور بزرگی سے اپنے رہنما کے واقف ہوں کہ آپ کی عظمت و شان نزدیک خدائے دو جہاں و رسول آخر الزماں کے کیسی ہے اور علمائے متقدمین و متاخرین اور تمامی اولیائے کاملین آپ کو کیسا سمجھتے آئے اور کیسے کیسے بزرگان دین آپکے پیرو ہوتے آئے تاکہ بوجہ فریب دہی ان لامذہبوں کے اس امام برحق کے ساتھ بدظن اور سست عقیدہ ہوکر خود بھی انھیں کا سا کلمہ نہ پڑھنے لگیں اور اپنے طریقۂ اصل سے برگشتہ ہوکر چاہ ضلالت میں نہ گر جائیں کہ مستحق خسر الدنیا والآخرۃ کے ہوں۔ لہذا چند کتب معتبرہ تفسیر واحادیث و فقہ وکتب سیر و تواریخ سے تھوڑا احوال و فضائل آپکا منتخب کر کے بزبان اردو درج رسالۂ ہذا کیا اور نام اس کا "حفظ الایمان فی مناقب النعمان" رکھا تاکہ اس کے پڑھنے اور سننے سے باعث ازدیاد عقیدت و محبت کا حنفئین کے دل کے ساتھ اس مقتدائے دین کے ہو اور جملہ فرائض و اجبات و سنن و مستحبات کو بہ خلوص نیت مطابق طریقہ اپنے کے ٹھیک و صحیح جان کر معمل ہوتے رہیں اور دین و دنیا میں اللہ تعالیٰ سے اسکا اجر عظیم پاویں۔

امام اعظم کی تابعیت

جاننا چاہیئے کہ حضرت امام صاحب (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کے منجملہ فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آپ طبقۂ تابعین میں سے ہیں کیونکہ آپکی پیدائش ۸۰ ھجری میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا اور ان سے ملاقات کی۔ اکثر علمائے مفسرین و محدثین ارباب سیرو تواریخ اور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ سوائے ان کے اور بھی بڑے بڑے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان سے حدیثیں سنی ہیں۔ آپ کی ولادت کا زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ قرون ثلثہ (ثلاثہ) میں داخل ہے جس کی خبر خیریت اور سعادت بہ احادیث صحیحہ ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری و مسلم یہ ہے۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

بحر العلم شرح عین العلم میں لکھا ہے کہ مختار ابن حجر مکی کا بھی یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں جیسا کہ کہا ہو الامام الاعظم فقیہ اھل العراق و من اکابر التابعین

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ میں کہا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابیوں کو پایا اور بعضوں کے نزدیک آٹھ صحابیوں سے ملاقات کی اور ایک روایت میں سات بھی آئے ہیں اور انہیں میں سے انس اور عبد اللہ بن اوفیٰ اور سھل بن سعد اور ابو الطفیل رضی اللہ عنہم ہیں اور سب سے حدیثیں سنی ہیں اور بعضوں نے جو کہا کہ امام نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی یہ صحیح نہیں ہے۔

فتح المبین فی کشف مکائد غیر مقلدین میں ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نخبۃ الفکر کے شرح الشرح میں لکھتے ہیں قال العراقی الخ۔ اس جگہ تابعی کی عربی کی عبارت کو طول کلام کے خیال سے ترک کر کے صرف اس کا ترجمہ تحریر کرتا ہے یعنی عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسپر یعنی ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تابعی کی جو تعریف بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مختار عمل اکثروں کا ہے۔ اور تحقیق کہ اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی اور تابعی کی طرف اپنے اس قول کے ساتھ کہ خوش خبری ہو اس شخص کو کہ اسنے مجھ کو دیکھا اور اس شخص کو کہ اسنے اسکو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی میں کہتا ہوں کہ اس تعریف سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ تابعین میں داخل ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ اور انکے سوا اور صحابہ کو دیکھا ہے۔

چنانچہ اس کو شیخ جزری نے اسمائے رجال قرا میں ذکر کیا اور تور پشتی نے تحفۃ المسترشد میں اور صاحب کشف الکشاف نے سورہ مؤمنین میں صاحب مراۃ الجنان وغیرہم نے علمائے متجر سے۔ پس جس شخص نے امام صاحب رح کے تابعی ہونے کی نفی کی یا تو تلاش کے قصور سے یا شدید تعصب کی وجہ سے ہے۔ انتہی

(ختم ہوا)

ایساہی لکھا ہے مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحئی صاحب لکھنوی فرنگی محلی نے اپنے رسالہ اقامۃ الحجۃ میں۔ درمختار میں لکھا ہے کہ یہ قول صحیح ہے کہ ابو حنیفہؒ نے سات صحابیوں سے حدیث سنی چنانچہ اواخر منیۃ المفتی میں مشرح ہے اور بیس صحابیوں کا زمانہ عمر کے حساب سے پایا۔ چنانچہ ضیامعنوی کے اوائل (شروع) میں مذکور ہے۔ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں ہے کہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تبئیض الصحیفہ میں کہا امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے ایک جز تالیف کیا امام ابو حنیفہ کی روایت میں چار صحابیوں سے۔ انتہی

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس لئے کہ ابو حنیفہ کوفے میں سن ۸۰ ھجری میں پیدا ہوئے اور وہاں اس وقت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ صحابی موجود تھے۔ بالاتفاق اور بصریٰ میں انس رضی اللہ عنہ صحابی تھے اس لئے کہ نوے ہجری میں یا اس کے بعد مرے (انتقال کیا)۔ ابن سعید نے قابل اعتبار سند سے روایت کی کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان دونوں صحابیوں کے سوا اور اصحاب شہروں میں زندہ تھے۔ تو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ امر ثابت ہیں۔ چنانچہ اوزاعی کو شام میں اور حماد کو بصریٰ میں اور ثوری کو کوفہ میں اور مالک کو مدینہ میں اور مسلم بن خالد زنگی کو مکے میں اور لیث بن سعد کو مصر میں (رضی اللہ عنہم اجمعین) انتہی ماقال السیوطی (ختم ہوا جو سیوطی نے کہا)

خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ کنیت امام کی ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم اور نام نعمان بن ثابت ہے اور آپ خیر التابعین میں سے ہیں اور دین کے چار اماموں میں سے اول ہیں اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور اس فیاض زماں (زمانہ کو فیض دینے والے) سے فیض تام (مکمل فیض) حاصل کیا۔

اب اے مسلمانو! جبکہ مضامین صدر سے آپکی تابعیت اور آپکی ولادت کے زمانہ کی خیریت (بہتری) کا ثبوت علمائے معتبرین کے قول سے معلوم ہوا تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ آپکی تعظیم کرے اور آپکی شان میں کوئی بے ادبانہ کلمہ زبان پر نہ لائے۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب الخ کذافی المشکوٰۃ۔
یعنی تعظیم کرو میرے اصحابوں کی پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں یعنی تبع تابعین پھر ظاہر اور شائع ہوگا جھوٹ و خیانت دین و دنیا میں۔ پس بموجب حدیث مذکور امام ممدوح کی تعظیم و تکریم مثل صحابی ہر خاص و عام مسلمانوں پر واجب و لازم ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں لفظ اکرموا صیغۂ امر واجب ہونے کے واسطے ہے۔ اور کسی کو تعظیم اور عدم تعظیم میں اختیار باقی نہیں رہا۔
لقولہ تعالی و ما کان لمؤمن و لا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم

یعنی اور نہیں ہے لائق کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کے لئے کہ جس وقت خدا اور اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام مقرر کرے انکے لئے تو اس میں انکو اپنا اختیار (باقی رہے)۔ ایسا ہی مذکور ہے تذکرۃ المذاہب میں۔

احادیث واقوال علما

رسول مقبول علیہ السلام نے آپ کے حق میں ھو سراج امتی فرمایا چنانچہ دار المختار میں لکھا ہے کہ روایت ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ مقرر (یقیناً) آدم علیہ السلام نے میرے سبب فخر کیا اور میں ایک مرد کے سبب فخر کرتا ہوں جو میری امت میں ہے نام اسکا نعمان اور اسکی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ وہ میری امت کا چراغ ہے۔

ایضاً اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ تمام انبیا میرے سبب فخر کرتے ہیں اور میں ابو حنیفہ کے سبب فخر کرتا ہوں۔ جو اسکے ساتھ محبت رکھے تو یقیناً اس نے میرے ساتھ محبت رکھی اور جو اس کے ساتھ دشمنی رکھے تو البتہ اس نے میرے ساتھ دشمنی رکھی۔

اس طرح یہ دونوں حدیثیں تقدمہ میں مذکور ہیں جو شرح ہے مقدمہ ابو اللیث کے ضیائے معنوی میں کہا کہ ابن جوزی کا یہ قول کہ حدیث مذکور موضوع ہے یعنی دروغ بستہ ہے تعصب اور ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ روایت اسکے مختلف اسناد سے ثابت ہے اور جب یہ حدیث طرق متعددہ (متعدد طریقوں سے) مروی ہوئی تو درجۂ حسن کو پہنچ گئی۔ کما قیل اذا کثرت طرق الحدیث ارتقی الی مرتبۃ الحسن کذافی الطحطاوی۔ اور اصول احادیث میں ایسا ہی لکھا ہے تذکرۃ المذاہب میں۔

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ آپ کی اور آپ کے شاگردان کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

آن سراج امتان مصطفیٰ ﷺ (صلی اللہ علیہ وسلم) بو حنیفہ بو دامام باصفا
شاد باد ارواح شاگردان او باد فضل حق قرین جاں او
وز محمد ذوالمنن راضی شدہ صاحبش بو یوسف قاضی شدہ

فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین میں ہے کہ کہا حافظ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جو شخص امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دوست رکھے پس وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھے پس وہ بدعتی ہے۔

ایک روایت ہے کہ ہمارے درمیان اور لوگوں کے درمیان امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پس جو شخص انکو دوست رکھیگا تو ہم جانیں گے کہ وہ اہل سنت میں سے ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا تو ہم جانیں گے کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے۔ ایسا ہی ذکر کیا فتاوی برہنہ میں

شیخین یعنی. بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کان الایمان عندالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو البتہ اسکو ابنائے فارس کے چند مرد پالیتے۔

روایت کی اسکو ابو نعیم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لو کان العلم معلقا عندالثریا کرکے۔ مسلم کی ایک روایت میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ یعنی اگر ایمان ثریا کے نزدیک ہوتا تو البتہ فارس کا ایک شخص اسکو جاکر لے لیتا اور مراد ابنائے فارس سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے جد بزرگ فارس کے تھے۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث جسے شیخین نے روایت کیا اصل صحیح ہے اور اسپر ابی حنیفہ رحمۃ اللہ کی شان کے ساتھ انکی فضلیت تامہ (مکمل فضلیت) کے بارے میں اعتماد کیا جائیگا۔ (کذافی الشامی۔ ایسا ہی لکھا ہے شامی میں)

ترجمہ مشارق الانور میں ہے کہ اگر امام اعظم نہ ہوتے تو دین کا بھید لوگوں کو سمجھنے میں مشکل ہوتا۔ عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر بنی اسرائیل میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ گمراہ نہ ہوتے. بحرالعلم میں لکھا ہے کہ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہرایک مخصوص ہیں ایک اقلیم (مملکت) کے ساتھ اور اس اقلیم میں مختار ہیں۔ چنانچہ انکی اتباع (پیروی کرنے والے) اس میں بہت ہیں جیسے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی پیروی کرنے والے کی کثرت ملک ماوراءالنہر اور خراسان اور ہندوغیرہ میں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حجاز اور یمن اور مصر اور شام اور حلب اور عراق میں۔

غایۃ الاوطار میں ہے کہ مردوں میں سب سے اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور نبوت کی تصدیق کی تو انکو اپنے ایمان لانے کا ثواب ہے۔ پھر اسکے بعد جو ایمان لاتا گیا اسکے ثواب کے برابر صدیق رضی اللہ عنہ کو ثواب ملے گا۔ اسلئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جس نے نیک طریقہ نکالا تو اس کو ثواب ملے گا اور اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو اس نیک طریق پر قیامت تک چلے گا۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اول تدوین فقہ اور استخراج فروع (فروعی مسائل کو نکالنے) کی راہ نکالی تو اسکا ثواب ملیگا۔ اور باقی مجتہدوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔ خوارزمی نے مجموعہ مسانید امام میں کہا امام نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون (جمع) کیا اور ابواب پر مرتب کیا۔ پھر ان کے بعد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں وہی طریقہ اختیار کیا۔ اس باب میں ابو حنیفہ سے کسی نے سبقت نہیں کی۔ اسلئے کہ صحابہ اور تابعین نے علم شریعت میں ابواب کر کے کوئی تصنیف نہیں کی۔ انکو اپنی یاد پر اعتماد تھا۔ تو امام نے جب علم کو منتشر دیکھا اور متاخرین (بعد کے لوگوں) کے سوء حفظ

(حافظہ کی غلطی یا خامی) سے ڈرے کہ مبادا علم ضائع ہو جائے تو تدوین کو مستحسن جانا۔ تدوین میں طہارت سے ابتدا کی پھر صلوٰۃ سے پھر صوم سے پھر باقی عبادات سے پھر معاملات سے پھر خاتمہ کیا مواریث (وراثت) پر۔ ایسا ہی ہے طحطاوی میں۔

در مختار نے لکھا ہے کہ اور علما سے کسطرح امام ممتاز نہ ہوں جب کہ حال یہ ہے کہ امام کے مذہب کے تابع اور مقلد اکثر اولیائے کرام ہوئے جو ثبات مجاہدہ کی صفت رکھنے والے اور میدان مشاہدہ میں تیزروی کی صفت رکھنے والے حضرات میں سے ہیں۔

چنانچہ ابراہیم ادھم اور شفیق بلخی اور معروف کرخی اور ابو یزید بسطامی اور فضیل عیاض اور داؤد طائی اور ابو حامد لفاف اور خلف بن ایوب اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح رحمۃ اللہ اجمعین اور انکے سوا جنکا شمار نہایت پذیر نہیں۔ تو اگر یہ اولیائے کاملین امام میں کچھ شبہ پاتے تو انکے تابع اور مقتدی نہ ہوتے اور انکی موافقت نہ کرتے۔ یعنی امام کے مذہب کے حق ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ ارباب کشف و شہود انکے تابع اور مقتدی ہیں۔

فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین میں لکھا ہے کہ نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ فقہ سے بالکل بے خبر تھے یہاں تک کہ ان کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اس شئے کے ساتھ ہوشیار کر دیا جہاں تک انکا ذہن پہنچا اور جسکو ملاحظہ کیا اسکو بیان کر دیا۔

خیرات الحسان میں ہے کہ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتیں پڑھیں تو اسمیں رفع یدین نہ کیا اور ایک روایت ہے کہ دو رکعتیں صبح کی تھیں اور اسمیں قنوت نہ پڑھا۔ پس ان سے کہا گیا۔ انہوں نے فرمایا اس امام کے ادب کے سبب (ایسا نہ کیا) کہ انکی حضوری میں مخالفت ظاہر کروں۔

فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے کہ امام کو شب میں قیام کی کثرت سے وند (ستون) کہتے تھے۔ بعد وفات کے ایک دختر یعنی لڑکی نے اپنے باپ سے کہا کہ بابا وہ ستون کیا ہوا۔ اسنے (جواب دیا) کہ وہ ستون نہیں تھا امام المسلمین تھے۔

کشف المحجوب میں کہا کہ یحیٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں میں دیکھا تو پوچھا این اطلبک فرمایا عند علم ابی حنیفہ۔ امام نے علم قرات امام عاصم رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ اسی لئے ہمارے علما نے انکی قرات کو اختیار کیا۔ بہ روایت بکر یا حفص کے یہ دونوں علم قرائت میں امام عاصم کے شاگرد ہیں اور علم حدیث آپنے چار ہزار شیخ ائمۂ تابعین سے حاصل کیا۔ بحر العلم میں ہے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار شیخ ائمہ تابعین سے شاگردی کی۔ اور یہ ایسی منقبت ہے کہ آپ اسکے ساتھ منفرد

ہیں۔ ائمہ میں سے کوئی اور شخص اس میں انکا شریک نہیں۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ واما ابو حنیفہ رحمتہ اللہ فلقد کان ایضا عابدا راھدا عارفا باللّٰہ تعالی خایفا منہ مریدا وجہ اللّٰہ تعالی بعلمہ

ائمۂ مجتہدین اور اکابر صالحین نے امام کے علم فقہ میں سبقت اور پیش دستی اور غلبہ اور انکی تیز طبعی کا اقرار و اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمام علما فقہ میں ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جو کوئی علم فقہ کا ارادہ کرے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو لازم پکڑے اور ان کے اصحاب کو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کیا تم نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے۔ کہا ہاں دیکھا ہے۔ اگر وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اپنے علم کی کثرت اور تیزی اور ذکاوت کے سبب دلیل سے ثابت کر دیتا ہے۔ اور علی بن عاصمؒ نے کہا کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل آدھی زمین والوں کی عقل سے تولیں تو ان کی عقل بھاری ہوگی ان سب کی عقلوں سے یعنی ان کے زمانے میں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ تمام رات کو اپنی عبادت اور طاعت کے ساتھ زندہ رکھتے تھے۔ روایت ہے یحیٰ بن ایوب زاہدؒ سے کہ امام ابو حنیفہؒ تمام رات جاگتے تھے۔ اور امام زفرؒ سے مروی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ تمام رات کو ایک رکعت کے ساتھ زندہ رکھتے تھے اور اسمیں قرآن پڑھتے تھے۔ روایت ہے کہ پہلے آدھی رات تک عبادت تھی یہاں تک کہ ایک روز راستے میں ایک شخص نے انکی طرف اشارہ کیا دوسرا بولا یہ وہی شخص ہے کہ تمام رات عبادت کرتا ہے اس کے بعد تمام رات جاگنا شروع کیا اور فرمایا کہ میں حیا کرتا ہوں اللہ سے کہ اس کی عبادت کے ساتھ وصف کیا جاؤں (تعریف کیا جاؤں) جو کہ مجھ سے ادا نہ ہوتی ہو۔

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کعبے کے بیچ غیب سے آواز دینے والے کو سنا کہ اس نے کہا کہ اے ابو حنیفہ تو نے اخلاص کے ساتھ میری خدمت کی اور تو نے میری اچھی معرفت کی پس تحقیق میں نے تجھکو بخشا اور (اسکو بھی) جو قیامت تک تیری متابعت کرے۔

ابو موید خارزمی نے خوارزمی سے روایت کی اور وہ روایت کرتے ہیں ہشام بن مروان سے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے منقبض (کم بولنے والے) اور سست رہا کرتے تھے اور مسائل میں کسی کو جواب نہیں دیا کرتے تھے۔ پس انکو خواب میں دکھایا گیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کھول دی اور انکی ہڈیوں کو جمع کیا اور انکو اپنے سینے پر رکھا اور بعض کو بعض کی جگہ رکھا جو کہ اس کے مقام کے اعتبار سے مناسب جگہ ہے۔ پس اس خواب کی تعبیر محمد بن شیرین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اس خواب کا دیکھنے والا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں کھولے گا اور ظاہر کریگا ایسے طریقے سے کہ اسکی طرف کسی نے سبقت نہ کی ہوگی۔ پس اس خواب سے آپ مسائل میں کھل گئے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔

یہ بھی مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرتے تو

اس نے خواب میں مشرف ہوتے تھے اور یہ بھی ہے کہ دن میں ایک بار اور رات میں بہت بار کیونکہ ملازمت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات انکو حاصل ہوتی تھی۔

غایۃ الاوطار میں ہے کہ خطیب نے یحییٰ بن نصر سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن شریف کو رمضان میں ساٹھ بار اکثر ختم کیا کرتے تھے اور خطیب نے حماد بن یوسف سے روایت کی کہ میں نے اسد بن عمر سے سنا کہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی۔ خطیب نے محمد بن سعید کاتب سے روایت کی کہ آپ نے عبداللہ بن داؤد سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ اہل اسلام پر اپنی نماز میں ابو حنیفہ امام المسلمین پر دعا کرنا واجب ہے چونکہ انہوں نے لوگوں کے واسطے سنتوں اور فقہ کو محفوظ کر دیا۔ خطیب نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی کہ میں نے شداد بن حکم سے سنا کہ کہتے تھے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ تر عالم نہیں دیکھا۔ اسمٰعیل بن فارسی نے روایت کی کہ میں نے مکی بن ابراہیم سے سنا کہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہؒ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ تر عالم تھے۔ خطیب نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا کہ کہتے تھے کہ ہم دروغ نہیں کہتے ہیں ہم نے ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر نہیں سنا اور انکے اکثر اقوال کو تسلیم کیا ہے۔ خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی کہ میں نے مکی بن ابراہیم سے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ میں علمائے کوفہ کی مجلس میں بیٹھا تو میں نے کسی کو اورع (ورع میں بہتر) یعنی متقی تر ابو حنیفہ سے نہیں دیکھا۔ خطیب نے علی بن حفص بزاری سے روایت کی کہ حفص بن بزاری تجارت میں امام کے شریک تھے تو انہوں نے حفص بن عبدالرحمن کے پاس کپڑے میں متاع (پونجی) کو بھیجا یعنی تھانوں کی گٹھری بھیجی اور اطلاع کی کہ فلاں فلاں کپڑے میں نقصان (خرابی یا عیب) ہے۔ جب بیچنا تو اسکا عیب مشتری (خریدار) کو بتا دینا۔ تو حفص نے اس کو بیچا مگر اس کا عیب بتانا بھول گئے پھر جب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حال معلوم ہوا تو تمام مال کی قیمت خیرات کر دی۔ کذا فی الطحطاوی عن السیوطی (ایسا ہی ہے طحطاوی میں سیوطی سے)

فتاوی برہنہ میں ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم اور پرہیزگاری اور زہد اور آخرت کے اختیار کرنے میں ایسے محل پر پہنچے کہ کوئی شخص نہیں پہنچے گا اور ایسا ہی لکھا ہے شامی نے در مختار میں۔

در مختار میں ہے کہ امام نے پچپن حج کئے اور اپنے پروردگار جل شانہ کو خواب میں سو بار دیکھا۔ اور رویت (دیدار) کا ایک قصہ مشہور ہے۔ اس فقیر نے اس قصے کو بخوف طول عبارت (عبارت کے لمبے ہونے کے خوف سے) ترک کیا۔ غایۃ الاوطار میں یہ تصریح موجود ہے اور اس قصے کو فقیر نے رسالہ ذریعہ نجات میں بھی تحریر کیا ہے۔ جسکو خواہش ہو تو اسمیں دیکھ لے۔

نقل ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو کسی نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا۔ ابن

مبارک نے کہا تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو کہ تمام دنیا اسکی طرف متوجہ ہے اور دنیا سے بھاگتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے روضۂ مقدس مطہر پر حاضر ہوئے تو کہا السلام علیک یا سید المرسلین تو جواب سے مشرف ہوئے وعلیک السلام یا امام المسلمین۔

محمد بن شجاع سے روایت ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر عباس نے دس ہزار درہم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجے ان کو لیکر اپنے بیٹے سے کہا کہ ان درہموں کو رکھ چھوڑو۔ جب میں مرجاؤں تو یہ روپے پھیر دیجیو اور کہیو کہ یہ تمہاری ودیعت ہے جو ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کہ پاس چھوڑی تھی۔

روایت ہے کہ انکو خلیفہ نے ولایت قضا دینے کے لئے بلایا تو فرمایا کہ میں قضا کے لائق نہیں ہوں۔ پوچھا کیسے۔ کہا اگر میری بات سچ ہے تو میں قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر سچ نہیں ہے تو جھوٹا قاضی ہونے کے لائق نہیں۔ شریک نخعی سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثیر السکوت تھے یعنی کم سخن تھے اور دائم الشکر تھے یعنی ہمیشہ شکر ادا کرتے تھے۔ ایسا ہی لکھا ہے روضۃ الاصفیاء فی ذکر الانبیاء میں۔

نقل ہے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شخص پر کچھ قرضہ تھا۔ ایک روز اسی محلہ میں جہاں وہ مدیون (مقروض) رہتا تھا وہیں انکے ایک شاگرد نے انتقال کیا۔ آپ اسکے جنازے پر گئے اس وقت وہاں دھوپ اور گرمی کی نہایت شدت تھی سوائے اس مقروض کے گھر کی دیوار کے سایہ کے کسی جگہ سایہ کسی چیز کا نہ تھا۔ حاضرین نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جب تک اس میت کو غسل دیا جائے تھوڑی دیر آپ اس دیوار کے سائے میں ٹھہریں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا کچھ مال اس دیوار کے مالک کے ذمہ قرضہ ہے پس میرے لئے یہ درست نہیں ہے کہ اپنے مال کے وصول ہونے تک اس کی دیوار کے سائے سے فائدہ اٹھاؤں کیونکہ یہ فائدہ سود میں داخل ہوتا ہے۔ ایسا ہی ذکر کیا خزینۃ الاصفیاء میں۔

فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین میں ہے کہ امام صاحب کے والد حضرت ثابت بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے گئے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکے اور انکی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کی۔ ایسا ہی لکھا ہے فتاویٰ برہنہ میں۔

بحر العلم میں ہے کہ جب ایک بکری کوفہ میں گم ہوگئی تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات برس تک بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ چونکہ اکثر بکری کی عمر کی مدت انکے گمان میں اسی حد تک ہے۔ اسی سبب سے کہ شاید اسی کھوئی ہوئی بکری کا گوشت نہ ہو (آپ نے یہ احتیاط کیا) یہ امام کے اعمال تقویٰ اور پرہیزگاری کا تقاضہ ہے۔

لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام نے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا یہاں تک کہ ایک رات حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے ابا حنیفہ! تو خلوت نشینی کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے بلکہ تو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ میرے طریق کو ظاہر کرے۔ گوشہ نشینی کا قصد نہ کر۔ پس

جب امام نے اس کام کو لابدی (لازمی) جانا تو اپنے ارادے سے باز آئے اور خلق کی دعوت کی طرف مشغول ہوئے یہاں تک کہ امام کا مذہب ظاہر ہوا اور پھیلا۔ ایسا ہی مذکور ہے فتاویٰ برہنہ اور خزینۃ الاصفیاء میں۔

اب اے برادران اسلام ذرا مضامین صدر کو بغور نظر انصاف سے دیکھو کہ آپکا علم و زہد و تقویٰ کس درجہ کہ تھا۔ جس کی فضیلت و بزرگی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ پس معاذاللہ ایسا شخص کب طعن و تشنیع کا مستحق ہوسکتا ہے جو ناحق یہ غیر مقلدین ایسے امام ذی شان کی شان میں کلمات تحقیر و توہین زبان پر لاتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ امام علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب بے حدو بے شمار ہیں۔ سب کا ایک جگہ جمع ہونا امر دشوار اور اس جگہ مقصود اختصار ہے۔ لہٰذا اب تاریخ ولادت و وفات پر آپکے اسکو (یہ فقیر) تمام کرتا ہے۔ واضح رہے کہ سن ولادت آپکا بقول صحیح ۸۰ ھجری اور سن وفات بہ اتفاق اہل اسلام ۱۵۰ ھجری اور مزار پاک آپکا بغداد شریف میں ہے۔ اور اسی سال میں آپ کا انتقال فرمانا بھی بموجب حدیث نبویؐ ہے کہ یہ صریح دال ہے آپکی عظمت اور شان پر۔ چنانچہ شامی میں مذکور ہے۔ و ممایصلح للا ستدال بہ علی عظم شان ابی حنیفۃ ماروی عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ترفع زینۃ الدنیا سنۃ خمسین و مائۃ

یعنی اس چیز سے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت شان کے لئے استدلال کی صلاحیت رکھتی ہے وہ حدیث ہے جو روایت کی گئی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ دنیا کی زینت سن ۱۵۰ ھجری میں اٹھالی جائیگی۔ اسی وجہ سے شمس الائمہ کردری نے کہا ہے کہ تحقیق یہ حدیث ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر معمول ہے اس لئے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سال میں وفات پائی واللہ اعلم بالصواب۔

نثر خاتمۂ حفظ الایمان فی مناقب النعمان از کمترین بندگان محمد واصل یکی از غلامان بارگاہ شہبازی

ہزار شکر اس خالق اکبر کا ہے جس نے کالبد خاکی کو ہمارے نور اسلام سے روشن و منور کیا اور بیشمار احسان اس رسول معظم و مکرم کا ہے کہ ہزاروں سرکشتگان پریشان روزگار کو بادیہ ضلالت وہاویہ جہالت سے نکال کر شہرستان ہدایت میں پہنچادیا۔ امابعد برادران اسلام کو مژدہ ہوئے کہ یہ کتاب مستطاب لاجواب فضائل حمیدہ و خصائل پسندیدہ مآب عالم باعمل پیر دستگیر روشن ضمیر سالک مسالک طرق حقیقت و شریعت و دانائے رموز حقائق و معرفت مقتدائے رہروان منازل تحقیق و پیشوائے عارفان مراحل تدقیق کریم ابن الکریم جناب حضرت مولانا سید شاہ محمد اشرف عالم صاحب سجادہ نشیں بارگاہ شہبازی ادام اللہ تعالیٰ اقبالہ، وضاعف اجلالہ، بڑی بڑی معتبر کتابوں سے استنباط کر کے واسطے فائدہ رسانی ان برادران اہل اسلام کے خصوصاً وہ حضرات کہ جو پیرو اس امام عالی کے مقام کے ہیں کمال تحقیقات کے ساتھ تالیف فرمایا۔ سبحان اللہ و بحمدہ کہ اس کتاب پاک کو

اگر ذریعہ نجات عقبہ سمجھو تو بجا ہے اور اگر وسیلہ سرخ روئی محشر جانوں تو روا ہے۔ بیان علم صوری و معنوی مؤلف کتاب ھذا کا یہ ہے کہ بالفعل جماعت وہابیوں کی کہ جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کمال دشمنی رکھتے ہیں اور حتی الوسع انکی تذلیل و تحقیر کرنے میں نہیں چوکتے ایک گرم بازاری ہے اور یہ نسبت امام عالی مقام کے جن کی کرامات واوصاف میں متعدد کتابیں علمائے متقدمین و متاخرین کی ہیں۔ تہمت و بہتان باندھ کر سواد الوجہ فی الدارین ہوئے ہیں اس واسطے بغرض آگاہی و واقفیت برادران اسلام کے مؤلف محتشم علیہ نے بڑی کوششیں و تحقیقات کے ساتھ اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ پس ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اس کتاب پاک کو ابتدا سے انتہا تک تمام ملاحظہ فرماویں تاکہ اس امام والا مقام کی کرامات و بزرگیوں سے بخوبی واقف و آگاہ ہوکر اس فرقہ باغیہ کی دروغ و بے اصل شکایتوں و فریب آمیز باتوں پر کان نہ دھرے و ذریعہ نجات آخرت کا اس کو شمار کریں اب یہ نالائق اللہ جل شانہ کی بارگاہ سے امید رکھتا ہے کہ مؤلف کتاب ھذا کو اجر عظیم اسکا عطا کرکے اور اس بارہ میں دعا کو اس نالائق کے قبول فرماوے۔

قطعہ تاریخ اتمام کتاب حفظ الایمان فی مناقب النعمان از نتائج طبع عالی جناب مولوی سید شاہ عالم شہبازی برادر مؤلف

ہوا عمدہ رسالہ یہ تالیف — منتفع ہوگا اس سے ایک جہاں
ہے صفت جسکی لتنا ولھا — رہا برپا اسی سے دین ایماں
امت مصطفیٰ کا ہے جو سراج — نور دیں پائیں اس سے تیرہ دلاں
کیوں شرف ہو نہ اس رسالے کو — ہے لکھی مدح فخر مجتہداں
ہے مؤلف کی ذات پر تحسیں — بادلائل لکھا ہے سارا بیاں
سن ختم کتاب کیا میں لکھوں — تھی یہی فکر بولا بس رضواں
کہدے عالم کہ اس رسالے میں — ہیں لکھے کل فضائل نعماں

۱۳۱۲ھ

سرمہ دیدہ بصیرت۔ نور چراغ حکمت یعنی رسالہ حفظ الایمان فی مناقب النعمان جسے زبدۃ الافاضل و محسود المعاصر والاماثل عارف باصفا واعظ حق نما جناب مولانا محمد اشرف عالم بن حضرت شاہ محمد عابد عرف شاہ نوری نے بغرض اطمینان و تسکین ارباب یقین و دفع شبہات واہیہ فرق ضالہ حضرت سید الفقہاء و المجتہدین سند الاولین و الآخرین مصدق بتصدیق صادق صدوق مبشر بہ بشارت نبی موثوق امام الایمہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و خصائل میں تصنیف فرماکر مطبع انوار محمدی میں حاجی محمد تیغ بہادر کے اہتمام سے چھپوایا الحمد للہ آخر شعبان المعظم ۱۳۱۲ ہجری میں بکمال صحت و صفا سے مطبوع ہوا۔

شہبازیہ ادبی کونسل کی دیگر اہم مطبوعات

ارمغان فائق (نعتیہ مجموعہ)	حضرت پیر طریقت مولانا سید شاہ محمد فائقؒ	۵۰/=
شاہباز عرش پرواز (مجلد)	ڈاکٹر سید محمد رافق زماں	۶۵/=
دی گلوریس شہبازیہ ہیری ٹیج (انگریزی)	″	۹۰/=
شہبازیہ جیوتی (ہندی)	″	۵۰/=
آبشار (مجموعہ کلام)	″	۵۰/=
کرامات شہبازیہ منظوم	″	۳۰/=
شجرات شہبازیہ منظوم	″	۱۱/=

ملنے کے پتے

★ شہبازیہ ادبی کونسل۔ خانقاہ عالیہ شہبازیہ، ملاچک۔ بھاگلپور ۸۱۲۰۰۲ (بہار)
★ نیو کتاب منزل، تاتارپور۔ بھاگلپور
★ کمائیہ بک ڈپو۔ تاتارپور۔ بھاگلپور

اعلان

محیی الحرمین حضرت مولانا سید شاہ محمد ناطق شہبازی (مصنف) کی تعمیر کردہ چھوٹی مسجد ملاچک، بھاگلپور میں ہفتہ وار درس قرآن پاک بروز جمعہ بعد نماز عصر گذشتہ ۱۲/ مئی ۱۹۹۳ء سے مسلسل جاری ہے۔ اسمیں مسلسل تفسیر بیان کی جاری ہے۔ اس مقدس بزم میں شریک ہوکر [illegible] ہوں۔